سوانحِ مجاہدِ ملت

حضرت مولانا

غلام غوث ہزاروی رح

تذکرہ وسوانح، تحصیل علم وتکمیل، خدمتِ علم وتدریس دعوت و جہاد، شخصیت وکردار، اخلاص و للہیت، صبر واستقامت، فقر وایثار، خوش طبعی ولطائف، روحانی مقام اوراد ووظائف، فرقِ باطلہ کا تعاقب، قادیانیت، شرک وبدعت اور روافض کا رد، تحریکِ ختم نبوت میں مجاہدانہ کردار، قومی وملی اور سیاسی خدمات، اور سفرِ آخرت کی ایمان افروز

داستان

تالیف

مولانا عبدالقیوم حقانی

ناشر

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس • خالق آباد • ضلع نوشہرہ

Marfat.com

سوانحِ مجاہدِ ملت

حضرت مولانا

غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ

تذکرہ و سوانح، تحصیل علم و تکمیل، خدمتِ علم و تدریس دعوت و جہاد، شخصیت و کردار، اخلاص و للہیت، صبر واستقامت، فقر وایثار، خوش طبعی ولطائف، روحانی مقام اور اد ووظائف، فرقِ باطلہ کا تعاقب، قادیانیت، شرک وبدعت اور روافض کا رد، تحریکِ ختم نبوت میں مجاہدانہ کردار، قومی وملی اور سیاسی خدمات، اور سفرِ آخرت کی ایمان افروز

داستان

تالیف

مولانا عبد القیوم حقانی

ناشر

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس • خالق آباد • ضلع نوشہرہ

2005

10-60

Marfat.com

سوانح مجاہد ملت

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

تالیف

مولانا عبد القیوم حقانی

تذکرہ و سوانح، تحصیل علم و تکمیل، خدمت علم و تدریس، دعوت و جہاد، شخصیت و کردار، اخلاص وللہیت، صبر و استقامت، فقر و ایثار، خوش طبعی و لطائف، روحانی مقام، اوراد و وظائف، فرقِ باطلہ کا تعاقب، قادیانیت، شرک و بدعت اور روافض کا رد، تحریک ختمِ نبوت میں مجاہدانہ کردار، قومی و ملی اور سیاسی خدمات اور سفرِ آخرت کی ایمان افروز داستان ......

ناشر

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، ضلع نوشہرہ، سرحد، پاکستان

2005-

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- سوانح حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

تالیف ---------- مولانا عبدالقیوم حقانی

84653

کمپوزنگ ---------- گل رحمٰن، جان محمد جانؔ، اراکین القاسم اکیڈمی

ضخامت ---------- 227 صفحات

تعداد ---------- 1100

تاریخ طباعت اول ------ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ/ اگست ۲۰۰۳ء

تاریخِ طباعت دوم ------ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ / جنوری ۲۰۰۵ء

قیمت ---------- 90 روپے

ناشر ---------- القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ

ملنے کے پتے

☆ صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی

☆ مولانا سید محمد حقانی ، مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ ، راجہ بازار ، راولپنڈی

☆ مکتبہ سید احمد شہید ، ۱۰ الکریم مارکیٹ ، اردو بازار ، لاہور

☆ زم زم پبلشرز ، نزد مقدس مسجد ، اردو بازار ، کراچی

☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب، جامعہ ابوہریرہ، چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
انتساب	۱۱
حرفِ آغاز	۱۳
ہدیۂ سپاس وتشکر	۱۷
باب ۱ نسبی شرافت، تحصیلِ علم، تذکرۃ الاساتذہ اور حضرت شیخ الہندؒ کی زیارت وملاقات	۱۹
نسبی شرافت	۱۹
خاندانی پس منظر	۲۰
حضرتؒ کے والدین	۲۰
ولادت	۲۱
غلام غوث کی وجہ تسمیہ	۲۱
ابتدائی تعلیم	۲۱
دینی تعلیم	۲۲
تذکرۃ الاساتذہ	۲۲
شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ	۲۳
مولانا انور شاہ کشمیریؒ	۲۴
مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ	۲۵
مولانا حافظ محمد احمدؒ	۲۶
مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ	۲۷
مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	۲۷
مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ	۲۸
مولانا رسول خانؒ	۲۹
شیخ الہندؒ کی زیارت	۲۹
باب ۲ خدمتِ علم وتدریس، علمی قابلیتیں تنظیمی صلاحیتیں اور دعوت وجہاد	۳۱
علمی اور تنظیمی صلاحیت	۳۱

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
علمی قابلیت اور عربی میں تقریر	۳۲
مکمل عربی قصیدہ سنایا	۳۲
دارالعلوم دیوبند میں تدریس	۳۳
عظیم محدث ومفسر	۳۳
مولانا قاری محمد طیبؒ کی گواہی	۳۳
حضرت ہزارویؒ بحیثیت مفتی	۳۴
دینی مدرسہ کا قیام اور تدریس	۳۴
عظمت ومقام	۳۴
تدریس سے دعوت وجہاد	۳۵
باب۳ شخصیت وکردار، زہد وقناعت اور جرأت وبہادری	۳۶
محاسنِ اخلاق	۳۷
عسرت وفقر	۳۷
چاندی کے دوسو روپے	۳۷
جب دو روپے آگئے تو ٹھہرانا لازمی ہوگیا	۳۸
رقم آئی، چائے کا انتظام ہوا	۳۹
لالچ سے اجتناب، چاہت پر اکتفا	۴۰

مضامین	صفحہ نمبر
پیکر زہد وقناعت	۴۱
چندے کا نذرانہ واپس کردیا	۴۱
حزم واحتیاط	۴۱
تقسیم بھی اور تبلیغ بھی	۴۲
دال روٹی	۴۲
ڈی سی کو اپنے پاس بلایا	۴۳
جماعتی کام، اخراجات میں احتیاط	۴۳
وہ کیا زندگی جو مٹی اور گارے کی نذر ہو جائے	۴۴
بے تکلف زندگی	۴۴
پیکرِ صبر وشکر	۴۵
ایسی زندگی پر بادشاہی قربان	۴۶
حضرتؒ کا ڈرائنگ روم	۴۷
لباس اور بریف کیس	۴۷
اعتماد کو ٹھیس پہنچایا	۴۸
عمدہ کپڑا داماد کو دے دیا	۴۸
ایک روٹی اور آدھ پاؤ دہی کی لسّی	۴۹
قاتلانہ حملہ ناکام بنادیا	۴۹
رسم ورواج اور بدعات کے خلاف جہاد	۵۰
بدعتی پیر کا قلع قمع	۵۱
مولانا صفدر کی شہادت	۵۲

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
جرأت رندانہ	۵۳
کمال جرأت	۵۴
اسلام اور غلامی	۵۵
فنائیت و بے نفسی	۵۶
کام کے آدمیوں کی تلاش	۵۶
مومنانہ بصیرت	۵۷
باب ۴ اخلاص وللّٰہیت، صبر و استقامت خوش طبعی ولطائف، فقیری ودرویشی اور ایثار و ترجیح	۶۰
کتنے بے غرض لوگ تھے یہ	۶۱
سردی کی رات، ایک چادر میں	۶۲
بستر مہمانوں کے لئے وقف	۶۳
دال چنا رغبت سے کھایا	۶۴
خشک روٹی	۶۵
پرانی روٹی مزے لے کر کھائی	۶۵
یتیموں کی فکر	۶۶
آدھی رات اور یتیم کے سر پر ہاتھ	۶۶
کمبل بیچ دی	۶۷
تواضع کی انتہا	۶۷
لسی پر گزارہ اور اوڑھنی کا ایثار	۶۸
ایثار کا ایک دلچسپ واقعہ	۶۹
انسانیت سے ہمدردی	۷۰
اپنے خدام کی خدمت	۷۳
خودداری	۷۴
بکتے نہیں ہم فقیر لوگ	۷۵
حفظِ امانت کا حیرت انگیز واقعہ	۷۶
ایامِ بیض کے روزوں کا اہتمام	۷۷
امیر شریعتؒ سے بے تکلفی	۷۹
ہزارہ کے حکیمِ حاذق	۸۱
خوش طبعی حاضر جوابی	۸۱
نکتہ آفرینی	۸۱
شیعہ مجتہد بھاگ نکلا	۸۱
لفظِ مُلّا کا دفاع	۸۳
حاضر جوابی	۸۳
انگریز کا گرم خون	۸۴
وکیل نے فیس لی اور تیاری نہیں کی	۸۴
باب ۵ روحانی مقام، تزکیہ اور احسان	۸۶
تصوف وسلوک کی حقیقت	۸۶

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
حضرت تھانویؒ کا ارشاد	۸۷
مولانا محمد زکریاؒ کا ارشاد	۸۸
علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا ارشاد	۸۹
مرشد کی ہدایات پر عمل	۸۹
بیعت کا مقصد	۸۹
روحانیت کا اصل اور مطلوب	۸۹
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مجاز تھے	۹۱
غیبی اشارہ	۹۲
غلام غوث کو رقم کی ضرورت ہے	۹۳
سونا نہ بنانا	۹۳
کیوں اب تسلی ہوگئی؟	۹۳
پیشن گوئیاں پوری ہوئیں	۹۴
فراستِ ایمانی	۹۵
صوفیِ باصفا	۹۶
شانِ قلندرانہ	۹۷
باب ٦ اوراد وظائف، معمولات اور افادات	۹۹
غموں اور مصیبتوں سے نجات کا سریع التاثیر وظیفہ	۱۰۲

مضامین	صفحہ نمبر
وسعتِ رزق	۱۰۳
قرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کا وظیفہ	۱۰۳
سختی اور گھبراہٹ دور کرنے کی دعا	۱۰۳
جسم کے ہر درد کی دعا	۱۰۴
ہر آفت سے بچنے کی دعا	۱۰۴
نظر بد کی دعا	۱۰۵
نیند میں ڈرنے کی دعا	۱۰۵
صبح و شام کی دعا	۱۰۵
دعائے حاجت	۱۰٦
ابو مغلق انصاریؓ کی دعا اور اس کا اثر	۱۰۷
دشمنوں اور آسیب سے حفاظت کی عجیب دعا	۱۰۸
صبح و شام کی قرآنی دعا	۱۰۹
مسجد میں داخل ہونے کے وقت	۱۰۹
مسجد سے باہر نکلنے کے وقت	۱۱۰
وضو کرتے وقت کی دعا	۱۱۰
وضو سے فارغ ہوکر	۱۱۰
بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت	۱۱۱
بیت الخلا سے فارغ ہوکر	۱۱۱
سوتے وقت کی دعا	۱۱۲
جاگتے وقت کی دعا	۱۱۲

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
سوتے وقت کے دیگر کلمات	۱۱۲
سوتے وقت کا ایک اور عمل	۱۱۳
آیت الکرسی پڑھنا	۱۱۴
کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر	۱۱۴
آئینہ دیکھتے وقت	۱۱۵
بازار میں جاتے وقت	۱۱۵
پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھنے کے وقت	۱۱۶
چاند دیکھتے وقت	۱۱۶
چڑھائی کے وقت تکبیر کہنا	۱۱۷
اچھا یا برا خواب دیکھنے کے وقت	۱۱۷
رعد و بجلی کے وقت	۱۱۸
تیز ہوا چلنے کے وقت	۱۱۸
سفر پر رخصت کرتے وقت	۱۱۹
جہاز یا کشتی پر سوار ہونے کی دعا	۱۱۹
کسی سواری پر چڑھنے کے وقت کی دعا ۔	۱۱۹
اولاد کے لئے دعا	۱۲۰
مباشرت کے وقت کی دعا	۱۲۰
گھر میں اندر جانے کی دعا	۱۲۱
گھر سے نکلنے کی دعا	۱۲۱
مجلس سے اٹھنے کے وقت	۱۲۱

مضامین	صفحہ نمبر
دشمن کے شر سے بچنے کے لئے	۱۲۲
کھانا کھانے کی دعا	۱۲۲
عیادت کی دعا	۱۲۲
دوسری دعا بیمار پرسی کی	۱۲۲
قیامت میں خوش ہونے کی دعا	۱۲۳
ہدیہ دینے والے کے لئے دعا	۱۲۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تر دعا	۱۲۳
ایک عجیب دعا	۱۲۳
مصافحہ کے وقت	۱۲۴
قبرستان میں جانے کی دعا	۱۲۴
پہلی دعا	۱۲۴
دوسری دعا	۱۲۴
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی فضیلت	۱۲۴
عافیت دارین کی دعا	۱۲۵
سب سے افضل و پیاری دعا	۱۲۵
نورانی دعا بعد سنت فجر	۱۲۶
برا خواب دیکھنے کے وقت	۱۲۸
دنیا اور آخرت میں انجام بخیر ہونے اور رسوائی سے بچنے کی دعا	۱۲۹
اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک بندوں کی محبت کے لئے دعا	۱۲۹

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
عرش کے خزانوں میں سے ایک	۱۳۰
خداتعالیٰ کے ہاں محبوب کلمات	۱۳۰
دعا استخارہ	۱۳۰
اسمِ اعظم کا بیان	۱۳۲
اسمِ اعظم کو پوشیدہ رکھنے کی حکمت	۱۳۶
ہر شب شب قدر است / اگر قدر بدانی	۱۳۷
امام ابن تیمیہؒ کی جامع دعا / اسمِ اعظم کے ساتھ	۱۳۷
باب ۷ فرقِ باطلہ کا جرأت مندانہ تعاقب	۱۴۰
۱۔ فتنہ قادیانیت	۱۴۱
۲۔ فتنہ رافضیت وخارجیت	۱۴۲
۳۔ ہزاروں گنا بڑی جیت	۱۴۲
دفاعِ صحابہ اور جرات رندانہ	۱۴۴
دفاعِ صحابہ اور امام حرم کی توثیق	۱۴۴
گدوال کا بارہ امام	۱۴۶
شرک کے مراکز زمین بوس	۱۴۷
میدان کس کا اور جیت کس کی	۱۴۷
فتنۂ خاکسار	۱۴۸
ہندو، سکھ کا کھانا کھالیتا ہوں / لیکن خاکساروں کا نہیں	۱۴۹
یہ بیلچے میرے آزمائے ہوئے ہیں	۱۵۰
ایک پرلطف تماشہ	۱۵۲
ایک معرکۃ الآرا مناظرہ	۱۵۲
فتنہ مودودیت	۱۵۸
شمشیرِ بے نیام	۱۵۸
مودودی کے باطل نظریات	۱۵۹
اسمبلی میں مودودیت کا تعاقب	۱۶۰
زندگی بھر کی مساعی کا ہدف	۱۶۰
مودودیت، مرزائیت ایک ہیں	۱۶۱
ردّ مودودیت تمام توجہات کا مرکز	۱۶۱
مودودیت سے نفرت کی انتہا	۱۶۲
جان بچی سو لاکھوں پائے	۱۶۳
قاتلانہ حملہ	۱۶۳
مخالفین کی ایک بدترین کمینی حرکت	۱۶۴
ایک پیشن گوئی جو سچ ثابت ہوئی	۱۶۴
ایک اور پیشن گوئی	۱۶۵

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
باب ۸ تحریکِ ختمِ نبوت میں مجاہدانہ کردار	۱۶۶
مرزا بشیر الدین محمود کی سازش	۱۶۷
حضرۃ ہزارویؒ میدانِ مبارزت میں	۱۶۷
زین العابدین موت وحیات کی کش مکش میں	۱۶۸
قادیانیت کے زہر کا تریاق	۱۶۹
مولانا ہزارویؒ کا سٹیج پر قبضہ	۱۶۹
حضرت ہزارویؒ کی کرامت	۱۷۰
صوابی میں مرزائیت کا قلع قمع	۱۷۱
ادھر آ ستم گر ہنر آزمائیں	۱۷۲
ہوئے مر کے ایسے رسوا کہ ملی نہ جا لحد کی	۱۷۳
خان عبد الغفور خان کے تاثرات	۱۷۴
مرزائیوں کو نماز جنازہ سے نکال دو	۱۷۴
مرزائیوں پر زمین تنگ کردی	۱۷۵
جرأت وبے باکی کی نادر مثال	۱۷۶
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت	۱۷۶
ہزارویؒ کو گولی مار دو	۱۷۷
یوسف خان کا کردار	۱۷۸
لاہور سے باہر نکلے	۱۷۹
زیارت رسولؐ کی سعادت	۱۸۱
روپوشی اور ظہور	۱۸۳
انگریز جج کی عدالت میں	۱۸۴
جوابِ محضرنامہ	۱۸۵
خلیفہ ربوہ نے ممبرانِ اسمبلی کی توہین کی ہے	۱۸۶
مرزائیوں کو جواب	۱۸۶
وحی کا دروازہ بند ہے	۱۸۷
قادیانی مسلمان نہیں	۱۸۷
مقامِ خاتم النبیین ﷺ	۱۸۸
ناصر احمد کو چیلنج	۱۸۸
مرزا صاحب کون ہیں؟ کیا ہیں؟	۱۸۸
دعویٰ خدائی کی تمہید	۱۸۹
حماقت کی انتہا	۱۸۹
غیر مسلم اقلیت بل	۱۹۰
وزیراعظم بھٹو سے ملاقات اور اتمامِ حجت	۱۹۳
بھٹو پر سکتہ طاری ہو گیا	۱۹۴
بھٹو قائل ہوا اور شریکِ عمل بھی	۱۹۴

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
باب ۹ دینی، ملی، قومی اور سیاسی خدمات	۱۹۶
جمعیۃ الطلباء کا ایک دورہ	۱۹۸
کانگریس میں شرکت	۱۹۹
غلامی کا مسئلہ	۲۰۴
عائلی قوانین	۲۰۶
مسلمان کی تعریف	۲۰۷
قومی زبان	۲۱۰
باب ۱۰ سفر آخرت کی روئیداد	۲۱۲
آخری ایام میں پنڈی کا سفر	۲۱۳
اکابر و احباب سے ملاقاتیں	۲۱۳
آخری آٹوگراف	۲۱۴
آخری تقریر	۲۱۴
سانس نکلنے کی [illegible] سے	۲۱۵

مضامین	صفحہ نمبر
آخری سفر	۲۱۵
وصیتیں اور کلمہ طیبہ کا ورد	۲۱۶
قبلہ رخ ہو کر بارگاہِ قدس میں پہنچ گئے	۲۱۶
بعد الوفات رخ انور	۲۱۷
روضۂ اطہر کی خاک پاک	۲۱۷
آخری دیدار	۲۱۸
ایک عجیب واقعہ	۲۱۹
مولانا سمیع الحق کا نثری مرثیہ	۲۲۰
قافلۂ حق و صداقت کے آخری سپاہی	۲۲۰
فرقِ باطلہ کا تعاقب	۲۲۱
اخلاص، جوشِ عمل اور سوزِ دروں	۲۲۲
ہر صبح سفر و ہر شام سفر	۲۲۳
مترفین اور صنادید پر یلغار	۲۲۴
ایوانِ حکومت میں اعلانِ حق	۲۲۴
ایک نادر و نایاب خوبی	۲۲۵
دیارِ لیلیٰ کی باتیں	۲۲۶
اکلوتا بیٹا، ناموسِ رسالت پر قربان کر دیا	۲۲۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

☆☆☆

پیرِ طریقت، درویشِ خدا مست، مردِ قلندر، خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مدنیؒ، حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی کے نام جن کی زبردست تحریک، مساعی، اصرار، حکم، بھرپور توجہ اور پرسوز دعاؤں کی بدولت ربِّ ذوالجلال نے یہ تاریخی سوغات مکمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اللہ پاک حضرت دامت برکاتہم کا مبارک سایہ ہم پر صحت وعافیت کے ساتھ تا دیر قائم رکھے۔ آمین۔

عبدالقیوم حقانی

Marfat.com

مولانا غلام غوث ہزارویؒ

نام اُس کا ملّتِ بیضا کے پروانوں میں تھا
وہ بہرصورت عظیم الشان انسانوں میں تھا
ولولۂ اسلاف کا اس کے رگ و پے میں رواں
خواجۂ بطحاؐ کی عزت کے نگہبانوں میں تھا
جادہ و منزل کی ہر نصرت تھی اس کے ہمرکاب
کاروانِ قرنِ اوّل کے حُدی خوانوں میں تھا
کپکپی طاری رہی اس کے قدم سے کفر پر
لرزہ اس کی فکر سے باطل کے ایوانوں میں تھا
لرزہ براندام تھے اس سے سیاسی مسخرے
دبدبہ اس کی شجاعت کا صنم خانوں میں تھا
تذکرہ اس کا ادب کے تذکروں کی آبرو
غلغلہ اس کا سیاست کے دبستانوں میں تھا
اس کی عزت جناحؒ و اقبالؒ کے بیٹوں میں تھی
اس کا چرچا گاندھی و نہرو کے بت خانوں میں تھا
رحمۃ اللعالمینؐ کی خوشہ چینی کے سبب
بادۂ توحید و سنت اس کے پیمانوں میں تھا
جن دنوں اس سرزمین پر عام تھا قحط الرجال
ان دنوں ہر شخص اس کے مرتبہ دانوں میں تھا
اٹھ سکا مجنوں نہ پھر خاکِ کرم آباد سے
ایک دیوانہ شہِ یثربؐ کے دیوانوں میں تھا
کوندتی تھیں بجلیاں اس کے چھریرے جسم میں
منحنی قامت کا تھا لیکن گراں جانوں میں تھا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

قرآنِ عزیز نے انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کے تفصیلی حالات اور بعض کے اجمالی حالات بیان فرمائے ہیں۔ ان سب حالات کے بیان کرنے میں حکمت بھی یہ بیان فرمائی کہ لوگوں کیلئے نصیحت، رہنمائی اور موعظت کا ذریعہ بن جائیں۔ اس طرح صحابہ کرامؓ، تابعین اور بعد کے علماء کرام، اولیاء عظامؒ کے حالات بھی امت کیلئے رہنما ہیں۔ خصوصاً ہمارے اکابر علماء کرامؒ کے حالات اور ان کی سرگزشت سے اصاغر کو واقف کرنا بہت ضروری ہے۔ اکابر کی سیرت و کردار کے وہ روشن پہلو اور کتابِ زندگی کے وہ تابناک ابواب جنہیں پڑھ کر فکر و عمل میں انگیخت اور رواں دواں زندگی کے مختلف پہلوؤں میں بھرپور رہنمائی مل سکے۔ یہی ہم گناہ گاروں کا اصل ہدف اور مشن ہے۔

تمام اکابر بزرگوں کے پیغامات، ارشادات، افادات، دلچسپ و حیرت انگیز

Marfat.com

واقعات اور حکایات امت کے لئے مینارہ نور، مرکزِ رشد و ہدایت، منبعِ علوم وفنون، منبعِ فیوض و برکات، ذخیرۂ گفتار و کردار اور جہالت کے اندھیروں میں ہدایت و رہنمائی کے چراغ کا درجہ رکھتے ہیں اور یہی ہمارا مقصد ہے کہ ہمارے بزرگوں کی سوانحات شائع ہوں اور تمام انسانیت بالخصوص مسلمانوں کی سیرت و اعمال کو اسلامی عقائد و نظریات اور اسلامی افکار و کردار کے سانچوں میں ڈھال دیں۔ اس لیے ہم نے تمام سوانحات، سوانحِ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ، سوانحِ قائدِ ملت مولانا مفتی محمودؒ، جمالِ یوسف (تذکرہ و سوانحِ مولانا محمد یوسف بنوریؒ) اور تذکرہ و سوانحِ الحاج محمد احمد صاحبؒ میں محض مناقب، فضائل، مدح سرائی، القاب آرائی، مبالغہ آمیزی، کشف و کرامات اور مبشرات و منامات سے حتی الوسع اجتناب کیا ہے اور حتی المقدور وہ پہلو سامنے لائے ہیں جو محرکِ فکر و عمل اور باعثِ انقلاب اسلامی ہوں۔ جنہیں پڑھ کر قارئین کے ذہن میں عمل کا داعیہ پیدا ہو۔ شخصیت سے زیادہ صاحبِ سوانح کی فکر، کردار، اعمال اور ان کے مشن کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات، حکایات اور روایات کو اس انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر شخص کے دل میں صاحبِ سوانح کی پیروی اور نقش قدم پر چلنے کا عزم، اشتیاق اور ہمت پیدا ہو۔ اپنی کمزوریوں کا احساس ہو اور عمل نافع کا شوق ہو۔

چنانچہ اپنے اکابرؒ و اساتذہ میں سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، قائدِ ملت مولانا مفتی محمودؒ، محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مفسرِ قرآن مولانا محمد احمدؒ کے حالات پر سوانحات مرتب کیں اور اب اللہ کی توفیق سے مجاہدِ ملت ضیغمِ اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے سوانح حیات پر قلم اٹھانے کی سعادت حاصل

Marfat.com

کر رہا ہوں۔

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی شخصیت اس قدر متنوع، ہمہ جہت، ہمہ رنگ، ہمہ صفت اور قد آور ہے کہ اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ وہ دن کے وقت خدمتِ خلق میں مصروف رہتے تو رات کی تاریکی میں محبوبِ حقیقی کے سامنے زاہدِ شب زندہ دار بن کر کھڑے ہو جاتے۔ افق پر صبح صادق کی کرن چمکتی تو وہ توبہ و استغفار میں مشغول ہوتے اور جب عالم پر سیاہ تاریکی کی چادر تن جاتی تو یہ مبتلائے سوزِ خلق یا تو دور دراز کے سفر طے کر رہا ہوتا یا طویل رکوع و سجود سے زاہدانِ خشک کے خلوت خانوں کو شرما رہا ہوتا۔ یہی شیخِ وقت، یہی مرشدِ صادق، یہی مصلحِ خلق، یہی زاہد و عابد، یہی داعی و خطیب اور یہی سیاستدان اس قابل ہے کہ اس کی زندگی کے ایک ایک پہلو کا اتباع کیا جائے۔

حضرت ہزارویؒ کی علمی، ادبی، تدریسی، روحانی، مذہبی اور سیاسی خدمات اس قدر وقیع اور وسیع ہیں کہ ان پر کام کرنے کیلئے ایک بڑی ٹیم اور بہت عرصہ درکار ہے۔ ہم گناہ گاروں نے اپنی بساط بھر یہ طالب علمانہ کام کیا ہے۔ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ نہ آپ بیتی ہے، نہ قصیدہ ہے، نہ باقاعدہ تصنیف ہے، نہ ادبی شاہکار، نہ محض فضائل و مناقب کا مجموعہ ہے اور نہ کشف و کرامات کا بیان ہے اور نہ مروّجہ سوانحات کا معیار ہے بلکہ صرف مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی سیرت و کردار کے روشن پہلو کا اجمالی تذکرہ ہے۔

اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ اس قد آدم آئینے کے سامنے اپنی نظر میں آپ کیسے لگتے ہیں۔ یہ سوانح آپ سے سرگوشیاں کرے گی کہ تمہاری تعلیم، تمہاری

Marfat.com

تربیت، تمہارا درس، تمہاری سیاست، تمہارا جذبۂ اصلاحِ انقلاب اور تمہارا انداز کار قابل اصلاح ہے اور کس حد تک ہے۔ اس میں بہت سی ایسی چیزیں بھی نظر آئیں گی کہ عمر بھر آپ کی رہنمائی کرتی رہیں گی۔ حضرت ہزارویؒ اپنے اکابر و اسلاف کے کمالات و محاسن، نجابت و سعادت، اخلاق و شرافت، وقار و تمکنت، فکر و اصابت، تواضع و متانت، حسن عمل پاکیزگی فکر کا ایک مجسم نمونہ تھے۔ ان کی داستانِ زندگی بہت پھیلی ہوئی ہے، جو ممکن ہو سکا ہے بس غنیمت ہے۔

کچھ طوطیوں کو یاد ہے کچھ بلبلوں کو حفظ

عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستاں کے ہیں

عبدالقیوم حقانی

۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ

۲۷ اگست ۲۰۰۳ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہدیۂ سپاس وتشکر

☆☆☆

سوانحِ قائدِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ، سوانحِ قائدِ ملت مولانا مفتی محمود صاحبؒ اور جمالِ یوسف (تذکرہ وسوانحِ مولانا محمد یوسف بنوریؒ) کے منظرِ عام پر آنے کے بعد ملک بھر سے علماء، اکابر، مشائخ اور اربابِ فضل و کمال کا یہی مطالبہ اور اصرار رہا کہ اب ضیغمِ اسلام مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ قدس سرہ العزیز کے سوانح پر کام کیا جائے۔ مخدوم ومکرم مرشد العلماء محبی ومحسنی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم اس میں پیش پیش رہے۔ ہر ملاقات میں، ہر پیغام میں ان کا یہی ارشاد رہا کہ ''درویشِ خدا مست مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ پر کام کب شروع ہوگا؟

حضرت دامت برکاتہم کا یہ ارشاد مبارک اصرار سے آگے بڑھ کر درجۂ حکم میں آیا تو سرتابی کی گنجائش کب باقی رہی۔ عرض کیا حضرت! مواد نہیں ہے، ارشاد فرمایا ''برسوں قبل یہ کام میں نے خود شروع کیا تھا، مسودات بھی موجود ہیں، مواد بھی کافی

Marfat.com

ہے" حاضرِ خدمت ہوا تو ساری متاعِ عزیز میرے دامن میں ڈال دی، ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ ملک بھر میں جہاں بھی گئے سوانحِ حضرت ہزارویؒ کا تذکرہ فرماتے رہے اور جگہ جگہ سے دستیاب مواد بھجواتے رہے۔ آج الحمدللہ حضرت موصوف دامت برکاتہم کی توجہات، دعاؤں، سرپرستی اور بھرپور معاونت سے ہم گناہگار یہ عظیم علمی و تاریخی سوغات احباب کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

یہ گناہگار اپنے تمام رفقاء کار سمیت حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں ہدیۂ سپاس وتشکر پیش کرتا ہے کہ انہوں نے ہمیں اس سعادت سے سرفراز ہونے میں بطورِ محرک ومحسن کے مخلصانہ شفقتوں سے سرفراز فرمایا، باقی اجر تو اللہ ہی دے گا ایسا اجر جس کا دنیا میں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

معروف مصنف حضرت مولانا محمد اسرائیل گڑنگی کا بھی بے حد ممنون و شکرگزار ہوں کہ انہوں نے بڑی فراخدلی سے حضرت ہزارویؒ پر اپنی تصنیف سمیت "الجمعیۃ" کے قدیم شمارے اور کافی تاریخی مواد عنایت فرمایا۔ کارکنوں اور معاونین میں برادر مکرم مولانا عماد الدین محمود رکن القاسم اکیڈمی، مولانا عدنان قدوس، مولانا جان محمد، مولانا گل رحمٰن، حافظ حبیب الرحمن اور مولانا سید محمد حقانی استاد جامعہ ابوھریرہؓ کا بھی بے حد ممنون، شکرگزار اور دعا گو ہوں، جنہوں نے نقل و اقتباس، ترتیب و تالیف، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور طباعت تک کے تمام مراحل میں برابر کا حصہ لیا اور اسے اپنی دلچسپیوں کا محور ومرکز بنایا۔ واجرھم علی اللہ

Marfat.com

باب ۱

نسبی شرافت، تحصیلِ علم، تذکرۃ الاساتذہ اور حضرت شیخ الہندؒ کی زیارت وملاقات

نسبی شرافت :

اسلام کا دوسرے مذاہب سے یہ بھی ایک امتیاز ہے کہ اس نے نسب کو قائم رکھا، اگرچہ تفاخر بالانساب اسلام میں پسندیدہ عمل نہیں ہے، لیکن تعارف بالانساب کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا گیا۔ تفاخر بالانساب کی نفی کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"من بطأ به عمله لم یسرع به نسبه"۔

(ترجمہ) جس کا عمل سست ہوا اسے اس کا نسب تیز نہیں کرسکتا۔

لیکن شریف النسب ہونا بھی ایک اعزاز ہے۔ صحیح حدیث میں ہے :

Marfat.com

جب ہرقل نے ابوسفیان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند سوالات کیئے تو ان میں سے پہلا سوال یہ تھا :

''کیف نسبہ فیکم ''اس مدعی نبوت کا تم میں سلسلہ نسب کیا ہے ؟

ابوسفیان نے جواب دیا :

'' ھو فینا ذو نسب ''وہ ہم میں اعلیٰ نسب اور شریف خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہرقل نے جواب دیا، ہر نبی شریف اور عزت دار خاندان میں پیدا ہوا ہے۔ یہی حکمت ہے کہ اسلام نے مقتدا کے لئے شرافت نسبی کو اہمیت دی ہے۔ مجاہدِ کبیر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا نسبی تعلق ہزارہ کے آزاد قبائل کے پٹھانوں سے ہے۔ آپ کے والد کا نام سید گل اور دادا کا نام امان شاہ تھا۔

خاندانی پسِ منظر :

حضرت ہزارویؒ کا خاندان انتہائی دیندار تھا۔ حضرتؒ کے دادا محترم جناب امان شاہ صاحب پولیس میں ملازم تھے۔ بعد میں ریٹائر ہوئے۔ جب تک زندہ رہے، قرآنِ پاک کی ایک منزل روزانہ تلاوت کرنا ان کا معمول تھا۔ اس طرح ہر ساتویں دن قرآنِ پاک کا ختم کرتے۔ خود حضرت ہزارویؒ فرمایا کرتے :

''میں نے اپنے دادا مرحوم کے قرآنِ پاک کا وہ نسخہ خود دیکھا ہے، جس پر وہ تلاوت فرمایا کرتے۔ قرآنِ پاک کا وہ نسخہ جس پر وہ تلاوت فرمایا کرتے، ورق اُلٹنے کی جگہیں ورق اُلٹنے سے کافی سیاہ ہوگئیں تھیں، وہ قرآن پاک سیالکوٹی موٹے کاغذ پر بڑے سائز کا تھا، جو کافی

Marfat.com

عرصے تک ہم نے بطورِ تبرک سنبھالے رکھا''۔

(خود نوشت سوانح حیات ص:۱۸)

حضرتؒ کے والدین :

حضرت ہزارویؒ کے والد ماجد کا نام حکیم مولانا سید گلؒ تھا۔ وہ مڈل سکول میں استاد تھے۔ بہت متواضع اور خلیق انسان تھے۔ حضرت ہزارویؒ اپنی خود نوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں :

''میرے والد ماجد مولانا سید گل صاحبؒ مجذوب بزرگ تھے۔ بہت سے مجذوب ان کو ملنے آیا کرتے تھے۔ میری والدہ محترمہ بھی خدارسیدہ خاتون تھیں اور ان کا سلسلۂ نسب ان مجاہدین سے جا کر ملتا ہے جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہمراہ آئے تھے''۔

ولادت :

حضرت ہزارویؒ ۱۸۹۵ء میں ضلع مانسہرہ (ہزارہ ڈویژن) کے مشہور قصبے بفہ کے قریب بجی کوٹ نامی ایک معروف گاؤں میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم :

مولانا ہزارویؒ نے ابتدائی تعلیم گھر میں اپنے والد ماجدؒ سے حاصل کی اور ۱۹۱۰ء میں مڈل کے امتحان میں پورے ضلع میں اوّل آئے۔ مولانا کی ذہانت کی وجہ سے D-E-O نے آپ کا ماہوار وظیفہ پندرہ (۱۵) روپے مقرر کر دیا، جبکہ اس وقت ایک سپاہی کی ماہوار تنخواہ سات (۷) روپے ہوتی تھی۔

Marfat.com

دینی تعلیم:

جب آپ نے مڈل کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کی تو D-E-O مرزا علی محمد خان نے آپ کے والد محترم سے فرمایا۔ تمہارا بچہ ذہین ہے اس کو اسکول کی اعلیٰ تعلیم دلوائیں۔ انھوں نے فرمایا، انشاء اللہ پڑھاؤں گا۔ انسپکٹر نے کہا انشاء اللہ وِنشاء اللہ چھوڑو اس کو پڑھاؤ۔ آپ نے پھر وہی مبارک کلمات کہے جس کے جواب میں مذکورہ افسر نے وہی گستاخانہ کلمات کہے۔ انسپکٹر تعلیم کے بار بار گستاخانہ کلمات کو سننے کے بعد آپ کے والد ماجد مولانا سید گلؒ نے فرمایا

''اب تو انگریزی تعلیم قطعاً نہیں پڑھاؤں گا، بلکہ وہ تعلیم دلاؤں گا جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو۔ انگریزی تعلیم میرے کس کام کی جب میرا بیٹا میری قبر پر پتلون پہن کر کھڑا ہو اور فاتحہ بھی نہ پڑھ سکے۔''

آپ کے والد مرحوم فرماتے۔ ''اگر درانتی تیز ہے تو میں گھاس کاٹنے کے بجائے اس سے گنا کیوں نہ کاٹوں۔'' چنانچہ والد مرحوم نے آپ کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے دارالعلوم دیوبند بھیج دیا۔ حضرت ہزارویؒ دو سال تک سہارنپور میں بھی رہے۔ آپ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے درسِ علم وعرفاں سے بھی فیض یاب ہوئے دو سال سہارنپور میں گذارنے کے بعد حضرت ہزارویؒ دیوبند چلے گئے اور دینی علوم کی تکمیل کی۔

تذکرۃ الاساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں چند حضرات کے نام یہ ہیں۔

۱...... شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ

84653

Marfat.com

۲...... حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ

۳...... حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ

۴...... استاذ الکل حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب ہزارویؒ

۵...... شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

۶...... استاذ العلماء مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ

۷...... حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند (صاحبزادہ حضرت نانوتویؒ)

۸...... حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ صدر مظاہر العلوم سہارنپور

۹...... حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوریؒ

۱۰...... حضرت مولانا غلام رسول صاحب بغویؒ (استاذ الکل)

۱۱...... حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ

۱۲...... حضرت مولانا بدرِ عالم مہاجر مکیؒ

۱۳...... حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ

مولانا ہزاروی نے کئی بار اس کا ذکر کیا کہ میں نے ۱۹۱۰ء میں مڈل کا امتحان مانسہرہ ضلع ہزارہ سے پاس کیا اور اس کے بعد مجھے میرے والد صاحب نے دارالعلوم دیوبند کے عظیم استاذ حضرت مولانا غلام رسول بغویؒ کے ہمراہ دینی تعلیم کی تکمیل کیلئے دارالعلوم دیوبند بھیج دیا جہاں ایک عرصہ تک مندرجہ بالا اکابرین سے میں نے تلمذ کی سعادت حاصل کی۔

شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ:

فقہ و ادب آپ کا خاص فن تھا۔ آپ جب ابتدا میں دارالعلوم تشریف لائے تو عربی کی ابتدائی کتابیں علم الصیغہ اور نور الایضاح وغیرہ آپ کو دی گئیں مگر آپ کے

Marfat.com

درس نے بالآخر وہ مقبولیت حاصل کی کہ شیخ الادبِ و الفقہ کے نام سے مشہور ہوئے۔عمر کے آخری دور میں کئی سال ترمذی جلد ثانی اور تفسیر کی بلند پایہ کتابیں بھی پڑھائیں۔حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی عدم موجودگی میں متعدد مرتبہ آپ کو بخاری شریف پڑھانے کا موقع ملا۔غرض علمِ فقہ،علمِ حدیث،علمِ ادب اور علمِ تفسیر وغیرہ ہرفن کی کتابوں پر ان کو عبور حاصل تھا۔بے نفسی اور تواضع میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ ایک بے نظیر استاد ایک متبحر عالم دین اور ایک جامع شخصیت تھے۔دارالعلوم دیوبند میں آپ کی علمی خدمات کا دور ۴۴ برس تک ممتد رہا۔

حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ:

شورش کاشمیری مرحوم نے کہا تھا۔

یہ جہاں فانی ہے کوئی چیز لافانی نہیں
پھر بھی اس دنیا میں انور شاہ کا ثانی نہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرمایا کرتے کہ

''محمد انور شاہؒ کا وجود اسلام کی حقانیت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے۔''

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے تھے کہ :

''مجھ سے کوئی پوچھے کہ تم نے حافظ ابن حجرؒ،عسقلانیؒ،حافظ تقی الدین بن دقیق العیدؒ،سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام کو دیکھا تھا تو میں ہاں کہہ دوں گا کیونکہ میں نے انور شاہ کو دیکھا تھا۔اگر انور شاہ ان علماء کے دور میں ہوتے تو یہی ہوتے۔''

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا :

''صحابہ کا قافلہ جارہا تھا،انور شاہ پیچھے رہ گئے۔''

Marfat.com

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ سے کسبِ فیض کیا۔ ۱۳۱۴ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سندِ حدیث کے علاوہ باطنی فیوضات سے بھی مستفید ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ آپ کئی سال تک دارالعلوم دیوبند میں بغیر تنخواہ کے درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ قدرت کی جانب سے ایسا عدیم النظیر حافظہ عطا کیا گیا تھا کہ ایک مرتبہ کی دیکھی ہوئی کتاب کے مضامین و مطالب تو اپنی جگہ، عبارتیں تک مع صفحات و سطور کے یاد رہتیں۔ وہ وسعتِ نظر، قوت حافظہ اور کثرتِ حفظ میں اپنی مثال آپ تھے۔ علومِ حدیث کے حافظ و نکتہ شناس، علوم ادب میں بلند پایہ، معقولات میں ماہر، شعر و سخن سے بہرہ مند اور زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے بعض اختلافات کے باعث آپ اپنے فرائض سے دست کش ہو کر مدرسہ ڈابھیل تشریف لے گئے اور وہاں درسِ حدیث جاری رکھا۔

حضرت ہزارویؒ نے امام العصر حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری سے ترمذی شریف پڑھی۔

حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ:

حضرت مولانا سید اصغر حسین عرف حضرت میاں صاحبؒ جنہیں دیوبند کا بچہ بچہ جانتا تھا ایک باکمال ولی خدا، کم گو، خاموش طبع، صاحب جلال اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں حدیثِ پاک کا درس دیتے تھے وہ فقیہ، محدث، متوکل علی اللہ، درویشِ باخدا، زاہدِ باصفا مرشدِ کامل تھے۔ جن سے طلبہ دارالعلوم اور ان کے علاوہ بہت سے بندگانِ خدا نے سالہا سال علمی اور روحانی استفاضہ کیا۔ وہ سیاسیات سے الگ رہے مگر اپنے استاذ محترم حضرت شیخ الہندؒ کی زندگی کو ہر دور میں پہچانتے رہے۔ ”حیات شیخ الہندؒ“ آپ ہی کی تصنیف ہے جو

Marfat.com

حضرت شیخ الہند کی وفات سے کچھ دنوں بعد شائع ہوگئی تھی وہ حضرت شیخ الہند کے درس کی خصوصیات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت شیخ الہندؒ کے درس کو دیکھ کر سلفِ صالحین اور اکابر محدثین کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا تھا، قرآن و حدیث حضرت کی زبان پر تھے اور ائمہ اربعہ کے مذاہب از بر، صحابہ تابعین فقہاء مجتہدین کے اقوال محفوظ، تقریر میں نہ گردن کی رگیں پھولتی تھیں نہ منہ میں کف آتا تھا نہ مغلق الفاظ سے تقریر کو جامع الغموض اور بھدی بناتے تھے نہایت سبک اور سہل الفاظ بامحاورہ اردو میں اس روانی اور جوش سے تقریر فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ دریا امنڈ رہا ہے یہ کچھ مبالغہ نہیں ہے ہزاروں دیکھنے والے موجود ہیں کہ وہی منحنی اور منکسر المز اج ایک مشتِ استخواں ضعیف الجثہ مرد خدا جو نماز کی صفوں میں ایک معمولی مسکین طالبِ علم معلوم ہوتا تھا مسندِ درس پر تقریر کے وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک شیرِ خدا ہے جو قوت و شوکت کے ساتھ اعلان حق کر رہا ہے۔ آواز میں کرختگی آمیز بلندی نہ تھی لیکن مدرسہ کے دروازے تک بے تکلف قابل فہم آواز آتی تھی۔ لہجے میں تصنع اور بناوٹ کا نام نہ تھا لیکن خدا تعالیٰ نے تقریر میں اثر دیا تھا بات دل نشین ہو جاتی تھی اور سننے والا بھی یہ سمجھ کر اٹھتا تھا کہ جو فرما رہے ہیں حق ہے۔ بہت سے ذی استعداد اور ذہین و فطین طالبِ علم جو مختلف اساتذہ کی خدمتوں میں استفادہ کرنے کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اپنے شکوک و شبہات کے کافی جواب پانے کے بعد حضرت مولانا کی زبان سے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے معانی اور مضامین عالیہ سن کر سرِ نیاز خم کر کے معترف ہوتے کہ یہ علم کسبی نہیں ہے اور ایسا محقق عالم دنیا میں نہیں ہے۔'' حضرت مولانا ہزارویؒ نے ان سے ابن ماجہ اور طحاوی شریف پڑھی۔

حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ :

حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم

Marfat.com

نانوتویؒ کے صاحبزادے تھے۔حضرت ہزارویؒ نے ان سے مشکوۃ شریف پڑھی۔ حضرت ہزارویؒ خود تحریر فرماتے ہیں

"مشکوٰۃ شریف میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ میرے ساتھ شریک درس تھے غالباً انہی کی وجہ سے مشکوٰۃ شریف ان کے والد ماجد نے اپنے پاس رکھی اور حق یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف کی تدریس کا حق ادا کردیا۔وہ قرآن پاک کی آیتیں پڑھتے تو تحت اللفظ تھے لیکن کچھ ایسے عجیب انداز سے کہ قرآن مجید دلوں میں اتر جاتا۔"

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ:

مفتی عزیز الرحمٰن ۱۲۷۵ھ میں دیوبند میں پیدا ہوئے۔آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے بڑے بھائی تھے۔اکثر کتابیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اور بانی دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سے پڑھیں۔۱۲۹۸ھ میں آپ نے سندِ فراغت حاصل کی۔فراغت کے بعد دارالعلوم میں بلاتنخواہ مدرس مقرر ہوئے۔۱۳۱۰ھ میں آپ کو دارالعلوم کا مستقل مفتی بنا دیا گیا۔حضرت مفتی صاحبؒ صرف عالم اور مفتی نہ تھے بلکہ عارف باللہ اور صاحبِ باطن بزرگوں میں سے تھے۔بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی مستقلاً جاری رہتا تھا۔ہزارہا بندگان خدا آپ کی باطنی تلقین وتربیت سے فیضیاب ہوئے۔مزاج میں ازحد سادگی تھی۔اہل محلّہ کا سودا سلف خود ہی بازار سے خرید کرلاتے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ:

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ،حضرت مولانا فضل الرحمٰنؒ کے فرزندِ

Marfat.com

ارجمند اور مفتی عزیز الرحمٰن کے برادرِ خورد تھے۔حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ دیوبندی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔غیر معمولی ذہانت و ذکاوت کے حامل تھے۔علوم عقلیہ سے خاص مناسبت تھی۔دارالعلوم کے اونچے طبقے کے اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔اختلافات کی وجہ سے دارالعلوم چھوڑ کر ڈابھیل منتقل ہوگئے تھے۔ڈابھیل میں ایک عرصہ تک شیخ التفسیر کی حیثیت سے کام کیا۔حضرت ہزارویؒ کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔حضرت ہزارویؒ نے آپ سے نسائی شریف پڑھی۔حضرت مولانا عثمانیؒ کو آپ سے بہت محبت تھی۔علمِ حدیث میں ان کی گراں قدر عربی تصنیف فتح الملہم حنفی نقطہ نظر سے صحیح مسلم شریف کی پہلی معرکتہ الآراء شرح ہے۔یہ ان کا ایسا زندہ وجاوید کارنامہ ہے جس نے ان کے علم وفضل کو تمام عالم اسلام میں روشناس کرادیا ہے جس کا تکملہ پاکستان کے ممتاز جید عالمِ دین دارالعلوم کراچی کے نائب مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے لکھا ہے۔

''حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمۃ القرآن الکریم پر گرانقدر تفسیری حواشی لکھے ہیں۔ان کی یہ خدمت بھی عوام وخواص میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ان حواشی میں قرآن مجید کے اسرار ومعارف کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ تشکیک کے سب کانٹے خود بخود ذہن سے یکے بعد دیگرے نکلتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ:

حضرت علامہ بلیاویؒ ہر علم وفن خصوصاً علم کلام وعقائد میں یگانہ روزگار شخصیت تھے۔ساٹھ (۶۰) سال تک تدریس سے وابستہ رہے۔تدریس میں انداز ایسا تھا کہ طلباء ان کے درس میں بڑے شوق، ولولے، جذبے اور انہماک سے شریک ہوتے تھے، کیونکہ آ دورانِ درس لطائف وظرائف، دقیقہ سنجی اور اختصار سے مسائل کو یوں

Marfat.com

چٹکیوں میں حل کرتے کہ طلباء پر مسئلہ کے تمام پہلو روشن ہو جاتے اور طلباء محظوظ ہوئے بغیر نہ رہتے۔ حضرت نانوتویؒ کے علوم و معارف پر گہری نظر رکھتے تھے۔ حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ سے تلمذ کی نسبت اور بیعت کا شرف بھی حاصل تھا۔

حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ:

حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ معقولات کے ساتھ منقولات میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کو طالب علم کی استعداد کے مطابق اس طرح سمجھاتے تھے کہ مسئلہ طالب علم کے ذہن نشین ہو جاتا۔ درسی تقریر بڑی جامع مانع اور مدلل ہوتی تھی۔ تفہیم کا ملکہ بطورِ خاص اللہ نے انہیں ودیعت کیا تھا۔ پڑھاتے وقت چہرے پر متانت، سنجیدگی اور وقار برستا ہوا نظر آتا تھا۔ طرزِ بیان اور اندازِ تدریس صاف اور موثر تھا۔ تمام علوم وفنون کی کتابیں گویا انہیں حفظ تھیں۔ طلباء ان کے درس میں شریک ہونے کے منتظر ہوتے اور درس میں شرکت کے لئے ان کا ذوق وشوق دیدنی ہوتا۔ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آخری دور میں فنا فی التصوف ہو گئے تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی زیارت:

”حضرت مولانا ہزارویؒ نے دارالعلوم دیوبند کے قیام کے دوران حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کی زیارت کی اور تقریباً ایک سال تک فراغت کے بعد بھی حضرت شیخ الہندؒ کی وفات تک کسب فیض کیا۔ حضرت ہزارویؒ نے اس کا ذکر وفات سے چند روز قبل جب ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں شرکت کے لئے دورے پر لاہور تشریف لائے۔ تو رات کے ایک کھانے کی دعوت پر جو جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے حضرت ہزاروی کے اعزاز میں دی تھی کیا تھا۔

Marfat.com

جہاں حضرت مولانا سیّد احمد بجنوری (داماد سید انور شاہ کشمیری مؤلف انوار الباری)اور حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب، ان کے صاحبزادے محترم میاں اجمل صاحب اور مولانا سید حامد صاحب کے صاحبزادے میاں رشید صاحب اور طالب علم رہنما جناب ندیم اقبال اعوان صاحب اور مشہور شاعر مرزا غلام نبی جانباز کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ مولانا سے پوچھا گیا کہ آپ نے شیخ الہند کی زیارت کی ہے؟ جواباً فرمایا ۱۹۱۹ء میں میں فارغ ہو چکا تھا جبکہ حضرت شیخ الہند کا انتقال ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ حضرت شیخ الہندؒ کی نماز جنازہ میں بھی شرکت کی اور بقول مولانا عبدالحکیم صاحب یہ بھی فرمایا کہ حضرت شیخ کے جنازہ کو کندھا دینے کا شرف بھی نصیب ہوا۔

حضرت شیخ الہند سے حضرت ہزارویؒ کو شرف تلمذ حاصل نہیں ہوا۔ کبھی کبھی فرمایا کرتے اگر اس وقت شیخ الہند اسیر نہ ہوتے تو میں ان کا شاگرد ہوتا۔

جبکہ اکابرین دیوبند میں حضرت مولانا بدر عالم مہاجر مکیؒ اور ابوحنیفہ ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ سے بھی حضرت ہزارویؒ کو تلمذ کی نسبت حاصل تھی۔

Marfat.com

باب ۲

خدمتِ علم و تدریس، علمی قابلیتیں، تنظیمی صلاحیتیں اور دعوت و جہاد

مجاہدِ ملت حضرت مولانا ہزارویؒ کی ذاتِ گرامی علم و عرفان اور تقویٰ و طہارت سے عبارت تھی۔ آپ کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آپ صحیح معنوں میں سلفِ صالحین کے علوم و فیوضات کے امین و وارث، داعی کبیر، قائد العلماء اور مبلغ اسلام تھے۔

علمی اور تنظیمی صلاحیت:

جب آپ دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے تو اپنی خداداد ذہانت اور علمی قابلیت کی وجہ سے اساتذہ کرام کی نگاہوں میں بہت مقبول تھے۔ حضرت ہزارویؒ نے ایک مرتبہ اپنی گفتگو میں فرمایا۔ کہ جب میں ۱۹۱۹ء میں فراغت کے بعد جمعیت طلباء کے قیام کے سلسلہ میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ جمعیت

Marfat.com

طلباء کے قیام کی اجازت اس وقت دی جاسکتی ہے جبکہ دارالعلوم دیوبند کے درجہ علیا کے کوئی استاد اس کی صدارت قبول فرمائیں۔

فرماتے تھے کہ میں نے چند ساتھیوں سمیت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو جمعیت طلباء کی صدارت کے لئے راضی کرلیا۔ تو ہم کو جمعیت طلباء دارالعلوم دیوبند کے قیام کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ جمعیت طلباء دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تھے۔ جبکہ جنرل سیکرٹری (ناظم عمومی) مولانا غلام غوث ہزارویؒ طلباء کی اکثریت کی رائے پر منتخب ہوئے۔ مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ جمعیت طلباء کے جنرل سیکرٹری کے حیثیت سے میں نے ہندوستان کی معروف درسگاہوں کا انتظامی دورہ کیا۔

علمی قابلیت اور عربی میں تقریر:

چنانچہ اسی ضمن میں ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی جانا ہوا جہاں ان دنوں حضرت مولانا عبدالباری لکھنویؒ صدرِ مدرس تھے۔ وہاں کے طلباء نے ہماری دعوت کی اور عربی زبان میں تحریر شدہ ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ میں نے اس سپاسنامے کا جواب اسی وقت عربی میں دیا۔ جس کو ندوۃ العلماء کے مدرسین اور طلباء نے نہایت پسند کیا۔

مکمل عربی قصیدہ سنایا:

اس دورے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ہزارویؒ نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ندوۃ العلماء والوں کو ادب عربی کی مہارت پر ناز تھا۔ چنانچہ ایک ذہین طالب علم نے امتحاناً ادب عربی کی مشہور کتاب حماسہ کے ایک قصیدے کا پہلا شعر سنا کر مجھ سے کہا کہ آگے پڑھو۔ تو میں نے الحمدللہ باقی پورا عربی قصیدہ بھی سنا دیا۔

Marfat.com

دارالعلوم دیوبند میں تدریس:

مولانا ہزارویؒ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزند تھے۔حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ ،مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جیسے حضرات ان کے ہم سبق تھے۔مولانا ہزارویؒ نے دورہ حدیث کے امتحان میں پورے دارالعلوم میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔اس وقت دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمانؒ نے حضرت ہزارویؒ کو دارالعلوم میں تدریس کی پیش کش کی۔آپ نے مزید علم حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کرنا چاہی۔لیکن وہ نہ مانے اور فرمایا کہ بس اب یہیں پڑھو اور یہیں پڑھاؤ۔ چنانچہ آپ نے دارالعلوم میں بحثیت نائب مدرس پڑھانا شروع کیا۔

عظیم محدث ومفسر:

حضرت ہزارویؒ کے متعلق مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے کئی بار فرمایا کہ اگر مولانا ہزاروی درس وتدریس ہی میں لگے رہتے تو وہ ایک انقلابی سیاستدان کے بجائے ایک عظیم محدث ومفسر ہوتے۔

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی گواہی:

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ ،حضرت ہزارویؒ کے ہم سبق رہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ہزارویؒ بڑی استعداد اور صلاحیت کے مالک تھے۔صاف گوخطیب تھے۔موصوف کی علمی شہرت کی بنا پر مصر نے آپ کو بطور نمائندہ جمعیت علماء اسلام کے دعوت دی۔آپ نے وہاں کے عالمی موتمر میں علمائے اسلام کو خطاب فرمایا۔

Marfat.com

حضرت ہزارویؒ بحیثیت مفتی:

حضرت ہزارویؒ نے ایک عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کی طرف سے حیدرآباد دکن میں بحیثیت مفتی بھی دینی فرائض انجام دیئے۔ چنانچہ مولانا نے خود بارہا بیان کیا کہ جب میں ایک سال تک معین المدرسین کے طور پر دارالعلوم دیوبند میں کام کر چکا تو حضرت مولانا حبیب الرحمان مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مجھے حیدرآباد دکن میں دارالعلوم کی طرف سے بحیثیت مفتی جانے کے لئے فرمایا تو میں نے ایک عذر بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت میرے والد صاحب کی منت یوں تھی کہ میں فراغت کے بعد دینی خدمت یعنی درس و تدریس ہی میں مشغول رہوں۔ اس پر حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا چلو حضرت سید انور شاہ صاحبؒ سے اس کے متعلق پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت الاستاد نے بھی یہی فرمایا کہا کہ والد صاحب کی منت یوں بھی پوری ہو جائے گی تو ان بزرگوں کے ارشاد کے مطابق میں حیدرآباد دکن چلا گیا۔

دینی مدرسہ کا قیام اور تدریس:

وطن مراجعت کے بعد مانسہرہ ضلع ہزارہ میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ جہاں خود بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ اسی مدرسہ میں حضرت ہزارویؒ سے پڑھنے والوں میں مشہور محدّث حضرت مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر شیخ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانولہ بھی ہیں۔

عظمتِ مقام:

چنانچہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اپنی ایک قابل قدر تصنیف ''المنهاج الواضح'' (راہ سنت) نامی کتاب کو حضرت ہزارویؒ کے نام سے منسوب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

''راقم اس ناچیز محنت وکوشش کو اپنے محترم استاد بطل حریت مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی دام مجدھم ناظمِ اعلیٰ جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان (جن کی بدولت اس ناچیز میں ابتدائی دینی شعور پیدا ہوا ہے) کے نامِ نامی پر منسوب کرتا ہوں۔ گر قبول افتدز ہے عز وشرف''

تدریس سے دعوت وجہاد کی طرف:

چونکہ اللہ رب العالمین نے حضرت ہزارویؒ سے جہاد کا کام لینا تھا۔ اسلئے جلد ہی تدریس کے منصب سے جہاد کے مشن پر لگا دیے گئے۔ حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ نے حضرت ہزارویؒ کو باشارہ غیبی اپنے وطن اصلی صوبہ سرحد برطانوی سامراج کے خود کاشتہ پودے مرزائیت کے قلع قمع کرنے کیلئے بھیج دیا۔ باطل فتنوں کے خلاف حضرت ہزارویؒ کے جذبہ جہاد اور ان کی بیخ کنی پر مشتمل واقعات کیلئے تو کئی کتابیں چاہئیں۔ ہم اس کے لئے ایک علیحدہ مستقل باب مختص کرتے ہیں۔ جہاں قارئین ردفرق باطلہ میں حضرت ہزارویؒ کے مجاہدانہ سرگرمیوں سے حظ وافر حاصل کریں گے۔ انشاءاللہ۔

Marfat.com

باب ۳

شخصیت و کردار، زہد و قناعت اور جرأت و بہادری

ہر مسلمان کی شان یہی ہو کہ اس کی زندگی کا ہر ہر انداز لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کا پورا پورا مصداق ہو۔ خصوصاً علماءِ امت جو تعلیماتِ نبوی کی ترویج و اشاعت کرنے والے ہیں۔ انکی تو ساری زندگی اخلاقِ نبوی کا عملی نمونہ ہو۔ اسلام کی نگاہ میں اخلاق کا مرتبہ یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے نہایت واضح الفاظ میں اپنے رسول بنائے جانے کی غرض و غایت اخلاقِ نیک کی تکمیل ظاہر فرمائی۔ چنانچہ ارشادِ گرامی ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق. یعنی میں صرف نیک اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ داعی انقلاب محمد عربی ﷺ نے فرمایا۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ والے اخلاق کو اپنا اخلاق بناؤ۔

Marfat.com

محاسنِ اخلاق:

کتابُ اللہ میں واضح طور پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ اخلاق کے محاسن کیا ہیں اور اخلاقی برائیاں کیا ہیں۔ وہ اخلاق جن سے قوموں میں زندگی اور روح پیدا ہوتی ہے اور انہیں سربلندی و سرفرازی نصیب ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ زہد و قناعت، جرأت و بہادری، محنت و مشقت، بذل و سخاوت، حق گوئی و بے باکی، کرم وعفو، فنائیت و بے نفسی اور صبر و استقامت۔

اللہ تعالیٰ نے مجاہدِ ملت حضرت مولانا ہزارویؒ کو بچپن ہی سے تمام اخلاقِ حسنہ ودیعت فرما دیے تھے۔ آپ ابتداء ہی سے خداترس، عابد، خوش خُلق، صابر و شاکر، سنجیدہ و متین، غیور و باحیا، حلیم و کریم، مستقل و بردبار اور زاہد و قانع تھے۔

عسرت و فقر:

مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کی زندگی بڑی عسرت کے ساتھ بسر ہوئی۔ وفات کے وقت ان کے کفن کیلئے بھی گھر سے بمشکل رقم پوری ہوئی۔ بفہ میں ایک کچا مکان ہی ان کی ملکیت تھا۔ مرحوم حکیم بھی تھے اور اپنی گذر اوقات کیلئے حکمت ہی سے کام چلاتے تھے۔

چاندی کے دوسو روپے:

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:

"مولانا کا ایک لڑکا زین العابدین جو ۱۹۳۳ء میں فوت ہو گیا وہ بچپن میں کہا کرتا تھا کہ اگر میرے والد کی جیب میں چار آنے بھی ہوتے تو پھر وہ گھر نہیں ٹک سکتا۔ مولانا نے ساری عمر اپنی خوشی سے اختیار کردہ فقر و فاقہ اور تنگ دستی میں گزار دی

Marfat.com

تکلف اور تصنع سے سخت نفرت تھی۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا بفہ میں مطب کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ راقم الحروف، حضرت مولانا عبدالحئی صاحب ساکن بھوٹی اور مولانا داؤد ساکن ٹیکسلا ہم تین آدمی مولانا کی ملاقات کے لئے بفہ گئے۔ دوپہر کا کھانا مانسہرہ میں کھالیا تھا۔بفہ پہنچے۔ہم نے راستے میں طے کرلیا تھا کہ رات کومولانا کے پاس بفہ میں رہیں گے۔ مانسہرہ سے ایک تاجرِ چرم نے چاندی کے دوسوروپے دیئے کہ بفہ کے گوہر رحمان نامی تاجرِ چرم کوآپ مولانا کے ذریعہ یہ رقم پہنچادینا۔ ہم نے رقم مولانا کو دی تو مولانا نے وہ رقم اپنی میز پر ڈھیر لگادی اب ہاتھوں سے ان روپوں کو اٹھانا اور چھنا چھن گرانا شروع کردیا اور فرمانے لگے کہ بازار سے لوگ سامنے سے گزر رہے ہیں جو مہربان گذریں گے خوش ہوں گے کہ آج تو غلام غوث کے پاس بہت دولت آ گئی ہے۔(۱۹۳۸ء میں چاندی کے دوسوروپے بڑی بات تھی۔) اور جو دشمن ہوں گے وہ جلیں گے کہ اتنی دولت غلام غوث کے پاس کیوں آ گئی۔تھوڑی دیر بعد ایک آدمی بھیج کر گوہر رحمٰن کو بلا کر وہ رقم ان کے حوالے کردی۔

(ماہنامہ تبصرہ خصوصی نمبر ص۲۳)

جب دوروپے آ گئے تو ٹھہرانا لازمی ہوگیا:

اس اثناء میں مولانا داؤد صاحب نے مجھے اشارہ کیا کہ رات رہنے کی پکی بات کرو۔ میں نے اندازِ کلام یہ اختیار کیا کہ مولانا ملاقات تو ہوگئی۔اب اجازت دیں تو ہم چلے جائیں۔ ہمارا مطلب یہ تھا کہ ہم اسی طرح کہیں گے تو مولانا کہیں گے کہ نہیں رات ٹھہر جاؤ تو ہم رہ جائیں گے۔لیکن مولانا نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر کہا کہ نہیں تھوڑی دیر ٹھہریں ظہر کی چائے پی کر جائیں۔ ہم تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ فائر تو خطا ہوگیا۔رات ٹھہرنے والی بات تو نہ بنی مگر ہم مولانا کو خود نہ کہہ سکتے تھے کہ مان نہ مان ہم تیرے مہمان۔خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور مولانا

Marfat.com

بھی کچھ افسردہ تھے۔

ظہر کی نماز پڑھ کر دکان پر آئے، چائے منگوائی تو اس اثناء میں ایک مریض آ گیا۔ چاندی کے سفید سفید دو روپے کی دوا لی اور چلا گیا۔ دو روپے ہاتھ میں آنے کے بعد مولانا کا چہرہ مسرت سے کھل گیا۔ اب دو روپوں کو بار بار بجاتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں اب تو آپ نہیں جا سکتے۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا رزق بھیج دیا۔ اب تو خوب دعوت اڑائیں گے۔ پہلے تو یہ بات تھی کہ آج گھر میں کچھ نہ تھا۔ میں نے اِدھر اُدھر سے ادھار لینے کا تانا بانا سوچا۔ مگر پھر خیال آیا کہ یہ نکما تکلف ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اب خود جو دو روپے بھیج دیئے ہیں تو اب میں آپ کو جانے کب دیتا ہوں۔ چنانچہ ہم بڑی مسرت سے وہ رات رہے۔ چالیس سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا مگر مولانا کی اس عظیم بے نفسی اور ظاہر و باطن ایک ہو جانے کا اب بھی جب تصور آ جاتا ہے تو مولانا کی عظمت اور بے نفسی کے سامنے سر جھک جاتا ہے۔ (تبصرہ نمبر ص ۲۳)

جب رقم آئی تو چائے کا انتظام ہو گیا:

جناب محمد ادریس صاحب (بھکر) رقم طراز ہیں:

''ایک مرتبہ میں اور میرا دوست ملک محمد شفیق جو بی کام کے سٹوڈنٹ تھے اور جمعیت طلباء اسلام کے صدر، راولپنڈی آپ کے ہاں گئے۔ ہم نے جامع مسجد بھوسہ منڈی میں آپ کا پتہ کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ اوپر چھت پر آرام فرما رہے ہیں۔ دیکھتے کیا ہیں کہ آپ نیچے ہی لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو اٹھایا جائے۔ ہم خاموشی سے پاس بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد آپ جاگ اٹھے۔ ہمیں دیکھ کر آپ فوراً ہمارے منع کرنے کے باوجود کھڑے ہو گئے اور ہم سے بغل گیر ہوئے اور بڑی شفقت کے ساتھ پیش آئے بعد میں بہت سی باتیں ہوئیں۔ لیکن آپ نے ہمیں چائے کا نہ پوچھا میں یہ بات دل میں لئے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا۔ اس

Marfat.com

نے آپ سے دوا مانگی آپ نے اس کو دوا دی۔ جس کی قیمت آپ نے دس روپے لی۔ آپ نے فوراً مسجد کے خادم کو بلایا اور چائے کیلئے کہا۔ کہ یہ ہمارے بہت عزیز ہیں انکے لئے چائے لاؤ۔ پھر فرمانے لگے۔ پہلے میرے پاس پیسے نہ تھے اس لئے میں نے چائے کا نہ پوچھا۔ اب میرے پاس پیسے آ گئے ہیں اس لئے چائے پلا رہا ہوں۔"

(تبصرہ نمبر ص ۳۱)

لالچ سے اجتناب، چاہت پر اکتفاء :

حضرت مولانا محمد رمضان صاحب فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ اچانک میں نے دیکھا کہ غریب خانہ میں تشریف لائے ہیں میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور عرض کیا حضرت کوئی حکم تھا تو اس ناچیز کو بلا لیا ہوتا۔ فرمایا کام تو کوئی نہ تھا بازار سے میں نے ایک دوا خریدی۔ خیال آیا آپ سے ملتا جاؤں۔ لیکن مجھ میں ایک عیب ہے اکثر مقامات پر کئی بار جانے کا اتفاق ہوا پھر بھی کبھی اکیلا جانا پڑے تو بھول جاتا ہوں۔ آپ کے محلے کا محلِ وقوع تو ذہن میں تھا لیکن مسجد بھول گیا ایک آدمی سے آپ کا نام پوچھا تو وہ غالباً نام سے واقف نہ تھا مجھ سے کہتا ہے ہمارے مولوی صاحب پان بہت کھاتے ہیں وہی تو نہیں ہیں۔ میں نے کہا بالکل وہی، سکونت کے لحاظ سے پنجابی اور پان کھانے کے لحاظ سے یوپی والے۔ اس آدمی نے مجھے یہاں پہنچایا۔ ہنستے جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں آپ کی یہ شناخت بہت اچھی ہے آموں کی فصل کا زمانہ تھا۔ ملتان سے ایک دوست نے ٹوکرا آموں کا ایک روز پہلے مجھے بھیجا میں نے فوراً چند آم نکالے چاقو سے کاٹ کر پیشِ خدمت کئے۔ تناول فرما کر بہت تعریف فرمائی۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت دو تین اور تناول فرما لیں۔ فرمایا نہیں اب نہیں۔ یہ تو چاہت سے کھائے ہیں اس کے بعد لالچ سے ہو گا اور لالچ انسان کی تباہی کا باعث ہوتا ہے اس پر کئی واقعات سنائے، آخر ارشاد فرمایا

Marfat.com

علماء کو لالچ سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔" (تبصرہ نمبر ص ۳۰)

پیکرِ زہد و قناعت:

حضرت مولانا محمد رمضان صاحب دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۹۶۸ء میں مولانا عبدالحنان ہزارویؒ کا وصال ہو گیا۔ جامع مسجد بھوسہ منڈی میں خطابت کے لیے مولانا عبیداللہ انور سے درخواست کر کے مولانا مرحوم کو خطابت کے لئے راضی کیا گیا۔ مسجد کے مخلص احباب نے درخواست کی کہ حضرت! ناشتہ اور کھانا ہمارے ہاں منظور فرمالیں۔ جواباً ارشاد فرمایا بالکل نہیں میں کسی پر بوجھ نہیں بنوں گا۔ جب بھی مسجد میں کھانے کا وقت آیا تنور سے قیمتاً روٹی خریدی پکوڑے یا معمولی سا سالن لیا خود بھی تناول فرمایا اور مہمانوں کو بھی شریک کر لیا۔

چندے کا نذرانہ واپس کر دیا:

بھوسہ منڈی کا پہلا رمضان تھا سارا رمضان درسِ قرآن دیتے رہے۔ شبِ ستائیس قرآنِ عزیز ختم ہوا۔ قاری صاحب اور سامع کی جوڑے اور کچھ نقد خدمت کی گئی۔ ساتھ ہی حضرت مرحوم کی خدمت میں کچھ پیش کیا گیا فرمایا یہ کیا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا حضرت! معمولی سا ہدیہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ قرآن تو قاری صاحب نے سنایا ان کا احسان ہے کہ ہم نے بھی قرآن سن لیا اس چندہ کی رقم سے میرا کیا واسطہ ہے۔ صاف انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ آئندہ ایسی بات مجھ سے نہ کرنا۔ غرض مرحوم کے صرف عدمِ لالچ کے ہی واقعات جمع کئے جائیں تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔

حزم و احتیاط:

حضرت مجاہدِ ملت نہ صرف اپنی ذات میں کفایت شعار اور بے لوث تھے بلکہ جماعتی روپیہ کا بھی بہت ہی خیال رکھتے تھے۔ یہ بھی دیکھا کہ کوئی ہنگامی امر سامنے

Marfat.com

آ گیا تو اس کے لئے جو فراہمی ہوئی اسے نہ خود خرچ کرتے تھے اور نہ احباب کو اجازت ہوتی بلکہ سفرِ خرچ اپنی گرہ سے اپنا اور احباب کا بھی خود ہی دیا کرتے تھے ۔۱۹۶۵ء کی جنگ کے خاتمہ کے بعد ملک سے روپیہ کپڑا تقریباً سب جماعتوں نے فراہم کر کے آزاد کشمیر مختلف شہروں میں تقسیم کیا۔ جمعیت علماء اسلام کا سامان ایک بار ایک ٹرک سے زائد تھا حضرت مولانا نے ٹرک کرایہ پر لیا اور احقر کو حکم دیا کہ آپ راولاکوٹ لے جاویں اور تقسیم کریں۔ خرچہ دیا بندہ ٹرک لے کر راولاکوٹ پہنچا اور اے ڈی ایم صاحب راولاکوٹ کی موجودگی میں تقسیم کیا گیا۔

تقسیم بھی اور تبلیغ بھی:

کچھ دن بعد مزید سامان آیا تو مجھے اور مولانا عبدالحکیم اور پیر مبارک شاہ مرحوم مردان سے کہا کہ کچھ سامان بھی ہے اور تین چار جگہ تقریروں کا بھی خیال ہے آپ میرے ساتھ چلیں تاریخ مقررہ پر فرمایا فلاں اڈے پر پہنچ جاویں۔ ہم نے اپنی اپنی جگہ ناشتہ کیا آٹھ بجے صبح اڈے پر پہنچ گئے۔ سامان گاڑی کی چھت پر رکھا اور اللہ کا نام لے کر چل پڑے۔ ہمارے ٹکٹ مولانا مرحوم نے اپنی گرہ سے لئے۔ راستہ میں مری کے قریب گلڈنہ میں ڈرائیور نے چائے پی۔ عصر کے وقت مظفر آباد پہنچے سامان اتارا اذانِ عصر ہو رہی تھی۔ ہم نے مولانا سے آنکھ بچا کر صرف ایک ایک پیالی چائے پی اور نماز ادا کی۔ مولانا نے سلطانی مسجد کے خطیب صاحب اور دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ رات کو جلسہ ہوگا۔

دال روٹی:

جب ایک صاحب نے رات کے کھانے کا کہا تو فرمایا نہیں ہم اپنا کھائیں گے۔ بعد مغرب ایک ہوٹل سے خود بھی دال روٹی کھائی اور ہمیں بھی کھلائی۔ رات کے

Marfat.com

عظیم الشان جلسہ میں جو مظلوم مقبوضہ کشمیر سے آئے ہوئے تھے ان کے حوصلے بڑھائے۔خواجہ عبدالقادر صاحب کے ڈیرہ پر رات گذاری۔

ڈی سی کو اپنے پاس بلایا:

صبح ڈی سی صاحب مظفر آباد کو پیغام بھیجا کہ کچھ باتیں کرنی ہیں تشریف لائیں۔ڈی سی نے کہہ دیا کہ یہیں آجاؤ۔معلوم نہیں آپ کے ہاں جگہ ہو یا نہ ہو۔ پٹھان غصہ میں آ گیا اور کہا کہ ان سے کہو ہم تم سے کچھ لینے نہیں آئے بلکہ تمہاری رعیّت کی کچھ خدمت کریں گے۔آیئے! جلدی آجایئے۔ہمارا وقت ضائع نہ کریں۔ناشتہ ہم ہوٹل سے کر چکے۔ڈی سی صاحب آ گئے ان سے کچھ باتیں کیں اور جیپ کا انتظام کر کے ہم واپس لوٹے۔کوہالہ سے باغ کی طرف رخ کیا۔راستہ میں دھرکوٹ عالی شان جلسہ ہوا۔وہاں سے چلے تو غازی آباد کے سردار عبدالقیوم صاحب کو بلا کر کچھ باتیں کیں۔

جماعتی کام، اخراجات میں احتیاط:

اتنے طویل سفر میں صرف ایک ایک پیالی چائے وہاں پی۔پھر چل پڑے، مولانا مرحوم تسبیح ہاتھ میں ہے اور ذکر الٰہی میں مشغول۔ہم ہنس بھی رہے ہیں کہ کھانا آج بھی گیا لیکن مولانا سے عرض کرنے کی جرات کسی کو نہ ہوئی۔مغرب کے بعد مولانا امیر الزمان صاحب کے مدرسہ قاسم العلوم لغمان پورہ میں پہنچے اور رات گزاری اور معمولی سا کھانا نصیب ہوا۔صبح باغ پہنچے عظیم الشان جلسہ سے خطاب کیا باغ والوں نے پرتکلف دعوت کی۔بعد نماز ظہر عازم راولپنڈی ہوئے مولانا نے پیسہ نہ تو خود خرچ کیا اور نہ ہی ساتھیوں کو کھلایا اور خرچ کیا پھر فرمایا وقت گذر گیا اگر ہم دعوتیں کھاتے جب بھی زندہ رہتے نہیں کھائیں تب بھی زندہ رہے۔لیکن پیسہ بے دردی سے خرچ

Marfat.com

کرنا پرلے درجہ کی بددیانتی ہے۔ آج وہ کچے مکان کا مکین کچی قبر میں ہی آرام کی نیند سورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو نور سے بھر دے۔ (آمین) (تبصرہ نمبر ص ۳۱)

وہ کیا زندگی جو مٹی اور گارے کی نظر ہو جائے:

حضرت مولانا محمد رمضان صاحب تیسرا واقعہ سناتے ہیں:

رمضان المبارک کے مہینہ میں مولانا ٹائیفائڈ کے شکار ہوکر اپنے گھر ہی قیام پذیر تھے۔ عید الفطر سے اگلے روز راقم الحروف مع دو ساتھیوں کے بغرض عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ مرحوم کی طبعیت کافی کمزور تھی۔ پردہ کروا کر اندر برآمدے میں بلوالیا۔ برآمدہ اتنا اونچا کہ احقر ایک دفعہ اٹھا تو سر چھت کے ساتھ پٹاخ لگا اور چھت سیاہ کالی۔ یوں معلوم ہوتا جیسے سالہا سال سے مکان کی مرمت تک نہیں ہوئی۔۔ میں نے عرض کیا حضرت! یہ چھت ذرا اونچی ہو اور قدرے صاف تاکہ پریشانی نہ ہو۔ فرمایا مولانا! وہ زندگی بھی کیا زندگی ہے جو مٹی اور گارے کی نظر ہو جائے اس مکان میں بھی گزر گئی اور عالی شان کوٹھی میں بھی گزر جاتی۔ انسان کو چاہیئے کہ اس فانی زندگی کو اس طرح گزارے کہ مرنے کے بعد اگر کوئی کلمہ خیر نہ کہے تو کم از کم برائی سے تو بچے۔ آخر کچے مکان سے جنازہ اٹھا اور آج کچے مکان ہی میں ابدی نیند فرما رہے ہیں۔

بے تکلف زندگی:

بیسیوں جلسوں اور دیگر اسفار میں حضرت مجاہدِ ملت کی معیت نصیب ہوئی۔ عموماً مقررین ناز نخرے اور پرہیزی غذائیں اور مختلف معمولات سے اہل جلسہ کو آگاہ کرتے ہیں۔ حضرت شدید بخار میں مبتلا ہیں۔ کبھی پیٹ میں تکلیف ہے کبھی کوئی دوسرا عارضہ ہے۔ مقامِ دعوت پر حسب وعدہ پہنچ گئے اور تقریر فرمائی اور چل

Marfat.com

دیئے۔اپنی تکلیف کا ذکر اشارتاً بھی نہیں کیا۔کھانے کے لئے جو مل گیا شوق اور محبت سے کھالیا کبھی عذر کیا نہ گلہ نہ شکوہ۔

پیکرِ صبر و شکر:

۱۹۶۴ء میں جب ایم-پی-اے تھے،انجمن اصلاح المسلمین مری سیرت النبیؐ کے موقع پر دوروزہ سہ روزہ جلسہ کرواتی تھی۔ احبابِ انجمن علماء کا بلانا اور پروگرام مرتب کرنا وغیرہ انتظامات ہمیشہ احقر کے ذمہ لگائے رکھتے۔ میں نے علاوہ دوسرے علماء کے حضرت مجاہدِ ملتؒ اور مولانا عبدالرحمان میانوالی کو بلایا۔رات علماء کی دعوت میرے ایک مرحوم دوست انبالوی نے کردی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد مرکزی مری کے قریب مرحوم کے ایک مکان میں پہنچے۔اس کا مکان چھوٹا سا تھا جگہ تنگ اور نفری زیادہ لیکن اس نے بڑی محبت اور فراخ دلی کا ثبوت دیا۔اپنے رواج کے مطابق پہلے زردہ رکھا پھر بڑے گوشت میں پکا ہوا پلاؤ تقریباً ایک ایک پاؤ سے زیادہ وزنی بوٹی اور سب کچھ چربی میں پکا ہوا ہے۔

بعض دوستوں کو میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھ منہ ہلا تو رہے ہیں لیکن کچھ کھا نہیں رہے۔وہاں سے ہم اٹھے تو مولانا مرحوم کو قیام گاہ پر بھیجا اور چار ساتھیوں کو ساتھ لے کر ایک اچھے ہوٹل پر آیا۔ان کو وہاں کھانا کھلایا۔ بعد عشاء جلسہ سے فارغ ہوئے تو حضرت مجاہدِ ملتؒ سے میں نے معذرت کی کہ کھانا حسب منشاء نہ تھا۔میرا خیال ہے کہ تھوڑا سا دودھ نوش فرمالیں۔ارشاد فرمایا مولانا! کون کہتا ہے کھانا اچھا نہ تھا کھانا بہت اچھا نرم اور اس سے اخلاص کی خوشبو آرہی تھی میں نے تو خوب سیر ہو کر کھایا۔اگلے روز مری سے واپسی ہوئی۔کمپنی باغ کی طرف سے بس سے نیچے اترے تو بندہ نے چالیس روپے نذرانہ پیش کیا۔ارشاد فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا حضرت انجمن والوں نے حقیر سا ہدیہ پیش کیا ہے۔فرمایا مولانا! کام تو ہم دین کا کچھ کرتے نہیں اور لوگ اتنی بھاری

Marfat.com

رقوم ہدیوں اور نذرانوں کی شکل میں دے دیتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ ہم سے اس کا حساب نہیں لیں گے۔ یہ واپس کریں۔ میں نے عرض کیا حضرت! یہ اخراجات کے سلسلے میں انجمن کی طرف سے ہدیہ ہے یہ واپس نہ کریں۔ ذاتی نہیں تو جماعتی کاموں میں خرچ کریں اگر میں انجمن کو واپس کروں تو کل کوئی ایسا بھی مقرر آ سکتا ہے کہ جسے خرچہ لینے میں عذر نہ ہوگا۔ انجمن والے یہ سمجھ کر کہ شاید یہ صاحب بھی نہیں لیں گے۔ ہاتھ کھینچ لیں۔ مسکرائے اور فرمایا مولوی بہرحال منطقی ہوتا ہے، دلائل تلاش کر ہی لیتا ہے۔

(حوالہ تبصرہ نمبر ص ۳۰)

ایسی زندگی پر بادشاہی قربان:

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب بالاکوٹی فرماتے ہیں کہ

حضرت ہزارویؒ نے آزاد کشمیر کے علاقہ کا دورہ کرنا تھا۔ سردی کا موسم تھا حضرت ہزارویؒ لاہور سے جہلم تشریف لائے۔ میں چونکہ مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں مدرس تھا۔ یہاں مدرسہ ہی میں ساتھیوں نے ایک پریس کانفرنس کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جب تشریف لائے تو مجھے فرمانے لگے کہ میرے پاس آ کر بیٹھ کر دیکھو کہ میں ان صحافیوں کو کیسے ٹرخاتا ہوں۔ پریس کانفرنس سے فارغ ہو کر دفتر میں تشریف فرما ہوئے تو وہاں ایک طالب علم سے سوئی دھاگہ منگوایا۔ اپنے تھیلے سے ایک پرانا کمبل اور بارکین کی موٹی سی ایک چادر نکالی۔ انہیں خود اپنے ہاتھ سے سینے لگے۔ میں نے مولانا ہزارویؒ کے ہاتھ سے سوئی لے لی۔ عرض کیا کہ کیا کرنا ہے؟ فرمایا کہ آزاد کشمیر کا دورہ ہے وہاں سردی زیادہ ہے اس لئے ان دونوں کو آپس میں ملانا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کاغانی کمبل جو نہایت نفیس اور قیمتی ہے۔ فرمایا یہ نماز میں گر جاتا ہے اس وجہ سے اس کو ٹانکے لگانے ہیں۔ میں نے وہ موٹی چادر اور کمبل مولانا سے لے کر طلباء کو دے دیئے۔ طلباء نے اسے آپس میں جوڑ دیا جسے دیکھ مولانا بہت خوش ہوئے

Marfat.com

اور اُسے اوڑھ کر صوبائی اسمبلی کا ممبر مردِ درویش آزاد کشمیر کے دورہ پر روانہ ہو گیا۔ ایسی سادگی پر بادشاہی قربان۔ (حوالہ تبصرہ نمبر ص ۵۴)

حضرت مجاہدِ ملتؒ کا ڈرائنگ روم:

حضرت مولانا شمس الدین صاحب فرماتے ہیں کہ

''مولانا راولپنڈی بھوسہ منڈی کی مسجد کے ایک حجرے میں رہا کرتے تھے جس کا طول وعرض آٹھ مربعہ فٹ تھا ایک دفعہ مولانا کوثر نیازی مولانا کو ملنے آئے اور جب اس کوٹھری میں پہنچے تو مولانا نے ہنس کر فرمایا بفہ میں تو آپ میری کوٹھری دیکھ چکے ہیں۔ اچھا ہوا کہ آپ نے پنڈی کی یہ عالیشان کوٹھی بھی دیکھ لی جس کا مخالفین نے بڑا چرچا کر رکھا ہے۔

ایک دفعہ تحصیل مانسہرہ کے رئیس اعظم اور مولانا کے الیکشن کے قدیمی حریف محمد ہارون خان عرف بادشاہ خان صاحب مولانا کو ملنے آئے۔ اس وقت مولانا تو مسجد میں تھے میں اس کوٹھری ہی میں تھا۔ ہارون خان مجھ سے پوچھنے لگے کہ مولانا کا ڈرائنگ روم کہاں ہے میں نے مسکرا کر کہا کہ جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں۔ بادشاہ خان ہکے بکے رہ گئے۔

لباس اور بریف کیس:

لباس ہمیشہ سفید ہوتا تھا جو بالعموم کھدر کا ہوتا تھا۔ شلوار قمیص اور کھلے جیبوں والی صدری اور پگڑی اور بقول جناب مولانا کوثر نیازی مولانا کی صدری کی یہ جیبیں اپنے غریب حاجت مند ساتھیوں کی درخواستوں کا ''بریف کیس'' ہوتی تھیں اور

Marfat.com

وزیراعظم سے لے کر ہر متعلقہ وزیر سے ان درخواستوں پر بے دریغ احکام لکھواتے چلے جاتے۔مگر خود سنگ پارس کی مثال تھے کہ دوستوں کے لاکھوں روپوں کے کام کرواتے مگر خود اپنا ایک دمڑی کا ذاتی کام کبھی کسی کو نہ کہا۔

اعتماد کو ٹھیس پہنچایا:

جن دنوں پرمٹوں، لائسنس ایجنسیوں کے احکام مولانا لوگوں کے لئے لکھوایا کرتے تھے احقر کے دل میں خیال آیا کہ مولانا کی مالی حالت تو ہمیشہ ہی پتلی رہی ہے کیوں نہ کوئی ایجنسی مولانا کے لئے بھی کسی دوسرے نام پر حاصل کرلی جائے۔ چنانچہ میں نے مولانا سے ڈرتے ڈرتے جو یہ بات کی تو مولانا یکدم بھڑک اٹھے اور بڑی رنجیدگی سے مجھے کہا کہ قاضی صاحب! ۵۴ برس سے مجھے آپ پر جو اعتماد تھا اسے آپ نے ٹھیس پہنچادی۔ آپ کو وہ حدیث یاد نہ رہی کہ بچے پر باپ سے ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ شفیق ہے۔ ماں بھول بھی سکتی ہے، سو بھی سکتی ہے، غافل بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نہ بھولتا ہے نہ غافل ہوتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے پختہ دائمی فضل و کرم پر میرا جو اعتماد ہے آپ اس کو ہٹا کر ایجنسی کی فانی آمدن پر لانا چاہتے ہیں۔ لباس کے ضمن میں ہی ایک اور واقعہ بھی پڑھ لیں۔

عمدہ کپڑا داماد کو دیدیا:

۱۹۶۰ء کی ون یونٹ مغربی پاکستان اسمبلی کے لئے (جو آج کل کی قومی اسمبلی کے برابر تھی) آپ ہارون خان عرف بادشاہ خان کو شکست فاش دے کر ممبر منتخب ہوئے اور خانقاہ شریف کندیاں حاضر ہوئے تو آپ کے پیرومرشد حضرت مولانا خان محمد صاحب نے باہر سے آیا ہوا ایک بیش قیمت کپڑا اس ارشاد کے ساتھ عنایت فرمایا

Marfat.com

کہ مولانا! اب تو آپ اسمبلی کے ممبر ہو گئے ہیں اور ممبر کے لئے ممبری کی اچکن بھی ہوا کرتی ہے آپ اس کپڑے کی اچکن سلوا لیں۔ مولانا نے کپڑا اٹھا کر سر پر رکھ لیا اور عرض کیا حضرت! اچکن پہننے کی تو عادت نہیں نہ ہی قیمتی کپڑا استعمال کرنے کی عادت ہے۔ اگر آپ اجازت دیدیں تو میں یہ کپڑا اپنے ہونے والے داماد کو دیدوں۔ چنانچہ حضرت نے اجازت دے دی۔ (تبصرہ نمبر ص ۲۷)

ایک روٹی اور آدھ پاؤ دہی کی لسّی:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

''لباس اور کھانے پینے میں اتنی سادگی تھی کہ ناواقف آدمی ان کی سادگی کو دیکھ کر حیران رہ جاتا۔ ایک موقع پر راقم آثم اور عزیزم صوفی عبدالحمید سلمہٗ اللہ تعالیٰ مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ چند رفقاء کے ساتھ لاہور میں جمعیت کے پرانے دفتر حضرت شاہ محمد غوثؒ کے پاس بوقت شام مولانا مرحوم کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے ہم کھانے کے سلسلے سے فارغ تھے مولانا نے ہم سے کھانے کا پوچھا تو ہم نے واضح کر دیا کہ ہم طلب گار نہیں ہیں۔ مولاناؒ نے اپنے لئے خادم کو بھیجا جو ایک روٹی اور آدھ پاؤ دہی کی لسی بنا کر لایا۔ مولانا نے ہمارے سامنے روٹی لسّی کے ساتھ کھائی اور آخر میں الحمدللہ کی مسنون دعا پڑھ کر اپنا بستر کھول کر کام میں مصروف ہو گئے۔''

(تبصرہ نمبر ص ۱۷)

قاتلانہ حملہ ناکام بنا دیا:

مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ ایک درویش منش انسان تھے۔ انہوں نے سیاست بھی صرف دین کی سربلندی کیلئے کی اور اس میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔ حضرت

Marfat.com

ہزارویؒ استقامت اور عزیمت کے پہاڑ تھے اور انتہائی درجہ کے نڈر تھے ایک بار جب وہ راولپنڈی سے مانسہرہ کا سفر کر رہے تھے تو حویلیاں کے اڈے پر بس سے اترتے ہی ایک شخص نے ان پر پستول سے فائر کرنا چاہا۔ مولانا نے خود آگے بڑھ کر اس کا پستول والا ہاتھ پکڑ لیا اور یوں قاتلانہ حملہ کی کوشش ناکام بنادی۔

رسم ورواج اور بدعات کے خلاف جہاد:

حضرت مولانا حق نواز صاحب مدرس جامعہ قاسم العلوم فقیر والی مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی جرأت و بہادری اور رسوم و رواج کے خلاف محنت اور جدوجہد کی داستان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مولانا جب اساتذہ کی خواہش کے احترام میں حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تو کئی سال وہاں انجمن اصلاح المسلمین کے سٹیج پر کام کیا۔ یہاں رفض و بدعت کی گرم بازاری کے خلاف آپؒ نے زبردست، جرأت مندانہ کام کیا۔ جب مولانا حیدرآباد دکن سے اپنے وطن واپس آئے اور دیکھا کہ متعدد غیر اسلامی رسموں نے دین وشریعت کا درجہ حاصل کر لیا ہے تو مولانا ان غیر اسلامی رسموں کو بیخ وبن سے اکھاڑنے اور عام لوگوں کو توہمات سے نجات دلانے کے لیے کمر بستہ ہوگئے۔ مولانا چونکہ انتظامی ذہن کے مالک تھے اسلئے انہوں نے سب سے پہلے ''انجمن اصلاح الرسوم'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ پھر بدعات اور غیر اسلامی نظریات کے خلاف ایک منظّم تحریک شروع کردی۔ انہی ایام میں بفہ کے نواحی گاؤں گلی باغ میں دیوان راجہ بابا کی زیارت مرجع خلائق بنی ہوئی تھی اور پورے علاقے میں یہ تاثر پھیلا ہوا تھا کہ اگر مرد اور عورتیں خاص دنوں میں

Marfat.com

مزار پر حاضری نہ دیں گے اور نذرانہ پیش کرنے میں سستی کریں گے تو انہیں سخت نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ علاقے بھر کے دو تین سو دیہاتوں میں یہ رواج چلا آ رہا تھا کہ عید کے روز تمام مرد اور عورتیں دس دس میل پتھریلی زمین پر ننگے پاؤں سفر کر کے دیوان راجہ بابا کے مزار پر حاضری دیتے اور نذرانے پیش کرتے۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے سب سے پہلے دیوان راجہ بابا کے مزار پر حاضری کو علی الاعلان بدعت قرار دیا۔ اس پر یکایک مولانا کے خلاف شدید ردعمل ہوا۔ دوسری طرف مولانا نے بفہ کی دوسری جانب نکوٹ نامی گاؤں کے مزار پر ہلہ بول دیا۔ یہاں نکوٹ میں ایک بزرگ کی قبر کے قریب ایک درخت تھا۔ جس کی جڑ کے نیچے سے لوگ اپنے سوکھا مان پر چھاؤں والے بچے گذارتے تھے۔ اور اتوار کے دن مذکورہ مزار پر مردوں، عورتوں اور بچوں کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ میلے کا سماں دکھائی دیتا۔ مولانا نے انہی جڑوں کو راتوں رات کٹوا دیا۔ اور پورے علاقے کا طوفانی دورہ کر کے بدعت اور شرکیہ رسوم کی تردید اس زور و شور سے کی کہ کوئی مشرک مولانا کی تاب نہ لا سکا۔ یہ تحریک اتنی زوردار تھی کہ تمام خاموش طبع علماء بھی خاموش نہ رہ سکے۔ رفتہ رفتہ اس تحریک میں شامل ہونے لگے۔ تب کہیں جا کر یہ قبوری رسمیں کافی حد تک ختم ہوئیں۔''

بدعتی پیر کا قلع قمع:

''انہی دنوں کی بات ہے کہ موضع ڈھوڈیال ضلع مانسہرہ میں ایک بدعتی پیر صاحب آئے ہوئے تھے۔ مریدین مردوں اور عورتوں کے جھرمٹ میں گھرے ہوئے تھے۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کو اس

Marfat.com

صورت حال کا علم ہوا تو فوراً وہاں پہنچ گئے اور اچانک پیر صاحب کی مجلس میں جا دھمکے۔ پیر صاحب مولانا کا نام سنتے ہی لرزہ براندام ہو گئے۔ مولانا نے پیر صاحب کو اٹھایا اور فرمایا کہ یہ کون سی فقیری ہے؟ جس میں عورتوں کو سامنے بٹھایا ہوا ہے۔ شرم نہیں آتی۔ فوراً میرے علاقے سے نکل جاؤ اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرنا۔ وہ دن اور یہ دن پھر بے چارے کو کبھی ادھر آنے کی جرات نہیں ہوئی۔''

(خدام الدین ۲۹ جنوری ۱۹۹۳)

شیخ الحدیث مولانا صفدر کی شہادت:

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:

''مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کے قصبہ بفہ کے قریب ہی ایک گاؤں ہے جس کا نام نکوٹ ہے وہاں ایک بزرگ کی قبر ہے۔ قبر کے قریب ایک درخت تھا۔ جس کی جڑ کے نیچے سے لوگ اپنے سوکھا مان پر چھاؤں والے بچے گذارتے تھے۔ اور اتوار کے دن مذکورہ مزار پر مردوں، عورتوں اور بچوں کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ میلے کا سماں دکھائی دیتا۔ حضرت مولانا کی سعی سے اس درخت کی جڑیں کٹوائی گئیں اور جب لوگوں کو توحید خالص کا سبق دیا گیا تو پھر کہیں جا کر یہ قبیح شرکیہ رسم ختم ہوگئی اور پھر علماء اور منصف مزاج خوانین نے بھی مولانا کا بھر پور ساتھ دیا اور یہ قبوری رسمیں کافی حد تک ختم ہوئیں اور اس دور میں اس علاقہ میں دو شخصیتیں تقریر کرتی تھی ایک حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دوسرے حضرت مولانا عبدالحنان صاحبؒ بالاکوٹی اور دونوں بزرگ فضلائے دیوبند میں سے تھے اور اس دور میں علماء میں

Marfat.com

یہ مقولہ مشہور تھا کہ کھڑے ہو کر تقریر کرنے کے سلسلہ میں کل علماء ہزارہ بکم الاغلام غوث و عبدالحنان حالانکہ اس دور میں اس علاقہ میں دیوبند کے بغیر کسی بھی دوسرے مکتب فکر کے علماء سے عوام کے کان بالکل نا آشنا تھے اور دیوبند ہی کے مدرسہ کا نام عوام کی زبان پر تھا اور راقم الحروف بھی حضرت مولانا مرحوم کی ایسی ہی تقاریر اور اس قسم کے مجاہدانہ کارناموں سے متاثر ہوا اور دیوبندیت کے پروانوں کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ ان کا طریق ہی حبِ توحید و سنت اور بغضِ شرک و بدعت کا دوسرا نام اور خلاصہ ہے۔

یہ پروانہ ہے جس نے دیدہ بازی کا ہنر جانا
اسی کا کام ہے ذوقِ نظر میں جل کے مرجانا

(حوالہ تبصرہ نمبر ص ۱۵)

سعودی حکومت میں جرأتِ رندانہ:

حضرت مولانا شمس الدین (ہری پور ہزارہ) رقم طراز ہیں:

۱۹۶۳ء میں مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ حج پر گئے۔ ماہ ذی الحجہ کا چاند بہت سے حاجیوں نے بدھوار کی شام شبِ جمعرات کو دیکھا۔ اس حساب سے یوم الحج بروز جمعہ ۹ ذوالحجہ کو ہوتا تھا لیکن سعودی حکومت کسی وجہ سے اعلان کر بیٹھی کہ یوم الحج بروز ہفتہ ہوگا۔ کچھ لوگوں نے حضرت مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کو متوجہ کیا۔ تو مولانا نماز کے بعد کھڑے ہو گئے اور عوام کو متوجہ کر کے پہلے عربی پھر اردو پھر پشتو میں ایک جوشیلی تقریر کی جس کا خلاصہ یوں تھا کہ

"اسلام کے ایام عبادت چاند دیکھنے پر مقرر ہیں کسی کیلنڈر جنتری یا

Marfat.com

کسی شاہی حکم کے ماتحت نہیں چونکہ عوام کی اکثریت نے شب جمعرات کو خود چاند دیکھا ہے اس لئے شرعی احکام کے مطابق میدان عرفات میں یوم الحج بروز جمعہ ہوگا۔ قافلے کی قیادت میں خود کروں گا جو جو مسلمان میرے ساتھ متفق ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں''۔

چونکہ تقریر تینوں زبانوں میں ہوئی تھی اس لئے حرم شریف کا تمام مجمع مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کا ہمنوا بن گیا اور اس اعلان سے مکہ شریف کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک عظیم ہلچل مچ گئی۔

حکومت نے رات کے گیارہ بجے دوبارہ اعلان کیا کہ حج بروز جمعہ ہوگا۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کی اس جرأت رندانہ پر ساری دنیا کے موجود مسلمان شکر گزار اور حیران ہوئے۔ (تبصرہ نمبر ص ۲۵)

کمالِ جرأت:

جناب محمود احمد عارف لکھتے ہیں:

''مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ ایک وفد کے ساتھ جس میں شیخ حسام الدین مرحوم بھی تھے صدر پاکستان محمد ایوب خان صاحب سے ملنے تشریف لے گئے۔ دوران گفتگو ایوب خان نے کسی مسئلہ پر کہہ دیا'' مولانا جہاں تک میں اسلام کو سمجھا ہوں وہ اس طرح ہے'' تو مولانا نے فوراً جواب دیا'' کرسٹن کیلر'' کے ساتھ غسل کرنے والے جو اسلام سمجھتے ہیں وہ ہم کہاں سمجھ سکتے ہیں'' ایوب خان اس پر شرمندہ ہوئے اور شیخ حسام الدین مرحوم بہت خوش! کہ مولانا نے خوب بات لگائی ہے۔ (تبصرہ نمبر ص ۴۴)

Marfat.com

اسلام اور غلامی:

قاضی شمس الدین صاحب رقم طراز ہیں

''۱۹۶۴ میں جب جامعہ ازھر مصر کے ہزار سالہ جشن پر موتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ حکومت مصر کی دعوت پر شریک ہوئے۔ وہاں ایک سوال یہ بھی تھا کہ جس طرح قرونِ اولیٰ میں اسلام کی اشاعت بہت تیزی سے ہوتی تھی اب کیوں رک گئی ہے؟۔ اس پر ایک یورپ زدہ سوڈانی نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام چونکہ نظامِ غلامی کو تسلیم کرتا ہے اور انسانی فطرت نظامِ غلامی کو ناپسند کرتی ہے اس لیے اب تعلیم عام ہوجانے کی وجہ سے دنیا اسلام کے اس نظریہ کو ناپسند کرتی ہے۔ اس لیے لوگ اسلام سے رغبت نہیں رکھتے۔ اس مرحلے پر مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کھڑے ہوگئے اور صدر اجلاس کو مخاطب کر کے کہا ------

جناب عالی! مجھے محترم مقرر کے اس نظریے سے اختلاف ہے اس لیے اس مسئلے کی وضاحت کیلئے مجھے وقت دیا جائے۔ صدرِ اجلاس نے مولانا ہزارویؒ کیلئے دوسرے دن کا وقت مخصوص کر دیا۔ اس سفر میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کراچی، مولانا تاج الاسلامؒ ڈھاکہ اور مولانا مفتی محمود صاحبؒ بھی ہمراہ تھے۔ مولانا نے ایک اہم تقریر تیار کی اور دوسرے دن سوڈانی یورپ زدہ لیکچرار کی تقریر کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔ مصر سے مولانا واپس آئے تو راقم الحروف نے مولانا سے اس تقریر کا مسودہ لے کر اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا۔ جو روزنامہ ''جنگ'' راولپنڈی ۲۱/۷/۱۹۶۷ء میں شائع ہوا۔ پھر

Marfat.com

جنگ سے ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' لاہور نے نقل کیا اور ترجمان اسلام سے ہفت روزہ ''خدام الدین'' ماہ نامہ ''تبصرہ'' لاہور اور ماہ نامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ ضلع سرگودھا نے بھی نقل کر کے شائع کیا۔

(تبصرہ نمبر ص ۲۵)

فنائیت و بے نفسی:

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ میں ایک خاص خوبی یہ تھی کہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے کارکن کو بھی ہمیشہ آگے بڑھانے کی فکر میں لگے رہتے اور اپنے آپ کو ہمیشہ پیچھے رکھتے۔ گویا مولوں کو شہبازوں سے لڑانے کا شوق اور ولولہ رکھتے تھے۔ نصف صدی تک اپنے علاقے کے جاگیردار خوانین رؤسا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میدان سیاست میں مضبوط مقابلہ کرتے رہے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ غریب عوام یہ سمجھ لیں کہ اقتدار جاگیرداروں کا پدری ورثہ نہیں۔

کام کے آدمیوں کی تلاش:

کوشش کرتے کہ کام کا آدمی مل جائے۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء میں ایک مرتبہ مجاہدِ ملت مولانا ہزاروی خانقاہ شریف کندیاں آئے تو مولانا مفتی عطا محمد صاحبؒ ساکن چودھوان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے مولانا کو بتایا کہ ملتان کے مدرسہ قاسم العلوم میں ایک نوجوان عالم مولوی محمود صاحب ڈیروی رہتے ہیں کام کے آدمی ہیں۔ انہیں اپنے ساتھ ملا لیں۔ چنانچہ مولانا ہزارویؒ خانقاہ شریف کندیاں سے سیدھے ملتان مدرسہ قاسم العلوم میں جا پہنچے۔ جناب مفتی صاحب سے ملے اور ان کو اپنے ساتھ آمادہ کر لیا اور بعد میں مفتی صاحب میدان سیاست میں بڑھتے بڑھتے عالمی سیاست تک جا پہنچے تو یہ سب سعی و ہمت تھی

Marfat.com

مولانا ہزارویؒ کے اخلاص و بے نفسی کی۔ (تبصرہ نمبر ص ۲۷)

مومنانہ بصیرت:

قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں:

''غالباً اپریل ۱۹۷۲ء کی بات ہے راقم الحروف نماز جمعہ میں مولانا ہزارویؒ صاحب سے ملا تو معلوم ہوا کہ مولانا رات کو لاہور جارہے ہیں اور صبح مولانا عبید اللہ انور صاحب کے ہمراہ ساہیوال جائیں گے اور وہاں سے بذریعہ کار منچن آباد بہاول نگر تشریف لے جائیں گے۔ ہفتہ کو ایک ذاتی کام کے لئے راقم اسلام آباد سے واپسی پر مری روڈ پر کوہاٹی بازار کے قریب آیا تو یونہی خیال گذرا کہ مدرسہ فرقانیہ سے ہو کر جانا چاہیے۔ جماعت کی نئی تازی کوئی بات شاید معلوم ہو جائے۔ اس خیال کی بنا پر مدرسہ جا پہنچا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ راقم جا کر ملا تو جناب مفتی صاحب نے اول وہلہ میں پوچھا کہ حضرت مولانا ہزاروی صاحب کا کچھ پتہ ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت مولانا رات لاہور گئے ہیں۔ صبح خیبر میل سے حضرت مولانا عبید اللہ انور کو لاہور سے لے کر ساہیوال اتریں گے اور وہاں سے بذریعہ موٹر کار منچن آباد مولانا محمد شریف صاحب منچن آبادی کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ پر جائیں گے۔ مفتی صاحب تفصیل سن کر وہاں موجود دوستوں سے کہنے لگے کہ آپ ذرا دوسرے کمرے میں تشریف لے جائیں میں نے قاضی صاحب سے علیحدگی میں کچھ بات کرنی ہے۔ چنانچہ تمام دوست اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے، اور جب تخلیہ ہو گیا تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ حالات بھٹو صاحب کے قابو میں نہیں آرہے اور بھٹو صاحب سخت گھبرا گئے ہیں اور ملک کو فوج کے حوالے کر کے خود حکومت سے الگ ہو رہے ہیں۔ تم فوراً مولانا کے پیچھے منچن آباد جاؤ اور مولانا کو میری طرف سے کہہ دو کہ پروگرام ملتوی کر کے واپس آجائیں۔ راقم

Marfat.com

الحروف نے عرض کیا کہ میں نے کافی دنوں پہلے دوستوں کو وقت دیا تھا اور آج وہاں جلسہ ہے میں تردید مودودیت کی ضروری کتابیں ہمراہ لایا ہوں۔ وہاں میرے نام کا اعلان ہو چکا ہے اب اگر میں نہ جاؤں تو یہ بہت بری بات ہوگی۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ ملک وملت کا مسئلہ ہے اور وہ ایک جلسہ کی بات ہے اور مولانا کے لئے اور میرے لئے اس وقت تم سے زیادہ قابل اعتماد آدمی موجود نہیں ہے۔ اس لئے جلسہ کے لئے کوئی متبادل انتظام کر کے تم ہی منچن آباد جاؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی یہ بات سن کر معاملہ کی نزاکت کے پیش نظر میں نے منچن آباد جانا ہی ضروری سمجھا، دوستوں سے معذرت کر دی اور خود اسی وقت اڈہ بس لیاقت آباد سے لاہور روانہ ہو گیا۔ رات گیارہ بجے لاہور بادامی باغ اڈہ پہنچا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ منچن آباد والی بس تو روانہ ہو چکی ہے۔ اب بہاولنگر والی بس مل سکتی ہے۔ چنانچہ راتوں رات بس کا سفر کر کے صبح بہاولنگر پہنچا۔ وہاں سے دوسری بس کے ذریعہ منچن آباد پہنچا، بس سے اتر کر شہر جا رہا تھا کہ مولانا ہزاروی مولانا عبیداللہ انور کے ہمراہ بذریعہ کار بہاولنگر جا رہے تھے۔ چنانچہ انہی قدموں پر بہاولنگر پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی ابھی حضرت مولانا ہزاروی بورے والا تشریف لے گئے۔ چنانچہ راقم الحروف بھی دوسری بس پر بورے والا روانہ ہو گیا اور خدا خدا کر کے بعد ظہر مولانا سے ملاقات ہوئی۔

جب علیحدگی میسر آئی تو راقم نے مقصد سفر عرض کیا اور حضرت مفتی صاحب کا پیغام سنایا۔ حضرت مولانا ہزاروی نے سنتے ہی جلال میں آ کر فرمایا کہ کس گدھے نے مفتی صاحب سے کہا ہے کہ بھٹو حکومت چھوڑ رہا ہے۔ وہ حکومت کیوں چھوڑتا ہے، دو صوبوں کی اسمبلیوں کا ملۃً اسکی جیب میں ہیں، دو صوبوں کی اسمبلیوں میں اسکا حصہ ہے۔ بہت سی سیاسی پارٹیوں کا سیاسی تعاون اس نے حاصل کر رکھا ہے، ملک کے عوام کی عظیم ا[illegible]ت بھٹو کے ساتھ ہے۔ بھٹو عوام میں سے ابھر کر اوپر آیا ہے نہ تو وہ آسمان

Marfat.com

سے ٹپکا ہے نہ ہی وہ فوج یا مارشل لاء کے ڈنڈے کے زور سے اوپر آیا ہے، دراصل مجھے ایک مخلص رفیق سفر کی ضرورت تھی، جناب مفتی صاحب کے ذریعہ اللہ نے تم کو بھیج دیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو جنہیں پہلے وقت دیا ان لوگوں نے اشتہارات شائع کئے ہیں میرے نام کی وجہ سے مسلمانوں نے جلسوں کے لئے چندے دیئے ہیں۔ میں نے یہاں سے میاں چنوں تلیچہ چک نمبر ۱۰۹ وغیرہ مقامات پر بھی جانا ہے۔ میں نہ جاؤں تو دوستوں کی کتنی دل شکنی اور سبکی ہوگی۔ آئندہ دوست سیاسی طور پر تباہ ہو جائیں گے نہ میں واپس جاتا ہوں نہ تم ہی کو جانے دیتا ہوں۔ پھر تھوڑی دیر خاموشی سے غور فرماتے رہے، پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ ابھی سے میری ایک بات یاد رکھیں یقیناً یہ بے پر کی مودودیوں نے اڑائی ہوگی۔ کیونکہ اس طرح کے چھچھورے شگوفے چھوڑنے کی پریکٹس میں مودودیوں کو ہی ید طولیٰ حاصل ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا کی ہمرکابی میں راقم الحروف نے تمام جلسے دیکھے، اور دونوں اکٹھے راولپنڈی پہنچے۔ پھر جب حضرت ہزاروی صاحبؒ جناب مفتی صاحب کو ملے اور ان سے پوچھا کہ یہ بے پر کی غیر ذمہ دارانہ بات کس نے بتائی۔ تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ خان عبدالولی خان لاہور کھانے کی کسی دعوت میں شریک ہوئے وہاں مختلف قسم کے حضرات جن میں جماعت مودودی کے کچھ لوگ بھی تھے۔ باہم بڑے وثوق سے کہہ رہے تھے کہ بھٹو اب گھبرا گیا ہے اور بھاگ رہا ہے حالات اس کے قابو سے باہر ہیں وغیرہ۔ (الجمعیۃ ۴ جنوری ۱۹۷۴ء)

اقبال کی مشہور نظم ''اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو'' حضرت ہزارویؒ کے دل کی دھڑکن اور لگن تھی۔ اور آپ کی ساری زندگی درج ذیل شعر کی مکمل تفسیر تھی۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

Marfat.com

باب ۴

اخلاص وللّٰہیت، صبر واستقامت خوش طبعی وظائف، فقیری ودرویشی اور ایثار وترجیح

مصلح الملت حضرتِ اقدس مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کی خدمت میں محدثِ کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمان الاعظمیؒ موجود تھے۔ حضرتؒ نے ایک اور صاحب کے واسطے سے حضرت محدثِ کبیرؒ مولانا حبیب الرحمان سے دریافت کرایا۔ اخلاص کسے کہتے ہیں؟ ان صاحب نے جس وقت یہ بات پوچھی حضرتؒ اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے اور دیر تک سر جھکائے رہے اور فرمایا،

''اخلاص یہ ہے کہ آدمی جس کا ہو بس اس کا ہو کر رہ جائے یعنی آدمی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے تو بس اللہ ہی کا ہو کر رہے کوئی اور دروازہ اس

Marfat.com

کا مرکز نگاہ نہ ہو۔"

حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ کا ایک دوہا مشہور ہے اس میں بھی اسی اخلاص کی ترجمانی اور اس کے بہترین نتائج کا بیان ہے۔ سننے اور لوحِ دل میں نقش کر لینے کے لائق ہے۔

جھ کیا دَر دَر پھرے
دَر دَر دُر دُر ہوئے
ایک دَر کو تھام لے
کہے نہ دُر دُر کوئے

آوارہ کتا ہر دروازہ پر جاتا ہے اور ہر جگہ سے دُر دُر ایا جاتا ہے۔ ایک مالک کے دروازے سے چمٹا ہوا کتا روزی پاتا رہتا ہے اور کسی کی دُر دُراہٹ سننے کی نوبت اسے نہیں آتی۔ اخلاص وللّٰہیت کی یہی شان ہے کہ جب اللہ کو رب مان لیا تو ہر طرف سے کٹ کر بس ایک اللہ ہی کا ہو کر رہے۔

کتنے بے غرض لوگ تھے یہ :

اخلاص کی تعلیم ہر دینی اور مذہبی رہنما نے دی لیکن مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے اپنی زبان سے اخلاص کے الفاظ کم استعمال کیے اور عمل سے اس کی تعلیم زیادہ دی ہے۔

شاعرِ انقلاب جناب امین گیلانی فرماتے ہیں:

"مولانا محمد علی جالندھریؒ نے بتایا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے رہائی کے بعد میں نے سوچا کہ مولانا غلام غوث نے کئی ماہ اس تحریک میں انتھک کام کیا ہے۔ پیہم اسفار میں خرچ ہوا ہوگا۔ گھر کے اخراجات نہ جانے کیسے پورے کئے ہوں گے۔ مجلس کی طرف

Marfat.com

سے کچھ مالی امداد ہونی چاہیئے۔لہذا میں نے شوریٰ سے کہہ کر کچھ رقم مولانا کے لئے مختص کروائی۔ جب وہ رقم مولانا کی خدمت میں پیش کی گئی تو مولانا کہنے لگے مولوی صاحب! میں نے تو یہ کام اللہ کی رضا اور آنحضرت ﷺ کی خوشنودی کے لیے کیا ہے۔اس میں معاوضے کی کوئی بات ہی نہیں۔بس اللہ نے کام لے لیا۔جیسے تیسے بھی ہوا،کام نکل گیا۔اب اس رقم کی ضرورت نہیں۔

مولانا محمد علی جالندھریؒ فرمانے لگے کہ جب میں نے بہت اصرار کیا تو میرے پیہم اصرار پر بیس روپے رکھ لئے اور باقی رقم لوٹا کر فرمانے لگے کہ مولانا آپ کے بے حد اصرار پر یہ بیس روپے اس لئے رکھ لئے ہیں کہ اب اس سلسلے میں صرف بیس روپے کا مقروض ہوں۔باقی آپ مجلس کے فنڈ میں جمع کرلیں۔مولانا جالندھریؒ کہنے لگے کہ میں نے چونکہ وہ رقم کھاتے میں مولانا کے نام لکھوالی تھی ۔اسلئے مولانا ہزارویؒ کو میں نے چندہ کی ایک رسید کاٹ کر دے دی کہ اب یہ رقم آپ کی طرف سے بطورِ چندہ مجلس کے فنڈ میں جمع کرادوں گا۔'' واقعی کتنے بے غرض لوگ تھے یہ''

(سوانح مولانا ہزارویؒ از سید منظور احمد شاہ آسی ص ۴۲۸)

سردی کی رات ایک چادر میں گذاردی :

مجاھدِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اپنے مشاھدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

'' حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ نے مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیر اہتمام ایک کانفرنس رکھی۔مولانا مرحوم کے جو ہم عصر احباب

Marfat.com

تھے۔ ان کو بلا تکلف کہہ دیا کہ کانفرنس میں بسترہ ہمراہ لائیں۔ کانفرنس پنجاب میں تھی اور مولانا غلام غوث مرحوم نے سندھ سے تشریف لانا تھا۔ ان کا سندھ کا دس پندرہ روزہ تبلیغی دورہ تھا۔ پورے دورے میں ایک کانفرنس کیلئے بستر ہمراہ رکھنا مشکل تھا۔ مولانا غلام غوث مرحوم بغیر بستر کے تشریف لائے۔ مولانا محمد علی مرحوم کے ہمراہ کھانا کھایا۔ رات کو تقریر کی صبح کو ٹرین سے واپس جانا تھا۔ مولانا محمد علیؒ مطمئن کہ میرے کہنے کے مطابق مولانا بستر ہمراہ لائے ہوں گے۔ اسلئے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ مولانا ہزارویؒ نے دل میں خیال کیا کہ مولانا کا حکم تھا کہ بستر ہمراہ لائیں۔ اب اگر میں بستر ہمراہ نہیں لایا تو قصور میرا ہے۔ اس لئے مولانا جالندھریؒ کو تکلیف کیوں دوں۔

کانفرنس سے فارغ ہوئے پنڈال کے قریب کسی مسجد میں ایک لنگی میں سردی کی رات گذاردی۔ صبح راز منکشف ہوا تو مولانا جالندھریؒ نے افسوس کا اظہار کیا اور کہا آپ نے مجھے بتایا کیوں نہ تھا کہ بستر ہمراہ نہ لا سکا۔ مولانا ہزارویؒ نے کہا آپ میرے بھائی بھی ہیں اور مخدوم بھی۔ اگر میں اس کام میں آپ کا ہاتھ نہیں بٹا سکتا تو تکلیف کا سبب بھی نہیں بننا چاہیے۔ رات گذر گئی۔ ہائے! ایسی اجلی سیرت کے انسان کہاں سے لائیں۔“

اپنا بستر مہمانوں کیلئے وقف کردیا:

”مجلس تحفظِ ختمِ نبوت گوجرانوالہ کے جناب غلام نبی یا مجلس چنیوٹ

Marfat.com

کے چوھدری ظہور احمد میں سے کسی ایک نے بتایا کہ ہم لاہور دفتر گئے۔مولانا دفتر میں اکیلے تھے۔سردی کی رات تھی ،ہم نے آرام کرنا تھا۔حضرت نے ہمیں بستر عنایت کیا۔صبح اٹھے تو معلوم ہوا کہ صرف ایک بستر تھا۔جو حضرت نے ہمیں دے دیا آپ نے ساری رات دسمبر کی سردی ایک لنگی میں گزاردی۔

(سوانح ہزارویؒ از منظور احمد شاہ آسی ص ۴۲۲)

دال چنا رغبت سے کھایا:

مزدور لیڈر جناب طاؤس خان بیان کرتے ہیں:۔

''ایک مرتبہ ہم بورے والا میں ایک جلسے میں شرکت کے لئے گئے۔یہ بہت بڑا جلسہ تھا۔اختتام پر بڑے بڑے امراء اور رؤساء نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مولانا انہیں شرفِ باریابی بخشیں۔لیکن مولانا نے جمعیت کے ایک نہایت غریب کارکن کے ہاں جانا پسند فرمایا۔جب ہم اس کارکن کے ہاں پہنچے تو اس نے مولانا کی مدارات کے لئے بازار سے کچھ منگوانا چاہا۔لیکن مولانا نے اسے منع فرمایا اور کہا کہ گھر میں جو کچھ ہے لے آؤ۔دراصل اس شخص کے گھر میں دال چنا پکا ہوا تھا۔اس لئے وہ ہچکچا رہا تھا۔مولانا کہنے لگے بھئی! ہمارے ساتھ ایک مزدور لیڈر ہے۔گھبرانے کی بات نہیں ہم وہی کھائیں گے جو گھر میں پکا ہوا ہے۔وہ شخص دال لے کر آیا جو سب کے سامنے مولانا نے رغبت سے کھایا۔'' (سوانح مولانا ہزارویؒ ص ۴۲۷)

Marfat.com

خشک روٹی :

''نذر محمد آف ترنگڑی بالا نے ایک خط میں ہمیں لکھا کہ میرے چچا جناب محمد مسکین خان صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ مرزائیوں کی تحریک کے دوران جب حضرت مولانا ہزارویؒ صاحب راولپنڈی میں حکومتی اہلکاروں کی وجہ سے روپوش قیام پذیر تھے۔ چونکہ وہ میرے لئے خاص گرامی قدر اور پسندیدہ شخصیت تھے تو کافی دنوں کے بعد دل میں خیال آیا کہ حضرت ہزاروی صاحبؒ سے کیوں نہ ملاقات کی جائے۔ میں اسی تڑپ کو لیکر راولپنڈی گیا مولانا صاحب ٹھنڈی اور خشک روٹی پانی میں بھگو کر نوش فرما رہے تھے۔ میں بے ساختہ آبدیدہ ہو گیا اور ان کی عظمت اور بڑائی میرے دل میں اس قدر بس گئی کہ مولانا ہزارویؒ کو تاحیات میں فراموش نہ کر سکا۔''

پرانی روٹی مزے لے کر کھائی :

مولانا قاضی اسرائیل گڑنگی نے احقر کے نام ایک خط میں مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کے واقعات لکھے تو اس میں قاضی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

''ایک دوست نے بیان کیا جو خود اس وقت وہاں پنڈی میں موجود تھے کہ حیدرآباد سے ساتھی کچھ کام کے لئے آئے۔ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے فرمایا کہ کھانا کھایا ہے یا نہیں۔ حضرتؒ نے ان کے لئے کھانا منگوایا اور انہوں نے کھایا اور روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر الماری میں رکھ دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک ہفتہ بعد پھر وہی دوست تشریف لائے اور حضرتؒ ہی کے ہاں کھانا کھایا۔ حضرتؒ نے

Marfat.com

ان کو کھانا کھلا کر خود وہی پرانے ٹکڑے لئے اور کھانا شروع کیا اور وہ لوگ بھی حیران تھے کہ قومی اسمبلی کا ممبر اور ایک ہفتے کے پرانے ہمارے بچے ہوئے ٹکڑے کھا رہا ہے۔ حضرتؒ سے ایک نے پوچھا حضرت یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، رزق آخر رزق ہی ہے، کھا کر پیٹ ہی بھرنا ہے۔''

یتیموں کی فکر:

آپ کے داماد حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مانسہرہ نے بیان فرمایا ہے کہ جب سالن تیار ہوتا تو حضرت پوچھتے ''سالن تیار ہے'' ہاں میں جواب ملتا تو فوراً برتن میں پانی لیتے اور اس سالن میں ڈال دیتے۔ اور گھر والے کہتے ''حضرت یہ کیا ہے؟'' حضرتؒ فرماتے اس کو خوب گرم ہونے دو، پڑوس میں یتیم ہیں ان کو کون دے گا۔ اور ساری زندگی یونہی بسر ہوگئی۔

مظہر خدا کا خاص کرم ان کے ساتھ ہو
دکھیوں درد مندوں کا درمان چل بسا

آدھی رات اور یتیم کے سر پر ہاتھ:

''مولانا نذیر احمد آپ کے داماد نے بیان کیا کہ آدھی رات پڑوس میں یتیم بچوں کے رونے کی شدید آواز آئی۔ آپ اُٹھے اور پوچھا کیا بات ہے؟ بچوں کی ماں نے بتایا بچے بھوکے سو چکے ہیں۔ حضرتؒ گھر میں تشریف لائے تو کچھ بھی نہ تھا، اسی وقت ہوٹل پر تشریف لے گئے ہوٹل والے کو جگایا، ہوٹل والے نے کہا آدھی رات اور آپ؟ حضرتؒ نے فرمایا آپ فوراً کھانا تیار کریں، کھانا تیار ہوا اور حضرتؒ

Marfat.com

نے لا کر ان یتیم بچوں کو کھلایا جب وہ سیر ہو گئے تو مسکرائے۔ حضرتؒ نے اللہ پاک کی تعریف کی اور حضرت عمرؓ کی سنت کو زندہ کیا۔''

کانفرنس میں شرکت کے لئے کمبل بیچ دی:

حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ آسی مرتب سوانح مولانا ہزارویؒ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۷ پر رقم طراز ہیں بابو میر احمد صاحب ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کو کافی عرصہ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی خدمت گذاری کی سعادت نصیب ہوئی۔ بابو صاحب موصوف پشاور کے ایک خوشحال گھرانے کے نوجوان تھے۔ خود مانسہرہ میں چمڑے کے تاجر تھے۔ اور مولانا کے خادم تھے۔ اکثر بفہ آتے جاتے مولانا ان کے پاس ضرور ٹھہرتے تھے۔ بابو صاحب بتاتے ہیں کہ سخت جاڑا تھا۔ مولانا پنجاب سے گھر جاتے ہوئے میرے پاس ٹھہرے تو مولانا ایک نہایت اعلیٰ اون کی کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ چند دن بعد پھر واپس آئے تو وہ کمبل نہ تھی۔ اس دوران برف باری ہونے کی وجہ سے جاڑا مزید تیز ہو گیا تھا۔ میں نے کمبل کا پوچھا تو فرمایا کہ نہ ہر بات پوچھنے کی ہوتی ہے اور نہ ہر بات بتانے کی۔ مگر جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ ڈیرہ اسماعیل خان احرار کانفرنس پر جانا ہے۔ کرایہ نہ تھا تو کمبل بیچ دی۔

(سوانح ہزارویؒ ص ۲۲۷)

تواضع کی انتہا:

مشہور مزدور لیڈر جناب طاؤس خان بیان کرتے ہیں:

''جون کا گرم مہینہ تھا۔ مولانا کو ضلع فیصل آباد کے دورے پر جانا تھا۔ میں مولانا کو ریل گاڑی پر سوار کرانے کے لئے جمعیت کے دفتر پہنچا۔ دیکھا مولانا اپنے ہاتھ سے دھوئے ہوئے گیلے کپڑوں کو پہلے سے

Marfat.com

زیب تن خشک لباس پر پہن رہے ہیں۔ میں نے کہا مولانا! ان کو خشک تو ہو لینے دیتے تو فرمانے لگے۔گاڑی کی روانگی میں وقت بہت کم ہے ،گرمی ہے۔اسٹیشن تک پہنچتے پہنچتے ہی یہ کپڑے خشک ہو جائیں گے۔اور واقعی ایسا ہی ہوا اسٹیشن پر مولانا نے ان کپڑوں کو اتارا اور بیگ میں تہہ کر کے رکھ لیا۔گاڑی میں بہت رش تھا۔ایم این اے ہونے کی وجہ سے آپ کے پاس فرسٹ کلاس کا ٹکٹ تھا لیکن انہیں بمشکل ایک ڈبہ میں کھڑے ہونے کی جگہ ملی۔آپ نے کسی سے اپنی حیثیت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ کھڑے کھڑے آمادہ بہ سفر ہو گئے۔ مجھ سے رہا نہ گیا میں مولانا کو بتائے بغیر گارڈ کے پاس پہنچا۔اسے تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔اس نے مجھ سے کہا کہ مولانا کو میرے لئے مخصوص ڈبے میں بٹھا دیں۔میں مولانا کو وہاں لے کر پہنچا تو گارڈ اپنے ڈبے میں موجود نہ تھا۔ میں نے مولانا سے بیٹھنے کو کہا تو کہنے لگے کہ گارڈ سے پوچھ کر بیٹھوں گا۔آپ کھڑے رہے۔گارڈ آیا اور آپ کو بیٹھنے کے لئے کہا۔آپ نے اس سے پوچھا کہ کہیں میرے بیٹھنے سے آپ کے فرائض کی ادائیگی میں خلل تو نہیں پڑے گا۔جب اس نے یقین دلایا کہ ایسا نہیں ہوگا تب آپ اس کے ڈبے میں بیٹھنے کو آمادہ ہو گئے۔''

لسّی پر گذارا اور اُوڑھنی کا ایثار :

''مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی قناعت پسندی اور ایثار کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ میں ہفت روزہ ترجمانِ اسلام کے دفتر گیا۔مولانا اخبار کا داریہ لکھنے میں مصروف تھے۔انہوں نے ایک پاؤ دہی کی نمکین لسّی

Marfat.com

جس میں تقریباً تین چار سیر پانی تھا۔ بلکہ اگر میں کہوں کہ وہ لسی کم اور پانی زیادہ تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ مولانا روٹی کا نوالہ منہ میں ڈالتے اور پانی نما لسی سے نگل لیتے۔ میں نے دیکھا تو کہا مولانا اتنی سردی میں پانی جیسی پتلی لسّی سے روٹی کھا رہے ہیں۔ سالن منگوالیا ہوتا۔ کہنے لگے طاؤس خان یہ لسی صحت کے لئے بہت مفید ہے۔ یاد رہے مولانا صاحب اس وقت مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبر تھے۔ اسی اثناء میں ایک عقیدت مند آیا اور ایک خوبصورت سفید اوڑھنی مولانا کے کندھوں پر ڈال دی۔ مولانا کام میں مصروف رہے۔ وہ شخص چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جمعیت کے ایک کارکن تشریف لائے۔ مولانا کے کندھوں پر پڑی ہوئی اوڑھنی کی تعریف کی اور کہا کہ مولانا جب میں جمعیت کے دوروں پر جاتا ہوں تو مجھے بہت سردی لگتی ہے۔ آپ نے اپنی ایثار پسند طبعیت کے تحت وہ اوڑھنی اپنے کندھے سے اٹھا کر اس کے کندھے پر ڈال دی۔''

ایثار کا ایک دلچسپ واقعہ :

''ایک مرتبہ مجھے مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ کے ساتھ مولانا محمد امیر بجلی گھر کی انتخابی مہم کے سلسلے میں دسمبر میں پشاور جانا پڑا۔ لاہور ریلوے سٹیشن پر شدید رش تھا۔ شدید سردی تھی اس ڈبے میں ایک انگریز جوڑا بھی سفر کر رہا تھا جن کا لباس سردی روکنے کیلئے ناکافی تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر سردی روکنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے اور صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سردی سے پریشان ہیں۔ مولانا نے اپنے جسم پر کمبل اوڑھ رکھا تھا۔ اچانک انہوں نے

Marfat.com

اپنا کمبل ان دونوں پر ڈال دیا۔اور خود وظائف میں مشغول ہوگئے۔صبح جب ہم پشاور پہنچے تو اس جوڑے نے وہ کمبل شکریے کے ساتھ مولانا کو لوٹا دیا۔ میں نے مولانا سے پوچھا کہ آپ کو بھی تو سردی لگ رہی تھی آپ نے کمبل ان کو کیوں دیا؟۔اس پر مولانا نے بتایا کہ میں نے قمیص کے نیچے روئی کی جیکٹ پہن رکھی ہے۔ یہ لوگ غیر مسلم ضرور ہیں لیکن انسان تو ہیں۔اور انسانیت کا تقاضہ یہی تھا کہ میں ان غیر ملکی مہمانوں کی پریشانی میں ان کی مدد کرتا۔ دورِ حاضر میں ایثار کی ایسی مثال شاید خال خال ہی کہیں ملے۔

(سوانح ہزارویؒ ص ۴۳۰ تا ۴۳۴)

انسانیت سے ہمدردی :

حضرت مولانا مفتی شمس الدین صاحب راوی ہیں کہ:

''مئی ۱۹۳۵ء میں صبح چار بجے ایک ہوٹل کے چوبی چھجے کو آگ لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک محلے سے دوسرے تیسرے اور چوتھے تک پہنچ گئی امیروں کے محلات اور غریبوں کی جھونپڑیاں، مسجدیں، مندر گیارہ بجے دن تک بھسم ہوکر رہ گئے۔قہرِ خداوندی تھا جس مکان پر فائر بریگیڈ کے انجن پانی ڈالتے وہ زیادہ تیزی سے جلنے لگتا یوں معلوم ہوتا کہ پانی میں مٹی کا تیل ہے۔عجیب افراتفری کا عالم تھا۔کچھ اللہ کے نیک بندے لوگوں کا سامان بچانے میں امداد کر رہے تھے اور کچھ دوسرے بدقسمت لوٹ مار میں مشغول تھے اخلاق اور بداخلاقی کے عجیب عجیب تماشے دیکھنے میں آئے۔اور دیدۂ عبرت کیلئے قسم قسم کے بصیرت افروز مناظر قدرت نے دکھائے۔عجیب نفسا نفسی کا عالم تھا

Marfat.com

گیارہ بجے تک شہر کا تین چوتھائی حصہ جل چکا تھا اس زمانے میں ضلع ہزارہ کا ڈپٹی کمشنر سکندر مرزا تھا گیارہ بجے کے بعد سکندر مرزا نے شہر کو فوج کے حوالے کر دیا فوج نے آگ کے اشتعال و اتصال کو ختم کرنے کے لئے طے کیا کہ کچھ مکانوں کو گرنیڈ بم مار کر اڑا دیا جائے تا کہ آگ سے دوسرے مکان بچ جائیں چنانچہ بم مارے گئے اور کچھ مکان اڑ گئے ایک مکان کی چھت کا ٹین اڑ کر ایک سڑک پر جہاں بچے جمع تھے ایک بچے کے سر پر جا گرا۔ بچہ زخمی ہو کر گر پڑا۔ راہ گذر اور اہل محلّہ بچے کے ارد گرد جمع ہو کر افسوس کرنے لگے۔ ارے ارے، اوہ اوہ، اُف اُف کے جملوں سے بچے کے ساتھ ہمدردی ہونے لگی۔ اتنے میں مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ آ پہنچے مولانا نے سمجھا کہ شاید کوئی مداری تماشا دکھا رہا ہے اور اس قیامت کے عالم میں لوگ تماشا دیکھ رہے ہیں مولانا نے غصہ سے مجمع کو چیرا اور اندر دیکھا تو ایک بچہ پڑا تڑپ رہا ہے اور لوگ زبانی جمع خرچ سے اس کے ساتھ ہمدردی میں مشغول ہیں۔

مولانا نے عوام کی بھیڑ کو مخاطب ہو کر غصہ سے فرمایا کہ آپ عجیب احمق لوگ ہیں۔ آپ کی اس بے فائدہ آہ آہ اور اُف اُف سے زخمی بچے کا خون بند ہو جائے گا یا اس کی مرہم پٹی ہو جائے گی؟ یہ فرمایا اور فوراً بچے کو اٹھا کر ہسپتال کی طرف بھاگے بے ہوش بچے کا سر مولانا کے کندھے پر تھا اور خون مسلسل مولانا کے اچکن اور شلوار سے بہتا ہوا جوتوں تک پہنچ گیا۔ عجب تماشا تھا مولانا آگے آگے بچہ کو اٹھائے بھاگے جا رہے تھے اور بھیڑ پیچھے پیچھے بھاگ رہی

Marfat.com

تھی۔ بچہ کو ہسپتال پہنچا کر ایک بنچ پر لٹا دیا اور ہسپتال کے اردلی کو فرمایا کہ جاؤ ڈاکٹر کو اطلاع کرو کہ ایک خطرناک زخمی بچہ امداد کا محتاج ہے۔ اردلی گیا ڈاکٹر نے جواب دیا کہ ہسپتال کا وقت ختم ہو چکا ہے تین بجے مریض کو لائیں۔ اردلی کا یہ جواب سن کر مولانا نے پھر اردلی کو قسم دے کر کہا کہ ایک بار پھر جاؤ اور جو الفاظ میں کہوں وہی ڈاکٹر کو کہنا۔ اس کو کہنا کہ غلام غوث ہزاروی کہتا ہے کہ تمہارے ہسپتال کا وقت تو ختم ہو گیا ہے لیکن اگر تمہاری انسانیت، شرافت اور ہمدردی کا وقت ختم نہیں ہوا تو فوراً پہنچو کہ ایک بچہ زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا ہے مولانا ہزارویؒ کا نام جب ڈاکٹر نے سنا تو دوڑتا ہوا آیا خود ہسپتال کھولا دوائیں تیار کیں اور بچے کے زخم صاف کر کے مرہم پٹی کی اور ایک بڑے لمبے کپڑے سے اس کا سر باندھ دیا۔ خود بازار سے مولانا نے گرم دودھ منگوایا اور جب بچے نے آنکھیں کھولیں تو اس کو پیار اور شفقت سے وہ دودھ پلایا تھوڑی دیر بعد اس کے متعلقین آ گئے تو بچہ ان کے سپرد کر کے مولانا اور مجمع ہسپتال سے رخصت ہوئے۔ راقم الحروف اس تمام کاروائی میں اوّل سے آخر تک مولانا کے ہمراہ رہا اور آج بھی جب وہ مناظر آنکھوں کے سامنے آتے ہیں تو عقیدت کی آنکھیں بے مثال انسانی ہمدردی کی عظمت کے سامنے جھک جاتی ہیں اور بے ساختہ یہ مبالغہ آمیز شعر زبان پر آ جاتا ہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(ہفت روزہ الجمعیۃ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳)

Marfat.com

اپنے خُدام کی خدمت:

برادر مکرم جناب قاضی محمد اسرائیل صاحب گڑنگی لکھتے ہیں:

''کہ راقم الحروف آپ کا ایک ادنیٰ خادم و ملازم تھا ایک مرتبہ راقم کے والد محترم آبائی گاؤں سے راولپنڈی تشریف لائے جب والد صاحب، جامعہ فرقانیہ میں تشریف لائے تو مولانا ہزارویؒ اپنی مسجد صدر میں تھے۔ راقم الحروف اپنے والد محترم کو مولانا سے ملاقات کے لئے صدر روانہ ہوا۔ جب صدر مسجد کے قریب پہنچے تو مولانا تنور سے روٹی لانے کیلئے جا رہے تھے راستہ میں ہی ملاقات ہوئی خیریت دریافت فرمائی اور کھانے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو ہمارا جواب نفی میں تھا۔ تو حضرتؒ نے فرمایا اچھا اور کہا حجرہ میں چلے جاؤ میں نے حضرتؒ سے عرض کیا میں تنور سے روٹیاں لاتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ روٹیاں میں خود تنور سے لاتا ہوں آپ حجرہ میں چلے جائیں۔ ہم حجرہ میں چلے گئے آپ روٹی لائے ہمارے سامنے رکھ کر ساتھ بیٹھ کر تناول فرمایا۔ پانی وغیرہ سب کچھ خود لائے۔ میرے والد نے فرمایا بیٹے ایسے عالم بہت کم پیدا ہوتے ہیں ان کی خدمت ہی میں رہا کرو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ قومی اسمبلی کے ممبر تھے کیا دنیا میں کوئی ایسا مردِ مجاہد ہے جو اپنے غلام کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔

(ماہنامہ خلافت راشدہ مارچ ۲۰۰۳)

Marfat.com

خودداری :

جناب سردار محمد زمان صاحب بیان فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ آپ نے اسمبلی میں وفاقی وزیر مواصلات ممتاز علی بھٹو کو کچھ کام کرنے کے لئے کہا لیکن وہ پوری بات نہ سن سکے اور کسی ضروری میٹنگ مین چلے گئے۔ جب وہاں سے فارغ ہوئے تو مولانا کے دفتر میں فون کیا۔فون میں نے ہی سنا۔ حضرت سے کہا کہ وہ آپ سے ملاقات کے لئے آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ چٹائی پر ہی بیٹھے گا اور اس کے لئے کسی قسم کا اہتمام کرنے سے قاصر ہوں۔ ان سے کہو کہ کل انشاءاللہ العزیز اسمبلی میں بات ہوگی۔''

(خلافت راشدہ مارچ ۲۰۰۳)

بِکتے نہیں ہم فقیر لوگ :

''نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ راوی ہیں کہ میرے پاس ایک ریٹائرڈ تحصیلدار آئے۔ انگریز کے دورِ حکومت میں برطانیہ نے بڑے بڑے قائدین اور مخالفین کو خریدنے پر انہیں متعین کیا تھا۔ اس تحصیلدار کا بیان ہے کہ میں نے صوبہ سرحد کے تمام مخالفین کو پانچ ہزار اور دس ہزار میں انگریز کے حق میں خریدا اور انہوں نے انگریز دشمنی ختم کردی۔ لیکن اس پورے صوبے میں واحد شخص مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ تھے جن کیلئے خصوصیت کے ساتھ پچاس ہزار روپے دئے گئے۔ تاکہ کسی طرح یہ شخص انگریز دشمنی ترک کردے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ

Marfat.com

انگریز کے زمانے کا پچاس ہزار آج کے دور کے کم از کم پچیس لاکھ روپے کی خطیر رقم بنتی ہے۔ ریٹائرڈ تحصیلدار کے بقول اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اس مجاہد وقت کو خرید نہ سکا۔

(سوانح مولانا ہزارویؒ ص ۳۴۷)

حفظِ امانت کا حیرت انگیز واقعہ:

مولانا اسلام الدین صاحب مہتمم مدرسہ مظہر العلوم تورو ڈھیر تحصیل صوابی مردان نے بیان کیا ہے کہ

''جن دنوں کشمیری مہاجرین آئے ہوئے تھے۔ اور ان کے لئے بطورِ خاص امداد کپڑے اور لحاف وغیرہ دیے جاتے تھے تو ان دنوں مجھے لاہور جانے کا اتفاق ہوا اور میں جمعیت العلماء اسلام کے دفتر میں مقیم ہوا۔ ناظم دفتر نے ان لحافوں میں سے ایک لحاف بچھا دیا اور میں نے اپنا بستر ہ نہ کھولا۔ رات کو تقریباً گیارہ بجے مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ صاحب دفتر تشریف لائے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ منتظم نے دروازہ کھولا۔ مولانا اندر تشریف لائے وضو کیا اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ منتظم نے کشمیری مہاجرین کے چندے والے لحافوں میں سے ایک لحاف مولانا کیلئے بھی بچھا دیا۔ مولانا نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ یہ لحاف کس کا ہے؟ ناظم نے بتایا کہ مہاجرین کشمیر کی امداد کے لئے آئے ہوئے لحافوں میں سے ایک ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ لحاف کشمیریوں کی امانت ہیں۔ اور ان کا ذاتی استعمال امانت میں خیانت ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ لحاف اٹھوا دیا اور اپنی چادر ہی میں پاؤں سمیٹ کر ایک کونے میں لیٹ گئے۔

Marfat.com

مولانا کی یہ بات سن کر میں نے بھی وہ لحاف اٹھوا دیا اور اپنا بستر کھول کر بچھایا اور اپنا لحاف مولانا پر ڈال دیا۔ مولانا نے پھر پوچھا کہ یہ لحاف کس کا ہے؟ میں نے کہا حضور! یہ میرا ہے۔ تب مولانا خاموش ہوئے اور میں بھی سو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا مصلّے پر کھڑے نماز میں مصروف ہیں۔''

(سوانح ہزارویؒ ص ۲۲۶)

ایامِ بیض کے روزوں کا اہتمام:

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رئیس الجامعہ دار العلوم مدینہ بہاول پور فرماتے ہیں کہ:

''ہم محترم حضرت مولانا محمد شریف صاحب ہندوستان کے ساتھ سفر پر تھے اس ٹرین پر مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ بھی سفر کر رہے تھے۔ راستے میں علیک سلیک کے بعد کسی اسٹیشن پر اتر کر مولانا بہاولپوریؒ کچھ فروٹ خرید لائے اور حضرت ہزارویؒ کی خدمت میں پیش کیے۔ حضرتؒ نے فروٹ کھانے سے معذرت چاہی مگر مولانا بہاولپوریؒ جب بہت مُصر ہوئے تو فرمایا! یہ ایامِ بیض ہیں میں روزے سے ہوں۔ فروٹ رکھ لیجئے شام کو افطار کریں گے۔ اندازہ کیجئے کہ قوم کے قائد ہیں اور سفر پر ہیں لیکن صومِ بیض کی پابندی سے مزیّن ہیں۔ اس طرح کی شخصیات کو چراغ لے کر ڈھونڈیں تو بھی نہ مل سکیں گے۔

(تبصرہ نمبر ص ۴۵)

Marfat.com

حضرت امیر شریعتؒ سے بے تکلفی:

''مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ پیکرِ زہد وتقویٰ ہونے کے باوجود زاہد خشک نہ تھے ان کے ساتھ جو شخص بھی چند روز رہ جاتا وہ بخوبی جان جاتا کہ آپ فی الواقع باغ و بہار شخصیت کے مالک ہیں۔ لطائف بیان کرتے تو ساری محفل کشتِ زعفران معلوم ہوتی۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے آپ بڑے بے تکلف تھے۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری فرماتے ہیں :

''غالباً صفر ۱۳۶۵ھ، جنوری ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے۔ الیکشن ہی کا زمانہ تھا میں پنجاب سے فارغ ہوکر سرحد پہنچا۔ شاید کچھ انتخابات ہو چکے تھے۔ اور کچھ باقی تھے۔ مجھے پروگرام کے مطابق کئی جگہ تقریریں کرنی تھی۔ اسی سلسلے میں ہزارہ پہنچا۔ وہاں کانفرنس ختم ہوئی تو اکوڑہ خٹک پہنچے۔ بیت الخلاء کی ضرورت ہوئی تو میں نے پوچھا بھائی! پیشاب پاخانے کی کوئی جگہ ہے۔ تو مولانا غلام غوث کہنے لگے جہاں ہم گئے تھے وہیں کہیں آپ بھی بیٹھ جایئے۔ اب جو میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کھلا میدان ہے۔ اس میں کوئی دائیں سے آرہا ہے اور کوئی بائیں سے، کوئی آگے اور کوئی پیچھے سے۔ اب میں بیٹھوں تو کہاں؟ میں واپس آکر کمرے میں چُپ چاپ لیٹ گیا۔۔ اور وہیں یہ نظم لکھ دی۔ مجھے ''چمگاڈر کے مہمان'' کی ضرب المثل یاد آگئی کہ اس کے ہاں کوئی مہمان آگیا اسنے کہا کہ بھائی کہاں بیٹھیں اٹھیں دن کا وقت تھا اور دن کو چمگادڑ درختوں یا مکانوں میں الٹے لٹکے

Marfat.com

رہتے ہیں۔ اس نے وہیں سے جواب دیا بھائی جہاں ہم لٹکے ہوئے ہیں تم بھی وہیں لٹک جاؤ اور یہی قصہ مجھے اکوڑہ خٹک میں پیش آ گیا کہ جن کے مہمان تھے۔ انہوں نے بھی ''جہاں ہم لٹکے ہوئے ہیں تم بھی وہیں لٹک جاؤ'' کی قسم کا مشورہ دے دیا۔ یعنی جہاں وہ خود لٹکے ہوئے تھے ہمیں بھی لٹکانا چاہا۔''

''مولانا ہزارویؒ نے مجھے مشغول دیکھا تو باہر سے ہی بول اٹھے کہ آپ کہیں نظم تو نہیں لکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں لکھ تو رہا ہوں۔ کہنے لگے سنایئے۔ میں نے پڑھی تو کہنے لگے یہ لوگوں کو مت سنایئے گا۔ میں نے کہا اچھا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ جب سب اکھٹے ہو گئے تو میں نے چپکے سے کاغذ نکال کر نظم پڑھنی شروع کر دی۔ بس پھر جو حال ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔

وہ نظم یہ ہے:

حضرت ہزارویؒ سے امیرِ شریعت کا منظوم مزاحیہ کلام:

ہری پور ہزارہ کے جلسہ کے بعد
یہ آرڈر ملا جیشِ احرار کو
کہ جانا ہے تم کو اکوڑہ خٹک

یہ فرمان سنتے ہی سب سُرخپوش
باندازِ خاص و بخوشی و خروش
روانہ ہوئے سوئے رودِ اٹک

ہوئی شام اور سُرخپوش آ گئے
اٹک پر برنگ شفق چھا گئے

Marfat.com

دیئے سب نے بکس اور بستر ٹپک

کسی کو جو فطری تقاضہ ہوا

مؤدب وہ اس طرح گویا ہوا

کہ دوں اپنی بوری کو کس جا جھٹک

یہ فرمایا اٹھ کے اک خان نے

وہ اِک محترم اور ذیشان نے

بشانِ خصوصی قومِ خٹک

خو! تم نے سنا ہے وہ شپر کا بات

جو اس نے کہا اپنے میزبان سے

دکھا کر اپنی لٹک اور مٹک

یہاں ٹٹی مٹی کی حاجت نہیں

جہاں ہم لٹکتا ہے تو بھی لٹک

(سواطع الالہام ص۸۱تا۸۳)

حضرتِ غوث ہزارہ کے حکیمِ حاذق:

حضرت شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔

''انہی دنوں (یعنی صفر ۱۳۶۵ھ، جنوری ۱۹۴۶ء کی بات ہے (مجلس احرارِ اسلام پشاور) کے دفتر میں میں بخار سے پڑا ہوا تھا کہ اتنے میں حضرت ہزارویؒ آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا بخار ہے۔ کہنے لگے میرے پاس ''کرنجوہ'' بخار کی دوا ہے وہ کھا لیجئے ۔میں نے کہا کڑوا ہوگا تو کہنے لگے کہ بخار میں مفید ہوتا ہے۔ میں نے کہا دیجئے۔ میں نے ہتھیلی پر رکھ کر منہ میں ڈال لیا۔ اور اوپر سے

Marfat.com

پانی پی لیا۔ جب میں دوا کھا کر پانی پی چکا تو نہایت متانت سے کہنے لگے۔ آپ کو معلوم ہے اسے فارسی میں کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگے اس کا نام ہے ''خایۂ ابلیس'' اوراس پر ایک زور کا قہقہہ لگایا۔ میں نے کہا خدا کے بندے! یہی کرنا تھا تو کھانے سے پہلے بتادیا ہوتا۔تو فرماتے ہیں کہ بتا دیتا تو آپ کھاتے ہی کہاں؟ خیر! کوئی حرج نہیں چیز مفید ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ لے بھائی پٹھان چوٹ کر گیا۔ اگر اسکا جواب نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ خیر اس وقت تو میں نے بات ٹال دی۔ اور چپ ہو کر لیٹا رہا۔لیکن دھیان اسی طرف تھا کہ کچھ ہونا ضرور چاہئے۔

مولانا تو یہ کہہ کر ایک طرف ہٹ گئے اور باہر برآمدے والے کمرے میں جا کر لیٹ گئے اور میں نے کاپی پنسل جو میرے سرہانے رکھی تھی اٹھا کر ایک قطعہ لکھا۔ اب مولانا کو فکر ہوئی۔ کیونکہ وہ مجھے لکھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔تو وہیں سے گھبرا کر پوچھنے لگے کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ آپ کا قصیدہ لکھ رہا ہوں۔ مجھے ''کرنجوہ'' بخار کی دوا کھلا کر آپ نے اسے ''خایۂ ابلیس'' بتایا ہے تو آپ کی تعریف لکھی ہے۔ تا کہ بیماروں کو آپ کے علاج اور دواؤں کا پتہ چل جائے کہ آپ کیا کچھ کرتے اور کھلاتے رہتے ہیں۔ کہنے لگے اچھا سنائیے۔ میں نے قطعہ پڑھا۔ اب جو سنا تو لاحول ولاقوۃ پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے کہ کشتہ نہیں بلکہ سفوف تھا۔ میں نے کہا اچھا پہلے نہیں تھا تو اب کشتہ ہو گیا۔ اس پر بیچارے بہت پریشان ہوئے اور لوگوں کو سنانے سے روکتے رہے اور

Marfat.com

مجلس میں ایک تماشہ بنا رہا۔ وہ قطعہ یہ تھا ۔۔۔

حضرتِ غوث ہزارہ کے حکیمِ حاذق
جو کہ بیماروں سے کم فیس لیا کرتے ہیں
اب یہ معلوم ہوا کہ بخاروں میں حضور
کُشتۂ خایۂ ابلیس دیا کرتے ہیں

(سواطع الالہام ص۹۲)

خوش طبعی اور حاضر جوابی:

ایک مجلس میں امیرِ شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے لفظِ قرآنی "ترھبون" کا ترجمہ "ریکانے" سے کیا اور بطورِ مثال فرمایا کہ دو بھینسے جب لڑتے ہیں تو آپس میں سر تو جوڑ لیتے ہیں مگر کمزور بھینسا ریک جاتا ہے۔ وہ گو مقابل بھینسے کو دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے مگر پچھلی طرف سے اس کا گوبر بھی نکلتا ہے۔ مولانا ہزارویؒ نے فوراً کہا کہ "پتلا ہو کر" شاہ صاحب نے داد دیتے ہوئے فرمایا کہ واہ واہ سچ ہے کہ جائے استاذ خالی نیست۔

نکتہ آفرینی:

اللہ تعالیٰ نے مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کو ذہانت، نکتہ آفرینی اور فی البدیہ حاضر جوابی کی نعمت سے بطور خاص نوازا تھا۔ مخالف کے وار کو اپنی حاضر جوابی اور نکتہ آفرینی کے زور سے اس کی طرف پلٹا دینا حضرتؒ کی زندگی کا ایک سنہرا باب ہے۔ ذیل میں مختلف واقعات پیش خدمت ہیں۔

شیعہ مجتہد بھاگ نکلا:

"موضع کہنیاں میں ایک لکھنوی شیعہ مجتہد کے ساتھ

Marfat.com

حضرت ہزارویؒ کا مناظرہ ہوا۔ اس کا مفصل واقعہ یہ ہے کہ اس مجتہد کا طریقۂ واردات یہ تھا کہ وہ بڑی چرب زبانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؓ کے قربِ ایمانی اور خاندان کو کچھ ایسے لچھے دار الفاظ میں بیان کرتا تھا کہ گویا حضرتِ علیؓ ہی سب کچھ ہیں۔ دوسرا کوئی صحابی کچھ بھی نہیں۔ جب مولانا ہزارویؒ اس کے سامنے پہنچے تو اس سے جواب نہ بن پڑا۔

مولانا : حضرت علیؓ کا مزار مبارک کہاں ہے؟

مجتہد : نجفِ اشرف کوفہ میں۔

مولانا : جب حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب تھے تو پھر آپؓ کے مدینہ میں کیوں دفن نہ ہوئے۔ اور بقول تمہارے جو حضرت علیؓ کے معاذ اللہ دشمن تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہو گئے؟

مجتہد: یوں اس لئے ہوا کہ دو تین صحابیوں کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ (معاذ اللہ)

مولانا نے مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہوئے مجتہد سے پوچھا کہ ایک استاذ نے لاکھوں شاگردوں کو پورے تیئس (۲۳) برس لگا تار دن رات پوری جان فشانی سے تعلیم دی، لیکن جب تیئس برس بعد امتحان ہوا تو دو تین شاگردوں کو چھوڑ کر لاکھوں شاگرد (صحابہ) بالکل ہی نِل ہو گئے تو اس سے تعلیم دینے والے استاذ کی قابلیت ثابت ہوئی یا نالائقی۔ یہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت وتزکیہ پر سخت خوفناک اعتراض ہے۔ جب مولانا یہاں پہنچے تو وہ مجتہد لاجواب ہو کر بھاگ نکلا اور بحمدِ اللہ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔‘‘

(سوانح مولانا ہزارویؒ ص ۲۲۹)

Marfat.com

لفظِ ''مُلّا'' کا دفاع:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر فرماتے ہیں کہ

''ایک طبقہ کی طرف سے علماء کے بارے میں لفظِ مُلّا استعمال کیا گیا تھا۔ جس سے غالباً ان کا مقصد اس طبقہ کی توہین تھی۔ حضرت ہزارویؒ نے ترکی بہ ترکی اس کے مقابلے میں لفظ مسٹر کرنٹا استعمال کیا اور اخبارات میں یہ لفظ اس زور سے آناً فاناً ملک کے اطراف میں مشہور ہوا کہ مسٹر قسم کے لوگوں کو اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور جب اس کی تشریح و تفسیر کے لئے مولانا ہزارویؒ کی طرف رجوع کیا گیا تو مولانا مرحوم نے اپنے وسیع تجربہ اور ظرافت کے پیش نظر اس کو معمہ ہی رہنے دیا۔''

حاضر جوابی:

مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں:

''بعض اوقات بڑے عجیب انداز سے مخالفین پر چوٹ کرتے۔ لاہور برکت علی ہال میں علماء کا ایک اجتماع تھا اس میں دو مخالف جماعتوں کے سربراہوں کا تذکرہ ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو جھوٹا کہتے ہیں اور ہم اس میں دونوں کو سچا سمجھتے ہیں۔''

''ڈھاکہ میں علماء کا ایک عظیم اجتماع تھا اس میں ایک صاحب نے کہا کہ اپنی بصیرت اور سیاسی سمجھ بوجھ سے سوراخ کو بند

Marfat.com

کریں مولانا ہزارویؒ نے فی الفور فرمایا کہ مصیبت یہ ہے کہ سوراخ دو ہیں ایک نہیں اس پر وقت لگے گا۔" (تبصرہ نمبر ص ۱۷)

انگریز کا گرم خون:

"ایک مرتبہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بفہ میں تشریف لائے۔ مولانا ہزارویؒ گھر پر موجود نہیں تھے۔ حضرت نے آتے ہی فرمایا کہ انگریز کا گرم خون ضرورت ہے۔ گھر والے سوچوں میں گم تھے کہ انگریز کے خون سے کیا مراد ہے؟ اچانک مولانا ہزارویؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ فوراً گرم قہوہ تیار کیا جائے۔ انگریز کے گرم خون سے مراد قہوہ ہے۔"

وکیل نے فیس پہلے لی اور تیاری نہیں کی:

مولانا قاضی شمس الدین راوی ہیں کہ

"ایک دفعہ ایک مقدمہ جج نے شرعی فیصلے کیلئے حضرت ہزارویؒ کے پاس بھیج دیا اور حضرتؒ نے شرعی فیصلہ کر دیا۔ ہارے ہوئے فریق نے اس فیصلے کے خلاف بالائی عدالت میں اپیل کر دی اور ایک قابل وکیل بڑی فیس پر کر لیا۔ تاریخ مقدمہ پر اپنے فیصلے کی وضاحت کے لئے مولانا عدالت پہنچے تو اپیل کرنے والے شخص کے وکیل نے مولانا پر جرح کی۔ مولانا نے جرح کا جواب دے کر دو تین جرحیں وکیل صاحب پر کر دیں۔ مولانا کی جرحیں ایسی پر لطف اور شگفتہ تھی کہ کمرہ عدالت کشتِ زعفران بن گیا۔ مولانا کی دو تین الزامی اور ظریفانہ جرحوں کے نتیجے میں سٹ پٹا کر وکیل صاحب کی قانونی ترقی

Marfat.com

تمام ہوئی۔ جج صاحب نے پوچھا کہ آپ نے کچھ اور پوچھنا ہے؟ وکیل صاحب بولے جناب عالی! مجھے افسوس ہے کہ میں مقدمہ کی تیاری کر کے نہیں آیا۔ اس پر مولانا نے عدالت کو متوجہ کر کے یہ شعر پڑھا۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

فیس تو پہلے وصول کر لی مگر تیاری کیلئے بغیر ہی مقدمہ کو ٹرخانے آگئے۔ اس پر زبردست قہقہہ لگا اور جج نے کیس خارج کر دیا۔"

(تبصرہ نمبر ص ۲۴)

مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اخلاص اور صبر و قناعت کا پیکر تھے۔ حضرتؒ کا وصال کیا ہوا ایک عالم ایک موحد ایک مخلص ایک حق گو اس دنیا سے اٹھ گیا۔ وہ مردِ مجاہد، صدق وصفا کا پیکر، خودداری کا پاسبان اور مصائب میں صبر و شکر کا علم بردار اب کبھی واپس نہیں آئے گا۔

جان کر منجملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

Marfat.com

باب ۵

روحانی مقام، تزکیہ اور احسان وسلوک

تصوف وسلوک کی حقیقت:

قافلۂ دیوبند کے سرخیل قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تصوف و سلوک کے متعلق فرماتے ہیں:

" صوفیہ کا علم نام ہے ظاہر و باطن، علمِ دین اور قوتِ یقین کا اور یہی اصلی علم ہے۔ صوفیہ کی حالت اخلاق کو سنوارنا اور ہمیشہ خدا کی طرف لو لگائے رکھنا ہے۔ تصوف کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین ہونا اور اپنے ارادہ کا چھن جانا اور بندے کا حق تعالیٰ کی رضا میں بالکلیہ مصروف ہو جانا ہے۔ صوفیہ کے اخلاق وہی ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کا خُلق ہیں۔ حسبِ فرمانِ خداوند تعالیٰ "کہ بے شک تم بڑے خلق پر پیدا کئے گئے ہو" اور نیز جو کچھ احادیث میں آتا

Marfat.com

ہے اس پر عمل کرنا اخلاقِ صوفیہ میں داخل ہے۔ صوفیہ کے اخلاق کی تعریف اس طرح ہے اپنے آپ کو کمتر سمجھنا اور خلقت کی ایذاؤں کو برداشت کرنا، نرمی اور خوش خلقی کا معاملہ کرنا، غیظ وغضب کا چھوڑ دینا، ہمدردی اور دوسروں کو ترجیح دینا۔ مطلب یہ کہ مخلوق کو اپنے حظ نفسانی پر مقدم رکھا جائے۔ سخاوت کرنا، درگزر کا معاملہ کرنا، خندہ روئی اور بشاشت جسم وسہولت اور نرم پہلو رکھنا، تصنع اور تکلف کا چھوڑ دینا، خرچ کرنا بلا تنگی اور بغیر اتنی فراخی کے کہ احتیاج لاحق ہو، خدا پر بھروسہ رکھنا، تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرنا، بغض وکینہ اور حسد نہ رکھنا، جاہ وعزت کا خواہش مند نہ ہونا، وعدہ پورا کرنا، بردباری، دوراندیشی، بھائیوں کے ساتھ محبت وموافقت رکھنا اور اغیار سے علیحدہ رہنا، محسن کی شکرگزاری اور جاہ کا مسلمانوں کے لئے خرچ کرنا۔ صوفی اخلاق میں اپنا ظاہر وباطن مہذب بنالیتا ہے اور تصوف سارا ادب ہی کا نام ہے۔" (بحوالہ تذکرۃ الرشید، جلد ثانی، ص۱۲)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ارشاد:

ایک بار ایک طالبِ علم نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو تصوف وسلوک کی حقیقت جاننے کے بارے میں خط لکھا۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

"مقصودِ اصلی طریق سے رضا اور قربِ حق ہے اور جتنے امور کو ان میں دخل ہے وہ بقدر دخل کے مامور بہ ہیں اور درجہ دخل کا بتلانا صرف درجہ شارع کا ہے خواہ صراحتاً بتلائیں یا دلالۃً جس کا ظہور قیاس صحیح سے ہوتا ہے اور اسی جگہ سے کہا گیا ہے "القیاس مظہر لا مثبت"۔"

Marfat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا ارشاد:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اپنی تصنیف ''شریعت وطریقت'' میں تحریر فرماتے ہیں :

''طریقت دراصل اسی احسان کا نام ہے یا تحصیلِ صفتِ احسان کا طریقہ ہے۔اس کو تصوف وسلوک کہتے ہیں یا جو چاہے نام رکھ دیا جائے یہ سب تعبیرات ہیں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا ارشاد:

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''ایمان جب ترقی کرتا ہے تو اسلام ہوتا ہے اور وہی اسلام ترقی کر کے احسان بنتا ہے۔''

آگے فرماتے ہیں:

''شریعت جو ایمان واسلام کا مجموعہ ہے اس کی باقاعدہ اور متواتر مزاولت اور مشق سے احسان حاصل ہوتا ہے۔یہی طریقت ہے۔پھر اس پر دنیا میں کچھ ثمراتِ باطنہ ملتے ہیں،اس کو معرفت وعرفان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔''

معرفت واحسان کے حصول کیلئے ہمیں قدم قدم پر راہنمائی کی ضرورت ہے،ہم شیخ کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ہم شیخ کے ہوتے ہوئے ڈگمگا جاتے ہیں۔اگر شیخ نہ ہو تو پھر کیا حال ہوگا۔یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق حضرت امامِ لاہوریؒ فرمایا کرتے:

''دنیا والو! تم کہتے ہو بینا سارے،نابینا کوئی کوئی ، میں کہتا ہوں

Marfat.com

نابینا سارے، بینا کوئی کوئی"۔

یہ بات حضرت امامِ لاہوریؒ کے ملفوظات میں ہے۔ علم کو عمل میں لانا اصل چیز ہے اور یہ شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے آتا ہے۔ پھر مرید شیخ کی خدمت میں حاضر ہوگا تو شیخ اس کو اصلاح کا طریقہ بتائے گا۔

مرشد کی ہدایات پر عمل :

حضرت مجددالفِ ثانیؒ کی خدمت میں کسی مرید نے لکھا حضرت! جی چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت کروں مگر فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ صحبت اچھی چیز ہے لیکن جب عمل پیدا ہو۔ عمل پیدا نہ ہو تو چراغ کے پاس آنکھیں بند کر کے بیٹھنے والے کو روشنی کہاں نظر آئے گی۔ حضرت مجددؒ نے بڑا بہترین جواب دیا۔ ارشاد فرمایا......

جو با منی در یمنی نزد منی

چو بے منی نزد منی در یمنی

یعنی اگر تو میری ہدایات پر عمل کرتا ہے تو میرے پاس ہے اگرچہ یمن میں ہو اور اگر میری بات نہیں مانتا تو میرے پاس بیٹھا رہ کر بھی یہی سمجھ کہ تو یمن میں ہے۔

بیعت کا مقصد:

بیعت کا مقصد یہی ہے کہ مقامِ شہود حاصل ہو جائے۔ مقامِ شہود کا مطلب یہ ہے کہ تم خداوندِ قدوس کو اس طرح سمجھو کہ اسکا جلال اور جمال ہر وقت تمہارے سامنے جلوہ گر رہے۔ ہر مصیبت اور گناہ سے محفوظ رہو گے۔ اگر یہ مقام حاصل ہو جائے اور یقین بن جائے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو ہم گناہ کیونکر کریں۔

روحانیت کا اصل اور مطلوب:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو جو بظاہر

Marfat.com

سادہ طبیعت کے تھے، خلافت دے دی تو باقی مریدوں نے اعتراض کی شکل میں آپس میں بات چیت کی کہ ہم اتنی ریاضتیں اور اتنے مجاہدے کرتے ہیں، چلّے کاٹ کاٹ کر تھک گئے اور یہ رات دن حضرتؒ کے پاس بیٹھا رہتا ہے، کبھی پاؤں دباتا ہے، کبھی سر دباتا ہے تو حضرتؒ تک یہ اعتراض پہنچ گیا۔ حضرتؒ نے سمجھانے کے لئے ہر ایک مرید کو ایک ایک چھری اور ایک ایک مرغی دی اور فرمایا جاؤ ایسے مقام پر ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی تمہیں نہ دیکھ پائے اور جس کو حضرت نے خلافت دی تھی اسے بھی یہی فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد سارے مرید مرغی ذبح کر کے لائے۔ کسی نے کہا میں نے دیوار کے پیچھے ذبح کی ہے، کسی نے کہا کہ میں نے غسل خانے میں ذبح کی ہے۔

غرض چھپ چھپ کر سارے ذبح کر لائے مگر وہ سادہ لوح چھری اور مرغی زندہ واپس لائے۔ سب نے دل میں خیال کیا ہوگا کہ اسے کوئی جگہ نہیں ملی کہ جہاں مرغی ذبح کر کے لاتا۔ اسے حضرتؒ نے خلافت دی ہے، سب اپنی جگہ خوش تھے کہ ہم نے حضرتؒ کا حکم بجالایا ہے لیکن وہ سادہ لوح دل کی بینائی رکھنے والا سمجھ گیا کہ حضرتؒ نے جو فرمایا کہ جہاں دیکھنے والا کوئی نہ ہو اس میں بھی کوئی راز ہے۔ حضرتؒ نے مصنوعی خفگی کا اظہار کر کے فرمایا اللہ کے بندے تجھے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں پر دیکھنے والا کوئی نہ ہوتا۔ تو اس نے عرض کیا میں جہاں بھی گیا رب العالمین کی ذات کو حاضر پایا پھر میں کس طرح ذبح کرتا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جہاں دیکھنے والا کوئی نہ ہو اس لئے میں نے ذبح نہیں کی۔ حضرتؒ نے مریدوں کو فرمایا کچھ سمجھے ہو؟ اسے میں نے خلافت اس لئے دی کہ اسے مقامِ شہود مل چکا ہے جو روحانیت کا اصل اور مطلوب ہے۔

اگر ہم برصغیر پاک و ہند کی مسلم تاریخ پر نظر ڈالیں تو صوفیائے کرام، مشائخِ عظام اور اولیائے کرام کے ناموں سے بھری ہوئی نظر آئے گی اور حقیقت یہی ہے کہ برصغیر میں آج اہل ایمان کی جو اتنی بڑی تعداد نظر آتی ہے وہ انہی بزرگوں کے تسلسل کا

Marfat.com

ثمر ہے۔ حضرت معین الدین اجمیریؒ کے ہاتھ پر ایک روایت کے مطابق اسّی لاکھ آدمی مسلمان ہوئے۔ بزرگانِ دین کی خانقاہیں دراصل تبلیغِ دین کے مراکز تھے۔ مسلم دورِ حکومت کے بعد یہ مشائخ، صوفیہ اور عارفین کاملین ہی تھے جنہوں نے مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا دیا۔ جیسے حضرت شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، قاسم نانوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ، اشرف علی تھانویؒ، احمد علی لاہوریؒ، حضرت مدنیؒ اور مولانا زکریاؒ کا نام ہمیں اس فہرست میں سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے اس لئے کہ انہوں نے ہزاروں نہیں، لاکھوں انسانوں کے تزکیہ نفس اور روحانی تربیت کا اہتمام کر کے انسانیت سازی میں اہم کردار ادا کیا۔

دارالعلومِ دیوبند میں اساتذہ جب طالب علموں کو درسیات کا سبق پڑھاتے وہاں اس کے ساتھ ساتھ اخلاقیات کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ باطن کا اہتمام بھی کرتے۔ اس طرح طالب علموں میں ذوقِ تصوف کی نشو نما ہوتی رہتی۔ ہمارے حضرت ہزارویؒ بھی دیوبند کے فیض یافتہ تھے اور انہیں اکابرین دیوبند کی صحبت، معیت اور رفاقت میسر آئی۔ حضرتؒ کی سوانحِ حیات پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تصوف اور احسان و سلوک کے ایسے فطری جوہر ودیعت فرمائے تھے جن کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مجاز تھے:

جناب محمود احمد عارف صاحب لکھتے ہیں:

راقم سطور نے ایامِ گرما میں قیلولہ کے دوران ایک دفعہ خواب دیکھا "شیخِ مکرم حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی احقر کی دکان پر تشریف لائے ہیں۔ اس خواب کو دیکھے ابھی دو اڑھائی گھنٹے

Marfat.com

ہی گذرے تھے کہ حضرت مولانا غلام غوثؒ دکان پر تشریف لے آئے۔ میں نے حضرت مولانا مرحوم سے دریافت کیا! کیا جناب والا کو حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کی طرف سے خلافت و اجازت ہے۔ مولانا نے فرمایا! اس سوال سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت وخلافت آپ کو حاصل ہے تو اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ حضرت مولاناؒ نے فرمایا حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ سے مجھے خلافت و اجازت حاصل نہیں البتہ حکیم عبدالمجید سیفی صاحب مرحوم سے ہے جو خانقاہِ عالیہ سراجیہ سے وابستہ ہیں۔ اس پر میں نے حضرت مولاناؒ سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا۔

غیبی اشارہ :

جناب محمد اختر نعیم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خفیہ ایجنسی کے ملازم نے مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے متعلق کہا کہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات کے دنوں کی بات ہے میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں ان کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ موضع بٹل سے ہم مانسہرہ کی جانب آرہے تھے اس دوران کچھ فاصلہ ہمیں پیدل طے کرنا تھا کہ راہ چلتے ہوئے اچانک مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے جھاڑیوں میں آواز آرہی ہو کہ مولانا ہزارویؒ کامیاب ہو جائیں گے۔ مجھے شک ہوا کہ شاید کوئی شخص جھاڑیوں کے پیچھے موجود ہو لیکن میں نے وہاں دیکھا تو کوئی بھی نہ تھا۔ میں نے اسے ایک غیبی اشارہ جانا کہ مولاناؒ اب انتخابات میں ضرور کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں گے۔ پھر ایک بار انہوں نے اپنی کامیابی کے بارے میں میری رائے جاننی چاہی تو میں نے کہا مولانا صاحب جنگلی جھاڑیاں بھی آپ کی کامیابی کا مژدہ سنا رہی ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۰ فروری ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

غلام غوثؒ کو رقم کی ضرورت ہے:

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب جامع مسجد مانسہرہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا! ''احمد علی غلام غوث کو کچھ پیسوں کی ضرورت ہے۔'' جب حضرت لاہوری بیدار ہوئے تو ایک شخص کو کچھ پیسے دیکر مولانا غلام غوثؒ کی خدمت میں روانہ کیا اس شخص نے آ کر حضرت ہزارویؒ کو رقم دی اور واپس چلا گیا۔ چند دنوں بعد حضرت ہزارویؒ لاہور گئے اور حضرت امام لاہوریؒ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا مجھے تو رقم کی ضرورت نہ تھی آپ نے کیوں تکلیف فرمائی۔ حضرت لاہوریؒ نے فرمایا بھئی وہ تو مجھے نبی اکرم ﷺ نے خواب میں حکم دیا تھا۔ جس کو میں نے پورا کیا۔ یہ بات سن کر حضرت ہزارویؒ خاموش ہو گئے۔

سونا نہ بنانا :

حضرت ہزارویؒ ماہر حکیم بھی تھے وہ چاہتے تھے کہ سونا بنایا جائے لیکن اہلیہ نے خواب دیکھا کہ خواب میں کسی نے حضرت کی اہلیہ سے کہا غلام غوث کو کہہ دینا۔ سونا بنانے کی ضرورت نہیں ہے، کامیابی نہیں ہوگی۔ روزی کا مالک خداوندِ کریم خود ہے، وہی رزق دے گا۔ جب اہلیہ نے یہ خواب بیان کیا تو حضرت ہزارویؒ نے سونا بنانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ (بحوالہ ہفت روزہ جائزہ مانسہرہ ۴ مارچ ۱۹۸۶ء)

کیوں اب تسلی ہوگئی؟

جناب امین گیلانی صاحب رقم طراز ہیں:

Marfat.com

"میرے ایک عزیز دوست سید عبداللہ شاہ مظہر بفہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مولانا ہزارویؒ کی مودودی صاحب کے خلاف شدت کو میں ان کا ہم خیال ہونے کے باوجود اچھا نہ سمجھتا تھا کہ واشگاف الفاظ میں برسرِ عام اتنی سختی سے پراپیگنڈہ کیا جائے۔ میں نے دبے لہجے میں عرض کیا کہ مولانا یہ ٹھیک ہے کہ مودودی صاحب کا قلم بے راہ رو ہے۔لیکن آپ کچھ نرمی سے احتجاج کیا کریں۔ مولانا نے جواب میں فرمایا وہ اسی قابل ہے۔ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔ اسی رات خواب میں سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی۔ فرمایا غلام غوث ٹھیک کر رہا ہے۔ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے چاہا کہ مولانا کو اپنا خواب بتادوں۔ ابھی ان کی طرف رجوع ہی ہوا تھا کہ مولانا بول پڑے۔ کیوں اب تسلی ہوگئی۔ میں مزید حیران ہوا کہ انہیں خواب کا بھی پتا چل گیا۔ اللہ اکبر۔"

(سوانحِ مولانا ہزارویؒ ص ۴۲۸)

پیش گوئیاں جو حرف بہ حرف پوری ہوئیں:

حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب بیان فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا بے حد درویش اور صائب الرائے تھے جو بات فرماتے مستقبل میں ہو بہو صحیح صادق ثابت ہو جاتی۔"

الف: ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں "صالحین" نے اشتہار بازی کا طوفان اٹھا رکھا تھا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ یہ لوگ کاغذی گھوڑے تو بہت دوڑا رہے ہیں لیکن ان کو پورے ملک میں چار سیٹوں سے زیادہ نہ ملیں گی۔ مبینہ طور پر سات کروڑ روپے خرچ کرنے کے باوجود پورے ملک سے بمشکل ہی چار سیٹیں ان لوگوں کو ملیں۔

Marfat.com

ب: اسی الیکشن میں ڈیرہ اسماعیل خان کی سیٹ سے مفتی محمود صاحبؒ کے مقابلے میں اس وقت کی پاکستان کی مقبول ترین شخصیت ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) بھی کھڑے ہوگئے۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر مسٹر بھٹو جیت گئے تو میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ جب انتخاب کا نتیجہ سامنے آیا تو جناب مفتی صاحب بھاری اکثریت سے جیتے ہوئے تھے۔

ج: جیسا کہ گزرا ہے حویلیاں میں مودودیوں نے مولانا پر خوفناک قاتلانہ حملہ کیا جس میں مولانا اور ان کے ساتھ مولوی مسعود الرحمٰن صاحب بال بال بچ گئے اس کے بعد ایک جلسہ عام میں مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ:-

ان لوگوں کا سربراہ مجھ سے عمر میں دس برس چھوٹا ہے پھر اسے میری زندگی سے خاص دشمنی اور میری موت کی بڑی تمنا ہے مگر مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں اس کی زندگی میں نہیں مروں گا بلکہ وہ میری زندگی میں مرے گا اور امریکہ میں مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مودودی صاحب امریکہ میں ۷۹/۹/۲۰ کو چل بسے۔ اس طرح مودودی صاحب سولہ مہینے گیارہ دن مولانا سے پہلے فوت ہوئے۔

فراستِ ایمانی :

۱۹۵۴ء کے آخر کی بات ہے گورنر جنرل غلام محمد اور وزیر داخلہ سکندر مرزا دیوال شریف جانے کے لئے لکھنؤ کے ہوائی اڈہ پر اترے۔ مرزا سکندر اس وقت پاکستان کے مرد آہن کہلاتے تھے اور ملک میں اسلامی دستور کے نفاذ کا مطالبہ زور وشور سے جاری تھا۔ اخباری نمائندوں نے اسلامی نظام کے بارے میں سوال کیا تو سکندر مرزا نے کہا کہ یہ ہندوستان سے گئے ہوئے مولویوں کی اودھم ہے میں ان کو چاندی کی کشتی میں بٹھا کر یہیں بھیج دوں گا۔ یہ بیان اکثر اخبارات میں شائع ہوا۔ اتفاق سے

Marfat.com

مولانا ہزاروی سکھر میں ایک کانفرنس کے سلسلے میں جارہے تھے۔رات کو سکھر میں ایک بہت بڑی کانفرنس میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے سکندر مرزا کو للکارا اور فرمایا کہ

''سکندر مرزا! تم کہتے ہو کہ علماء کو چاندی کی کشتی میں سوار کر کے سمندر پار بھیج دوں گا۔یاد رکھو! تم علماء کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔البتہ تمہارے لئے جہاز تیار ہو چکا ہے۔تمہیں اس ملک میں دو گز کا ٹکڑا بھی میسر نہ آئے گا۔بلکہ وقت آئے گا تمہاری لاش کو زمین سے نکال کر پھینک دیا جائیگا۔حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''مَنْ عَادَ لی ولیاً فقد اٰذنته بالحربِ'' ''جو میرے دوست سے دشمنی رکھے میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے۔''

اب قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ سکندر مرزا کو ۱۹۵۸ء میں جنرل ایوب نے اسی آن بان سے لندن بھیج دیا اور اقتدار پر قبضہ کرلیا۔سکندر مرزا صاحب لندن میں ایک ہوٹل کے منیجر رہے اور مرنے کے بعد ان کی لاش ایران میں لا کر شاہ رضا پہلوی نے دفن کرائی۔جب خمینی برسر اقتدار آیا تو ایرانی رضا کاروں نے سکندر مرزا کی لاش نکلوا کر جلا دی۔اور اس کی لاش سمندر میں بہادی۔یہ مولانا کی فراستِ ایمانی تھی۔جو پیشگوئی کی تھی وہ حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔

صوفی باصفا:

حضرت ہزارویؒ نے کندیاں شریف کے حضرت مولانا عبداللہؒ اور قطبِ زمان حضرت امام احمد علی لاہوریؒ سے بھی فیض حاصل کیا۔حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر میں ضرور شریک ہوتے۔مجلس ذکر کے علاوہ حضرت لاہوریؒ سے وظائف اور

Marfat.com

اسباق کی باتیں کرتے۔ مختلف چیزیں پڑھنے کی خاطر حضرتؒ سے رابطہ کرتے۔ سفرو حضر میں ذکر وشغل میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کی صوفیانہ گفتگو سے عجیب روحانی سرور نصیب ہوتا تھا۔ سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے اکثر لوگ آپ کو صرف سیاسی لیڈر ہی سمجھتے رہے۔ تصوف حقیقی کا مزہ چکھنے والا یا تصوف کی کتابوں کو عمیق نظر سے پڑھنے والا جس نے تھوڑے وقت کے لئے ہی حضرت ہزارویؒ کی مجلس دیکھی ہو وہ اس بات کا اعتراف کرے گا کہ آپ ایک عظیم صوفی تھے۔ باجماعت نماز کا اہتمام، نوافل اور ذکر سے شغف، ساتھیوں سے شفقت ومحبت اور متعلقین کی تربیت کی تڑپ سے انکی زندگی عبارت تھی۔

شانِ قلندرانہ:

مولانا ہزارویؒ کا ایک خصوصی وصف ان کی بلند نظری، زہد واستغناء اور انکی قلندرانہ شان تھی۔ اس طویل عمر میں انہیں طوفان وحوادث کے بے شمار مدوجزر دیکھنے پڑے۔ زمانے کے نشیب وفراز کے نامعلوم کتنے تجربات ان کو ہوئے۔ عسر ویسر کی خدا معلوم کیسی کیسی حالتیں ان پر گذریں اور نوہ ہائے زندہ باد ومردہ باد کے کیسے کیسے تماشے دیکھنے کا انہیں اتفاق ہوا لیکن ان کی وضع وروش میں کبھی تغیر نہیں آیا اور وہ ہر حالت میں اپنی وضع پر قائم رہے۔ وہ مخلوق کی داد وتحسین یا مذمت ونکوہش دونوں سے بالاتر تھے۔ عام لوگ انہیں ایک عالم، ایک خطیب، ایک مجاھد اور ایک سیاسی ودینی رہنما کی حیثیت سے جانتے پہچانتے تھے مگر ان کے باطن کا سوز وگداز، تعلق مع اللہ اور غیر اللہ سے استغناء ہمیشہ ان کے سینے کا راز رہا۔ بہت کم لوگوں کو محسوس ہوسکا کہ وہ محض سیاسی لیڈر نہیں عابدِ شب زندہ دار بھی ہیں۔ اس قلندرانہ شان کا ایک مظہر یہ بھی تھا کہ حضرت ہزارویؒ کو مخدومیت سے چڑ تھی۔ وہ ہمیشہ خادم کی حیثیت سے رہنا پسند فرماتے تھے کبھی

Marfat.com

مخدوم بننا گوارا نہ فرماتے تھے۔ حضرت ہزارویؒ کے زہد وتقویٰ، خشیت، انابت اور عبدیت وتعلق مع اللہ وغیرہ اوصاف وکمالات جن تک ہم ایسے کوتاہ بینوں کی نظر پہنچ سکتی ہے وہ بھی اس قدر ہیں کہ انکی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہئے اور بہت سے کمالات تو ہم ایسوں کی فکری پرواز سے بھی بالاتر ہیں۔

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز خرام نیست
بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست

Marfat.com

باب نمبر ۶

اوراد و وظائف، معمولات اور افادات

بندوں کے مقام میں سب سے بلند مقام عبادت و انابت الی اللہ کا ہے اور دعا عبادت کا مغز، جوہر اور مظہر ہے۔ اسباب کی دنیا میں انسان کو مختلف احوال سے سابقہ پڑتا ہے، کبھی صحت، کبھی بیماری، کبھی فراخی، کبھی تنگی، کبھی رنج اور کبھی خوشی، کبھی عزت، کبھی ذلت، کبھی خوف، کبھی امن، کبھی فتح اور کبھی شکست ...... الغرض ہر حالت میں انسان اسباب و وسائل کی جستجو کرتا ہے۔ مگر جب اسباب سے تہی دست ہو کر مایوسی کے عالم میں پہنچتا ہے تو بے ساختہ اس کے ہاتھ دعا کے لئے اُٹھ جاتے ہیں ...... کیونکہ ....

ہر چیز ہے سبب، مسبب سے مانگو
منت سے سماجت سے ادب سے مانگو
کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو
بندے ہو اگر ربّ کے تو ربّ سے مانگو

Marfat.com

دورِ حاضر میں بہت سی باتوں کی طرح دُعا کے سلسلہ میں بھی افراط وتفریط کا دور دورہ ہے اور توسط و اعتدال کی راہ بالعموم مفقود ہے۔ایک طرف ہمارے کچھ (بزعم خود) روشن خیال افراد کے یہاں دعا کی ضرورت واہمیت کا سرے سے انکار ہے اور وہ (ڈنکے کی چوٹ) دیدہ دلیری سے یوں کہنے میں کوئی حجاب وحیا نہیں رکھتے کہ ''جی دعاؤں سے کیا ہوتا ہے' دعا میں کیا رکھا ہے، جو کچھ ہوتا ہے عمل ومحنت سے ہی ہوتا ہے'' اور اس کے بالکل برعکس کچھ عقل وخرد کے کورے اور جہالت کے مارے فکر وعمل کی پونجی سے تہی دست ہو کر ہر زندہ ومردہ، ہر شجر وحجر کو حاجت روا اور مشکل کشا مان کر شرک جیسے عظیم گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ایسی صورت میں توسط واعتدال کی راہ پر چلتے ہوئے دُعا کی صحیح پوزیشن وحقیقت واضح کرنا اور زندگی کے ہر شعبے اور ہر حالت سے متعلق قرآن وحدیث کی صحیح دعاؤں کو باحوالہ پیش کرنا بنیادی دینی ضرورت ہے۔

ربِّ ذوالجلال ہر کسی کی دُعا سنتا اور قبول فرماتا ہے، مگر جو دعائیں محمدِ عربی ﷺ نے ارشاد فرمائیں اور اُمت کو ان کی تعلیم فرمائی، وہ دعائیں اللہ کو زیادہ پسند اور پیاری ہیں۔اُمتِ محمدیہ کو محمدِ عربی ﷺ کے ذریعہ روحانی دولتوں کے جو عظیم خزانے ملے، اُن میں سب سے بیش قیمت خزانہ اُن دعاؤں کا ہے، جو مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ سے خود آپ ﷺ نے کیں یا اُمت کو ان کو تلقین فرمائی۔

مجھ گناہ گار کا طریقہ بھی یہ ہے کہ جب کبھی عوام وخواص کی کسی مجلس میں گفتگو یا تقریر کا موقع ملتا ہے، تو آپ ﷺ کی کچھ دعائیں ضرور سناتا ہوں۔اور تجربہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ کی منقول دعاؤں سے زیادہ متاثر اور خوش ہوتے ہیں۔حدیث کے ذخیرے میں آپ ﷺ کی جو سینکڑوں دعائیں محفوظ ہیں، ان میں اگر تفکر کیا جائے تو واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر دعا معرفتِ الٰہی کا شاہکار اور آپ کے کمال روحانی کا مستقل برہان ہے۔علاوہ ازیں جو دعائیں آپ ﷺ سے منقول

Marfat.com

ہیں ، ان کی استجابت وقبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے زیادہ راضی اور خوش ہوتے ہیں جو محمدِ عربی ﷺ کے ارشاد فرمودہ الفاظ وکلمات میں اپنی حاجت اس کی بارگاہِ قدس میں پیش کرے ....

جو مانگنے کا طریقہ ہے اُس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ محمدِ عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہت حیادار ہے، جب بندہ دعا کے آداب وشرائط اور پختہ یقین کے ساتھ اس کی جانب ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ انہیں خالی ہاتھ واپس کرنے سے حیا کرتا ہے۔ مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی والدہ محترمہ نے دعا اور التجا کو اپنے شاعرانہ خیالات میں یوں پیش کیا ہے ....

جو مانگا ہے' جو مانگیں گے' خدا سے ہم وہی لیں گے
مچل جائیں گے' روئیں گے' کہیں گے' ہم یہیں لیں گے
نہیں دشوار کچھ تجھ کو' جو تو چاہے ابھی دیدے
کہ ہم محتاج تیرے ہیں' جو تو دے گا وہی لیں گے
نہیں گو ہم کسی قابل 'مگر تیری عنایت ہے
جو تیری شان کے لائق ہے' ہم تجھ سے وہی لیں گے
کیا تو نے طلب ہم کو' اٹھیں گے ہم نہ اس در سے
نہ جائیں گے نہ جائیں گے' ابھی لیں گے وہی لیں گے

ہر زمانے میں علماءِ کرام نے محمدِ عربی ﷺ کی تعلیم وارشاد فرمودہ دعاؤں کو جمع کرنے کا اہتمام کیا اور اس سلسلہ میں بعض بڑے عمدہ اور مؤثر وقیع مجموعے تالیف فرمائے ،مگر مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے جس خاص انداز میں قرآن وحدیث کی ان

Marfat.com

دعاؤں کو جمع فرمایا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

احقر کے خیال میں مجاہدِ ملت حضرت ہزاروی مرحوم کی اس سعی بلیغ سے جہاں ہمیں قرآنِ کریم اور محمدِ عربی ﷺ کی نفیس و مقدس دعاؤں کا ایک بہترین و مستند مجموعہ مہیا ہوگیا، جس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق قرآن و سنت کی عمدہ و پاکیزہ دعائیں موجود ہیں، وہاں مرحوم کی یہ کاوش ان کے ایصالِ ثواب اور ترقی درجات کے لئے بھی ان شاء اللہ نافع ہوگی۔ ذیل میں حضرت ہزارویؒ کی مرتب فرمودہ دعائیں نذرِ قارئین ہیں۔ جنہیں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم نے حضرتؒ کے حینِ حیات شائع فرمایا اور آغاز میں جامع مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔

۱) غموں اور مصیبتوں سے نجات کا سریع التاثیر وظیفہ :

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ''۔ (الانبیاء:۸۷) ترجمہ:- آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ سب بُری باتوں اور حدوث و امکان سے پاک ہیں، میں یقیناً ظالم تھا یا ظالموں میں سے تھا۔

پڑھنے کا طریقہ ! باوضو ہو کر عشاء کی نماز کے بعد تاریکی میں علیحدہ قبلہ رو بیٹھے، پھر اوّل آخر ایک بار کوئی سا درود شریف پڑھے اور مٹی کے ایک برتن میں پانی ڈال کر اپنے پاس رکھے اور بار بار ہاتھ اس پیالہ میں بھگو کر اپنے منہ پر ملے اور دل میں اپنی حاجات اور غم کی نیت ہو تو اکتالیس دن پورے نہ ہونے پائیں گے کہ اس کی مراد انشاء اللہ پوری ہو جائے گی اور قرآن پڑھنے کا ثواب اس کے سوا ہوگا۔

ایک صحابی نے پوچھا کہ کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے یا مومنین کے لئے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عام ہے اور آیتِ کریمہ کی طرف متوجہ کیا وَ کَذٰلِکَ نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ. (الانبیآء : ۸۸) کہ اس طرح ہم سب

Marfat.com

ایمان والوں کو نجات دیں گے۔ (امام احمدؒ نے اس کی روایت کی)

۲) وسعتِ رزق کی دُعا :

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ، اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۔ (طلاق:۳) یہ قرآنی عمل ہے، فجر کی نماز کے بعد اوّل آخر درود شریف پڑھ کر اس کو پڑھا کرے۔ بعضوں نے تین سو بار پڑھنا لکھا ہے۔

۳) قرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کا وظیفہ :

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ۔ (ترجمہ) "اے اللہ کافی ہو جا میرے لئے اپنے حلال کے ذریعے اپنے حرام سے اور مجھے غنی کر دے اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے"۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات سکھائے اور بعد میں فرمایا کہ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کی راہ نکال دے گا بہتر یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد یہ وظیفہ عاجزی سے پانچ سو بار پڑھے، ان شاء اللہ جلد ہی قرضہ ادا ہو جائے گا۔

۴) سختی اور گھبراہٹ دور کرنے کی دُعا :

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ خندق کے دن ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ گھبراہٹ کی وجہ سے ہمارے دل گلے تک پہنچ گئے ہیں، اس کے لئے کوئی دُعا بتائیں، جس کو پڑھیں۔ آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل

Marfat.com

دُعا بیان فرمائی :

''اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا ''۔(اے اللہ ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال دے اور ہماری گھبراہٹوں کو امن عطا کردے)

اس دُعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور دشمنوں کے منہ پھیر دیئے۔

۵) جسم کے ہر درد کی دُعا :

امامِ مسلم اور امامِ بخاری اور امامِ مالکؒ نے روایت کی ہے اور یہ مجرب عمل ہے۔ جہاں درد ہو وہاں دایاں ہاتھ رکھ کر تین بار بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھے اور سات بار اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَ قُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ پڑھے۔ اس کے بعد سورۂ فلق اور سورۂ ناس پوری پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔ مجرب ہے۔

۶) ہر آفت سے بچنے کی دعا :

نزول الابرار میں یہ دعا مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت کے سِوا اس کے پڑھنے والا اپنے اہل وعیال میں کوئی آفت نہ دیکھے گا۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔(جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، وہی ہوتا ہے کسی میں کوئی قوت وطاقت اللہ کے سِوا نہیں ہے)

اس کو میں بطور تعویذ نظر بد کے لئے لکھتا ہوں، مگر شرط یہ ہے کہ کوئی نقطہ نہ ہو اور نہ کوئی حرف دوسرے کو کاٹے، پھر دائیں کو بائیں پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر لپیٹ دے اور پاک کپڑے یا چمڑے میں لپیٹ کر گلے یا بازو پر باندھے، لیکن لکھ کر اس کو ایک سادہ کاغذ میں لپیٹ دے کہ بے وضو ہاتھ نہ لگے۔ اس لئے کہ یہ قرآنِ پاک کی آیت ہے۔ میں اس کی اجازت سب کو دیتا ہوں۔

Marfat.com

۷) نظرِ بد کی دُعا :

بخاری شریف میں ہے: ''اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ عَنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَ مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ'' (میں تجھے پناہ میں دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے ساتھ ہر شیطان کی بدی سے اور ہر موذی جانور کے شر سے اور آنکھ کے لگنے کے شر سے)

مناسب ہے کہ جس کو نظر لگی ہو، اس دُعا کو چند بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے بیمار کے منہ پر چھینٹیں دیں۔

۸) نیند میں ڈرنے کی دُعا :

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی تم میں سے نیند میں ڈرے، تو یہ دُعا پڑھے : ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ وَ شَرِّ عِبَادِہٖ وَ عَنْ ھَمَزَاتِ الشَّیْطٰنِ وَ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ ''(میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ شیطان میرے پاس آئیں)

یہ دُعا چند دفعہ پڑھ کر سینہ پر پھونک دیں اور اگر بچہ ہو تو اس کے بدن پر دم کر دیں۔ تین دن تک صبح و شام کریں۔

۹) صبح و شام کی دعا :

ترمذی، ابوداؤد اور ابنِ حبانؒ وغیرہ نے روایت نقل کی ہے، سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا : ''مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَ مَسَاءِ کُلِّ لَیْلَۃٍ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَا یَضُرُّہٗ شَیْءٌ''۔

Marfat.com

''جو بندہ بھی ہر روز صبح کو اور ہر رات شام کو یہ دعا تین بار پڑھے، اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ دعا یہ ہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم''۔

اس روایت کو حضرت ابان بن عثمان نے نقل کیا ہے جن کو ایک طرف فالج ہو گیا تھا تو ایک شخص نے حضرت ابان سے یہ حدیث سُنی تھی، ان کو دیکھنے لگا۔ مطلب یہ تھا کہ دعا بتانے والا خود کیوں اس مرض میں مبتلا ہو گیا؟ حضرت ابان نے فرمایا ''کیا دیکھتا ہے۔ حدیث جو میں نے نقل کی ہے، اسی طرح صحیح ہے، لیکن میں جس دن بیمار ہو رہا تھا، اس دن یہ دُعا پڑھنی بھول گیا تھا۔ (تو خدا کا کرنا پورا ہو گیا)

۱۰) دُعائے حاجت :

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا: جس کسی کو خدا سے کسی آدمی سے کوئی حاجت ہو تو عاجزی سے یہ دعا پڑھے، مگر پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے، پھر اللہ کی تعریف کرے اور حضور ﷺ پر درود بھیجے، پھر یہ دُعا عاجزی اور اخلاص سے پڑھے :

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَ لَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ''۔

''کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو حلیم و کریم ہے پاک ہے عرش عظیم کا مالک اور ساری تعـ اللہ کے لئے ہے جو ربّ العٰلمین ہے۔ میں آپ سے ان باتوں کا سوال کرتا ہوں جو آپ کی رحمت کا سبب بنیں اور جن سے آپ کی بخشش یقینی ہو

Marfat.com

اور مانگتا ہوں میں غنیمت ہر نیکی کی اور سلامتی ہر گناہ سے میرا کوئی گناہ نہ چھوڑ جو آپ بخش نہ دیں، نہ کوئی غم جو آپ دور نہ کردیں نہ کوئی حاجت جو تیری رضا کے مطابق ہو، مگر اس کو پورا کردیں اے ارحم الراحمین۔

۱۱) ابو مغلق انصاریؒ کی دعا اور اس کا اثر :

علامہ ابن قیمؒ نے "الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی" میں تحریر کیا ہے کہ ابو مغلق انصاریؒ جو متقی اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور صفتوں پر کامل یقین رکھنے والے تھے، ایک بار وہ مال تجارت لے کر سفر پر روانہ ہوئے، راستہ میں ایک ڈاکو ملا، اس نے ان سے سارا مال لے لیا، پھر قتل کرنے پر آمادہ ہوا۔ حضرت انصاریؒ نے بہت کہا کہ مال لے لو، مگر مجھے قتل نہ کرو، لیکن وہ نہ مانا۔ پھر انہوں نے چار رکعت نماز کی اجازت طلب کی جو اس نے منظور کرلی۔ انہوں نے بڑے خلوص او رعاجزی سے نماز پڑھی اور آخری سجدے میں یہ دعا کی جس پر آپ غور کریں کہ دنیا میں آپ نے آخری نماز سمجھ کر کس عاجزی اور خلوص سے پڑھی ہوگی۔ دعا یہ ہے:

"یَا وَدُوْدُ یَا ذَالْعَرْشِ الْمَجِیْدُ یَا فَعَّالُ لِّمَا یُرِیْدُ ، اَسْئَلُکَ بِعِزَّتِکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ وَ بِمُلْکِکَ الَّذِیْ لَا یُضَامُ وَ بِنُوْرِکَ الَّذِیْ مَلَاءَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ اَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ یَا مُغِیْثُ اغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ"۔

"اے محبت کرنے والے اے بڑے عرش کے مالک اے اپنے ارادے کو کر ڈالنے والے میں آپ کو تیری عزت و غلبے کا واسطہ دیتا ہوں، جس کا کوئی ارادہ نہیں کرسکتا اور تیری اس بادشاہی کا واسطہ دیتا ہوں جس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اور تیرے نور کے واسطے سے دعا کرتا ہوں جس نے آپ کے عرش کے پائے بھر دیئے ہیں کہ تو کافی ہوجا میرے لئے اس ڈاکو کے شر سے اے فریاد رس میری فریاد سن لے، اے فریاد رس

Marfat.com

میری فریاد سن لے اے فریاد رس میری فریاد سن لے"۔

جب ابو مغلق سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے کہ اچانک ایک سوار آیا اور نیزے سے اس ڈاکو کا کام تمام کر دیا، پھر ابو مغلق کو کہا سجدے سے سر اٹھالو۔ ابو مغلق نے پوچھا کہ آپ کون ہیں، انہوں نے کہا میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں، جب آپ نے دعا کی تو میں نے آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز سنی، جب آپ نے دوسری دفعہ یا مغیث اغثنی کہا فرشتوں میں ہل چل پڑ گئی، جب آپ نے تیسری بار کہا تو مجھے حکم ملا میں نے فوراً پہنچ کر اس کا کام تمام کر دیا۔

۱۲) دشمنوں اور آسیب سے حفاظت کی عجیب دعا :

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ مولانا وارث حسنؒ کو یہ دُعا "حزب الاکبر"، "سیف قاطع" خاص طور سے سیدنا امام العارفین حضرت امام زین العابدینؒ سے پہنچی ہے۔ اس دُعا کو پڑھنے والا ان شاء اللہ کبھی ضرر نہ اُٹھائے گا، چور رہزن سے اور آسیبی خلل سے محفوظ رہے گا۔ اعداء مغلوب ہوں گے اور خود غالب رہے گا، کوئی دشمن اسے کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ مِنَ اللّٰهِ اَصْبَحْتُ بِنُوْرِ وَجْهِ اللّٰهِ الْقَدِيْمِ الْكَامِلِ وَ تَحَصَّنْتُ بِحُصْنِ اللّٰهِ الْقَوِيِّ الشَّامِلِ وَ رَمَيْتُ مَنْ بَغٰى وَ ضَلَّ بِسَهْمِ اللّٰهِ وَ سَيْفِهِ الْقَاتِلِ. اَللّٰهُمَّ يَا غَالِبًا عَلٰى اَمْرِهٖ وَ قَائِمًا فَوْقَ خَلْقِهٖ وَ قَاهِرًا فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيَا حَائِلًا بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ حُلْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَ اَعْدَائِيْ وَ بَيْنَ مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ مِنْ عِبَادِكَ كُفَّ عَنِّيْ اَلْسِنَتَهُمْ وَاغْلُلْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَرْجُلَهُمْ وَاجْعَلْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ سَدًّا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اَغْشِ عَنِّيْ اَبْصَارَ النّٰاظِرِيْنَ حَتّٰى اَرِدَ الْمَوَارِدَ وَاغْشِ عَنِّي الْاَبْصَارَ حَتّٰى لَا اُبَالِيْ اَبْصَارَهُمْ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ. اِنَّ فِيْ

Marfat.com

ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ کَمَاءٍ اَنْزَلْنَاہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ ھَشِیْمًا تَذْرُوْہُ الرِّیَاحُ .
ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ . عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ . ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ . یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ اِذَا الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ . مَالِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ. عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ . فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ وَاللَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ . صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ . قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ . شَاھَتِ الْوُجُوْہُ . وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ . وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا . وَ عُمِیَتِ الْاَبْصَارُ وَ خُرِّسَتِ الْاَلْسِنُ وَ تُبَّتِ الْاَیْدِیْ وَ الْاَرْجُلُ مَنْ حَامِلِ کِتَابِیْ ھٰذَا وَذَلَّتِ الْاَعْنَاقُ لِعَظْمَۃِ الْخَلَّاقِ اِنْ نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خَاضِعِیْنَ خَیْرُھُمْ بَیْنَ اَعْیُنِھِمْ وَ شَرُّھُمْ تَحْتَ اَقْدَامِھِمْ وَلَاغَالِبَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَ الْقَادِرِ الْمُقْتَدِرِ الْقَوِیِّ الْقَاھِرِ الْکَافِیْ الْوَکِیْلِ . فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ . وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔

۱) صبح وشام کی قرآنی دعا :

جو شخص اس دعا کو صبح وشام پڑھے گا اس کے سارے کام پورے ہوں گے۔

”حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ “

(کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اُس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

۲) مسجد میں داخل ہونے کے وقت :

ترمذی ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے” بِسْمِ اللّٰہِ

Marfat.com

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" (اللہ تعالیٰ کے نام سے درود وسلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول پر اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

۳) مسجد سے نکلنے کے وقت :

یہ دُعا پڑھتے تھے : "بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ" (اللہ تعالیٰ کے نام سے اور درود وسلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول پر اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمایا اور میرے لئے اپنے فضل کے دواز ے کھول دے۔

۴) وضو کرتے وقت دعا :

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ وضو فرمارہے تھے، آپ یہ کلمات کہہ رہے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ" (نسائی)

(اے اللہ میری غلطیاں معاف کردے، میرے گھر میں فراخی عطا کر اور میرے رزق میں برکت ڈال)

حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا میں آپ ﷺ سے یہ کلمات سُن رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کلمات سے تمہیں کوئی چیز باہر نظر آئی ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دنیوی معاملات سے متعلق بھی یہ دعا مانگنی جائز ہے۔

۵) وضو سے فارغ ہوکر :

مسلم شریف نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا :

"مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ"۔ (تم میں جو بھی وضو کرے یہ دعا کہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ۔اس شخص کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو)

۶) بیتُ الخلاء میں داخل ہوتے وقت :

بخاری و مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے۔

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ"۔(کہ سرورِ عالم ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے ،فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ۔

خُبث خبیث کی جمع ہے اور خبائث خبیثہ کی جمع ہے، یعنی اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں کفر اور شرطانوں سے یا شیطان اور گناہوں سے۔اس میں بیت الخلاء کے اندر سانپ اور بچھو وغیرہ سے پناہ بھی آ گئی ہے۔

۷) بیتُ الخلاء سے فارغ ہوکر :

سننِ اربع نے اور دوسروں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے :

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ" ...... (کہ حضور ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو فرماتے "غُفْرَانَكَ"، یعنی اللہ! میں آپ سے معافی مانگتا ہوں)۔

Marfat.com

یا اس لئے کہ اتنی دیر میں زبانی ذکر اتنی مدت ترک ہوا تھا یا اس لئے کہ روزی دینے اس کے ہضم کرنے اور اس کے نکلنے کی آسانی کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا، جس کی معافی مانگی گئی ہے۔ بعض روایات میں ہے :

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ ''(شکر ہے اللہ کا جس نے مجھ سے یہ ناپاکی دور کر دی اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

مناسب ہے کہ دونوں دعائیں پڑھ لیں۔

۸) سوتے وقت کی دعا :

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے جب آپ بستر پر جاتے تو فرماتے :

''اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیَا ''(اے اللہ! میں آپ کے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں)

۹) جاگتے وقت کی دعا :

اسی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ اٹھتے تو یہ پڑھتے :

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْر ''(ساری تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم کو موت دے کر پھر زندہ کر دیا اور اسی کے پاس زندہ ہو کر پھر جانا ہے)

۱۰) سوتے وقت کے دیگر کلمات :.

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سرورِ عالم ﷺ کے ہاں تشریف لا کر چکی پیسنے سے اپنے ہاتھ کی تکلیف بیان کر کے ایک خادم چاہتی تھی، مگر آپ ﷺ نہ تھے تو یہ بات حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہہ کر چلی گئیں، جب آپ ﷺ تشریف لے آئے تو حضرت صدیقہؓ نے آپ ﷺ

Marfat.com

سے وہ بات فرمادی۔

حضرت ﷺ ہمارے ہاں تشریف لے آئے۔ ہم لیٹ چکے تھے، میں اُٹھنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ رہو، پھر ہمارے درمیان بیٹھ گئے، یہاں تک آپ ﷺ کے پاؤں کی ٹھنڈک میں نے سینے پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اَلا اَدُلُّکُمَا عَلٰی مَا ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِنْ خَادِمٍ اِذَا اَوَیْتُمَا اِلٰی فِرَاشِکُمَا وَ اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَکُمَا فَکَبِّرَا ثَلاثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ وَ سَبِّحَا ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ وَاحْمِدَا ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ وَ ھٰذَا خَیْرٌ لَّکُمَا مِنْ خَادِمٍ''۔

(کیا تم کو ایسی بات نہ بتادوں جو خادم سے بہتر ہو، جب سونے لگو ۳۳ بار سبحان اللہ پڑھ لیا کرو، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر۔ یہ خادم سے بہتر ہے۔ بعض روایات میں ایک کے لیے ۳۴ بار آیا ہے یہ بھی بخاری شریف کی روایت ہے)

تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا رَضِیْتُ عَنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَ عَنْ رَسُوْلِہٖ ﷺ کہ میں خدا اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔

یعنی آپ نے خادم دینے کے بجائے اُلٹے اور کچھ کام کرنے کا بوجھ ڈال دیا، مگر وہ بھی اسی پیغمبر کی بیٹی تھی، فوراً راضی ہوگئیں۔ ان سب کے ہاں دنیا سے آخرت کا مفاد مقدم تھا۔

۱۱) سوتے وقت کا ایک اور عمل:

بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ ہر رات کو جب بستر پر آتے تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اکٹھی کر کے ان میں پھونکنے کا ارادہ فرماتے پھر قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تینوں سورتیں پڑھ کر ان پر دم کر کے ان کو اپنے جسم مبارک پر پھیر دیتے۔ پہلے

Marfat.com

سر پر، منہ پر، پھر جو جسم سامنے ہوتا یا ہاتھ پہنچ سکتا، آپ ﷺ اس پر دونوں ہاتھ پھیر دیتے، اسی طرح تین بار کرتے۔ (او کما قال)

۱۲) آیت الکرسی پڑھنا :

حضرت ابو ہریرہؓ صدقہ کی کھجوروں کا رات کو پہرہ دے رہے تھے، ایک شخص آ کر چوری کرنے لگا، آپ نے پکڑ لیا۔ اس نے منت سماجت کر کے جان چھڑائی۔ سرورِ عالم ﷺ نے پوچھا کہ تم نے رات کو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے کہا اس کی باتوں، اس کی عاجزی اور ضرورت پر رحم کر کے چھوڑ دیا۔ جب تین رات ایسا ہی ہوا حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تم کو میں اب حضور ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں تم کو چند کلمات بتاتا ہوں، ان کو پڑھنے سے تم کو نفع ہوگا۔ اس نے کہا جب تو سونے لگے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، تو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک تمہارے قریب کوئی شیطان نہ آ سکے گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ کو سارا قصہ سُنایا آپ ﷺ نے فرمایا، اس نے تم کو سچ بتایا، مگر ہے وہ کذاب (او کما قال) (یہ جھوٹا شیطان تھا، مگر جان چھڑانے کے لئے سچی بات بتلا گیا) (بخاری شریف وغیرہ)

۱۳) کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر :

ترمذی اور طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا :

''مَنْ رَأَیٰ مُبْتَلِیً فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا لَمْ یُصِبْهُ ذٰلِکَ الْبَلَاءُ''۔

''جس نے کسی شخص کو مصیبت میں (یا مرض میں) مبتلا دیکھا پھر یہ دُعا پڑھی

Marfat.com

کہ ساری تعریفیں اس خدا تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے بچا رکھا ہے، جس میں تم کو مبتلا کیا اور مجھے اپنی بیشتر مخلوق پر فضیلت دی تو یہ مصیبت اس پر نہ آئے گی"

علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ یہ دعا آہستہ پڑھے کہ وہ مصیبت زدہ نہ سُن سکے تا کہ اس کو تکلیف نہ ہو۔

۱۴) آئینہ دیکھتے وقت :

ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت مسعودؓ سے روایت کی ہے :

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا نَظَرَ وَجْھَہٗ فِی الْمِرْاٰۃِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ "۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا چہرہ مبارک آئینے میں دیکھتے تو فرماتے، اے اللہ! آپ نے مجھے اچھا بنایا تو میرے اخلاق بھی اچھے کردے)

اور حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں :

وَحَرِّمْ وَجْھِیْ عَلَی النَّارِ کہ میرے چہرے کو آگ پر حرام کردے۔

۱۵) بازار میں جاتے وقت :

حضرت عمر بن خطابؓ سے امامِ ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا :

"مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر ٥ کتب اللّٰہ لہ اَلْفَ اَلْفَ حسنۃٍ وَ مَحَا عَنْہُ اَلْفَ اَلْفَ سَیِّئَۃٍ وَ رَفَعَ لَہٗ اَلْفَ اَلْفَ دَرَجَۃٍ."

"جو شخص بازار میں داخل ہو اور یہ پڑھے "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَا

Marfat.com

شَرِیکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر ،تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس لاکھ برائیاں مٹا دیتے ہیں اور دس لاکھ درجے بلند کرتے ہیں۔

روایت میں یہ لفظ بھی ہیں۔وَ بنی لہٗ بیتاً فی الجنۃِ (یعنی) اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔

۱۶) پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھنے کے وقت :

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے :

''کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَأیٰ مَایُحِبُّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ وَاِذَا رَأیٰ مَا یَکْرَہُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ''۔

''حضور ﷺ جب کوئی ایسی چیز دیکھتے ،جس کو پسند فرماتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰت اور جب وہ چیز دیکھتے جس کو ناپسند فرماتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

۱۷) چاند (ہلال) دیکھتے وقت :

ترمذی اور ابن حبانؒ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ جب چاند (ہلال) دیکھتے تو فرمایا کرتے :

''اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاَیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہ''۔ابن حبان نے یہ لفظ زائد کئے ہیں۔ (والاسلام کے بعد) وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی۔

''اے اللہ! اس مہینے کو ہم پر برکت ،ایمان ،سلامتی اور اسلام کے ساتھ گزار۔ میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔ابن حبان نے وَالْاِسْلَام کے بعد یہ الفاظ زائد کئے

Marfat.com

ہیں اور ساتھ توفیق کے اس کام کے لئے جس کو تو پسند کرے اور جس کے کرنے سے تو راضی ہو۔

۱۸) چڑھائی کے وقت تکبیر کہنا :

بخاری شریف کتاب الدعوات میں ہے :

"عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَکُنَّا اِذَا عَلَوْنَا کَبَّرْنَا"۔

"حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تھے تو جب چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے"۔

۱۹) اُترائی کے وقت تسبیح :

بخاری شریف کے حاشیہ پر لکھا ہے :

"عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ کُنَّا اِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا (وَ اِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا)"۔

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب ہم اوپر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نیچے اترتے تو تسبیح کہتے"۔

۲۰) اچھا یا بُرا خواب دیکھنے کے وقت :

ترمذی شریف میں ہے حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور سرورِ عالم ﷺ سے سُنا، فرماتے تھے :

"اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّھَا فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ عَلَیْھَا وَلْیُحَدِّثْ ، بِمَا رَاٰی وَ اِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا یَکْرَھُہٗ فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَلَا یَذْکُرْھَا لِاَحَدٍ فَاِنَّھَا لَاتَضُرُّہٗ"

Marfat.com

''جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے، جس کو پسند کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو خدا کی حمد کرے اُس پر اور جو خواب دیکھا ہے وہ بیان کرے اور جب اس کے سوا دیکھے وہ خواب جس کو یہ بُرا سمجھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، اس کے شر سے اور اس کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے تو وہ (یعنی بُرا خواب) اس کو ضرر نہ پہنچا سکے گا''۔

۲۱) رعد و بجلی کے وقت :

ترمذی شریف میں روایت ہے :

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَ عَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ''۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرج اور بجلی کی آواز سنتے، تو فرماتے اے اللہ! ہم کو اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہم کو عافیت نصیب کر''۔

۲۲) تیز ہوا چلنے کے وقت :

ترمذی شریف میں ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا دیکھتے تو فرماتے :

''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَ خَیْرِ مَا فِیْھَا وَ خَیْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّمَا فِیْھَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ''۔

''اے اللہ! میں اس ہوا کی خیر کو آپ سے چاہتا ہوں اور جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کے ساتھ یہ ہوا بھیجی گئی ہے اور آپ کی پناہ مانگتا ہوں، اس ہوا کے شر سے

Marfat.com

اور جو شر اس میں ہے اس سے اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے، اُس سے۔

اور بعض لوگ یوں نقل کرتے ہیں "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ الرِّیْحِ وَ خَیْرِ مَا فِیْھَا وَ خَیْرِ مَا اُمِرَتْ بِہٖ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرِّیْحِ وَ شَرِّ مَا فِیْھَا وَ شَرِّ مَا اُمِرَتْ بِہٖ"۔

۲۳) سفر پر رخصت کرتے وقت :

ترمذی شریف میں حضرت سالم بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب وہ سفر پر جاتے تو کسی آدمی کو جو وہاں ہوتا کہتے :

"اُدْنُ مِنِّیْ اُوَدِّعُکَ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یُوَدِّعُنَا فَیَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ خَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ"۔

"کہ مجھ سے قریب ہو جاؤ تاکہ میں تجھ کو رخصت کروں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو رخصت کرتے، پھر فرماتے کہ میں تمہارے دین و امانت اور پچھلے عمل کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں"۔

۲۴) جہاز یا کشتی پر سوار ہونے کی دعا :

یہ قرآنی دعا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی پر سوار ہوتے وقت پڑھی تھی؛

"بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرِیْھَا وَ مُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ الرَّحِیْمُ"۔ (ھود: ۴۱) "اللہ ہی کے نام سے اس کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔

۲۵) کسی سواری پر چڑھنے کے وقت کی دعا :

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَ مَاکُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"۔ (زخرف: ۱۳، ۱۴)

Marfat.com

"پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے قابو میں کر دیا۔ ہم تو اس کو قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور ہم تو اپنے رب کے پاس ہی لوٹ کر جائیں گے"۔

۲۶) اولاد کے لئے دعا :

حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو گئے، بیوی بھی بانجھ ہو گئی، انہوں نے یہ دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت یحیٰ علیہ السلام دیدیئے۔ دعا مجرب ہے باوضو اکثر پڑھنی چاہئے اور وقت مقرر کر کے بھی پڑھنی چاہئے اور آگے پیچھے بھی۔ دعا یہ ہے جو قرآن پاک میں ہے :

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ o (الانبیآء:۸۹) ایک اورحدیث میں یوں آیا ہے : رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ o (صافات:۱۰۰)

"اے اللہ! مجھے صالح لڑکا عنایت کیجئے"۔

کوئی یہ نہ کہے کہ یہ دعا انبیاء علیہم السلام کے وارث اور مورث نہ ہونے والے قول کے خلاف ہے کیونکہ قرآن ہی میں دوسری جگہ ارشاد ہے : یَرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ الأیة ۔ آل یعقوب تو بہت تھے جو وارث شرعی نہ تھے تو یہ وارثت پیغمبری اور نیک کاموں کی ہے۔

۲۷) مباشرت کے وقت کی دعا :

بخاری شریف میں ہے :

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا"۔

"شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ! ہم کو شیطان سے بچائے رکھ اور دور رکھ شیطان کو اس سے جو آپ ہم کو عنایت کریں یعنی اولاد نیک ہو"۔

Marfat.com

۲۸) گھر میں اندر جانے کی دعا :

مشکوٰۃ شریف میں ہے :

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَ عَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا''۔

''اے اللہ! میں آپ سے اچھے داخلے کا اور اچھے نکلنے کا سوال کرتا ہوں۔ اللہ ہی کے نام پر ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام پر جو ہمارا ربّ ہے ہم نے بھروسہ کیا''۔

۲۹) گھر سے نکلنے کی دعا :

ترمذی شریف میں ہے :

''بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ''۔

''اللہ کے نام سے اور اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا، کوئی طاقت اور قوت خدا کے سوا نہیں''۔

۳۰) مجلس سے اُٹھنے کے وقت :

مجلس سے اُٹھنے کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللہ کریم اس مجلس کی غلط باتیں معاف کردیتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

''سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ''۔

''پاک ہے تو اے اللہ اور ہم تیری ہی تعریف کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں''۔

Marfat.com

۳۱) دشمن کے شر سے بچنے کے لئے دعا :

ابوداؤد شریف میں ہے :

''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ''۔

اے اللہ! ہم آپ کو ان کے مقابلہ میں کرتے اور ان کے شر سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں ''

۳۲) کھانا کھانے کی دعا :

کھانا شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ کہو اور کھانا ختم کر کے یہ دعا پڑھو :

'' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ''۔

''ساری تعریف اس خدائے برتر کی ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہم کو مسلمانوں میں سے بنایا''۔ (حصن حصین)

۳۳) عیادت کی دعا :

جب بیمار کی عیادت کے لئے آئے تو کہے :

'' لَابَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰہ ''۔ ''کوئی ڈر کی بات نہیں انشاءاللہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے''۔

۳۴) دوسری دعا بیمار پرسی کی :

بخاری شریف میں ہے :

'' اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا ''۔

'' اے لوگوں کے رب اس بیماری کو دور کر دے اور شفا بخش تو ہی شافی ہے کوئی شفا نہیں سوائے آپ کی شفاء کے ایسی شفاء دے جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے''۔

Marfat.com

۳۵) قیامت میں خوش ہونے کی دعا :

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی صبح و شام تین بار یہ دعا پڑھے، اس کو اللہ تعالیٰ زیادہ ثواب دے کر خوش کرے گا۔ دُعا یہ ہے :

''رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا ''

''راضی ہوا میں اللہ سے رب ہونے کی وجہ سے اور اسلام کو دین مانا میں نے، حضرت محمد ﷺ کو نبی اور رسول مانا میں نے (میں ان تین باتوں سے خوش ہوں)''

۳۶) ہدیہ دینے والے کے لئے دعا :

بخاری شریف میں ہے: حضرت عائشہؓ ہدیہ دینے والے کو یہ دُعا دیتی تھیں :

''بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِکَ وَ مَالِکَ'' ''اللہ تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت دے''

۳۷) حضور ﷺ کی زیادہ تر دعا :

''رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار''۔

''اے ہمارے رب دے ہم کو دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے''۔

۳۸) عجیب دعا :

صحیح مسلم میں ایک عجیب دعا ہے، جو ہزاروں بار پڑھے جانے والی دعاؤں سے زیادہ وزن رکھتی ہے۔ دعا یہ ہے

''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَ رِضٰی نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَ مِدَادَ کَلِمٰتِہٖ''۔

''میں پاکی بیان کرتا ہوں اللہ پاک کی اس کی مخلوق کی تعداد اور اس کی مرضی

Marfat.com

کے مطابق اور اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کے موافق"۔

۳۹) مصافحہ کے وقت :

مشکوٰۃ شریف میں ہے: "یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ" (بخشے خدا ہم کو اور تم کو)

۴۰) قبرستان میں جانے کی دعا :

ترمذی شریف میں قبرستان جاتے وقت حضور ﷺ نے یہ دعا سکھائی۔

۴۱) پہلی دعا : "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْن ، نَسْئَلُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَۃَ"۔(مشکوٰۃ)

"سلامتی ہو تم پر اے ان مکانوں میں رہنے والے ایمان و اسلام والو! اور ہم انشاءاللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں اور ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں"۔

۴۲) دوسری دعا : "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ ، یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ"۔

"سلامتی ہو تم پر اے اہل قبور اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو بخش دے تم ہمارے آگے جانے والے ہو اور ہم پیچھے آنے والے ہیں"۔

۴۳) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی فضیلت :

"یَااَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ فَادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِالسَّلَامِ."

"اے لوگو! سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور اس وقت نمازیں پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، تو جنت میں امن وامان سے چلے جاؤ"

السلام علیکم سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ سے

Marfat.com

بیں اور السلام علیکم و رحمة الله و بر کاتهٗ سے تیں۔ یہی اجر جواب دینے میں بھی ہے۔ یہ حدیث کا مضمون ہے۔ بعض صحابہؓ بازار میں صرف اس لئے جاتے تھے کہ زیادہ مسلمانوں سے مل کر سلام کریں اور اس کا اجر حاصل کریں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہ ایک جامع دعا ہے۔

۴۴) عافیتِ دارین کی دعا :

بزارؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرمایا آپ کہا کرتے تھے:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ دُنْیَایَ وَ اَھْلِیۡ وَ مَالِیۡ''

''اے اللہ! میں آپ سے عفو اور عافیت کی درخواست کرتا ہوں اپنے دین و دنیا میں اور اپنے اہل و مال کے اندر''۔

۴۵) سب سے افضل و پیاری دعا :

امام طبرانیؒ نے کبیر میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَامِنْ دَعْوَةٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یَّدْعُوْا بِهَا اَحَدٌ مِنْ اَنْ یَّقُوْلَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاةَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ''۔

''کوئی دعا جس کے ذریعہ کوئی دعا مانگے، اس سے پیاری اللہ کے ہاں نہیں ہے کہ کہا کرے، اے اللہ! میں آپ سے معافاۃ اور عافیتِ دنیا اور آخرت کی چاہتا ہوں''۔

۴۶) ترمذیؒ نے ابن حبانؒ سے نقل فرمایا کہ اذان و اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی تو آپ سے کہا گیا کہ ہم اس وقت کیا کہا کریں۔ آپ نے فرمایا:

''سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ''۔

Marfat.com

''کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگا کرو''۔

۴۷) ترمذی شریف نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا۔

''اَیُّ الدعاءِ افضلُ قَالَ سَلْ رَبَّکَ الْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ''۔

''کونسی دعا سب سے افضل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اپنے رب سے دنیا اور آخرت کی عافیت و معافاۃ مانگا کرو''۔

وہ دوسرے دن پھر آیا اور وہی سوال دہرایا۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسرے دن پھر آیا آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا اور فرمایا:

''اِذَا اُعْطِیْتَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَاُعْطِیْتَهَا فِی الْاٰخِرَۃِ فَقَدْ اَفْلَحْتَ''

''جب تم کو دنیا میں عافیت دیدی گئی اور آخرت میں بھی عافیت دیدی گئی تو تم کامیاب و بامراد ہو گئے''۔

عافیت کی دعا تقریباً پچاس روایتوں میں آئی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو سب سے افضل و محبوب دعا فرمایا ہے تو اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ اور بندوں سے محبت و رحمت کا ذرا سا اندازہ بھی ہوتا ہے کہ اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ وہ بات بتائی جو اُس کو پیاری ہے اور جس میں دونوں جہان کی بھلائیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا ہے کہ جو دعا جامع ہو یا سارے مسلمانوں کے لئے ہو وہی اس کو پسند ہوتی ہے۔

۴۸) نورانی دعا بعد سنتِ فجر :

بخاری شریف میں ہے حضور ﷺ فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ میں نے اس کا نام نورانی دعا رکھا ہے۔ اس میں نور ہی نور کی دعا ہے۔

Marfat.com

اگر کوئی اس لحاظ سے حضور ﷺ کو نور کہے تو کیا حرج ہے پھر نور کے معنی روشنی کے ہیں، حضور ﷺ صرف روشن ہی نہ تھے بلکہ اوروں کو روشن کرنے والے تھے۔ نور ہی نہ تھے بلکہ منیر بھی تھے۔ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا۔ البتہ حضور ﷺ کو بشر کہنے سے انکار کر کے قرآن کا انکار نہ کریں، جس میں ارشاد ہے: ''اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ'' کہ میں تو تمہاری طرح بشر ہوں۔ بہت سے آدمیوں کو مِثْلُکُمْ (تمہاری طرح) سے دھوکہ ہوتا ہے کہ دراصل آپ ہماری طرح اولادِ آدم ہونے میں ہیں۔ باقی حضور ﷺ کا مرتبہ، حضور ﷺ کا درجہ، حضور ﷺ کی روحانیت، حضور ﷺ کی معرفت، حضور ﷺ کا قربِ الٰہی اور حضور ﷺ کی شان کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ آپ ﷺ کے صحابہؓ کی شانِ عالی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ حضور ﷺ کی۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ کَرِیْمٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ''۔

(اوکما قال)

''یعنی میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے جس میں کسی مکرم فرشتے یا مرسل نبی کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہوتی''۔ (سبحان اللہ)

ایک بار حضرت حنظلہؓ نے حضرت صدیقِ اکبرؓ سے عرض کیا کہ میں تو منافق ہو گیا میری حالت جو حضور ﷺ کے سامنے ہوتی ہے، وہ وہاں سے جا کر نہیں رہتی۔ حضرتِ صدیقؓ نے فرمایا کہ یہی حالت تو میری بھی ہے، پھر دونوں مل کر حضور ﷺ سے پوچھنے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ حالت قائم رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے، واقعی حضور ﷺ کا قلب مبارک بشریت کے مسالہ کی وجہ سے شیشہ سے آئینہ بن گیا تھا، جو شے بھی سامنے آتی جگمگا جاتی۔ صحابہؓ کے قلوب آئینہ تھے، حضور ﷺ کے دل پر تجلیات الٰہی کے انوار تھے، جب صاف آئینے والے صحابہؓ

Marfat.com

سامنے آتے تو ان کے دل بھی ان انوار سے جگمگا جاتے، لیکن سامنے سے ہٹنے کے بعد وہ کیفیت کیسے رہ سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ کا ایمان بڑا قوی اور مضبوط تھا۔ ان کا یقین ہم سب سے زیادہ تھا۔ حضور ﷺ کے سامنے آنا، کلمہ پڑھنا اور حضور ﷺ کی ایک نگاہِ کرم ان پر پڑنا، حضور ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سننا، معجزات دیکھنا، وحی دیکھنا اور حضور ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھنا، یہ وہ فضائل ہیں کہ ان کا ہزارواں حصہ کسی کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ ان کے درجات سوائے انبیاء علیہم السلام کے سب سے اونچے تھے۔ یہ دعا بخاری شریف میں منقول ہے، جس کے مبارک الفاظ یہ ہیں:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّ دَمِیْ نُوْرًا وَ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا''۔ (بخاری)

''اے اللہ! ڈال دے میرے دل میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کان میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے سامنے نور اور میرے پیچھے نور اور پیدا کردے میرے لئے (بہت) نور اور میرے زبان میں نور اور میرے پٹھوں میں نور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے چہرے میں نور اور میری جان میں نور اور بڑا کردے میرے لئے نور۔ اے اللہ عطا کر مجھ کو نور''۔

۴۹) بُرا خواب دیکھنے کے وقت دعا:

ابن سنیؒ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم کوئی برا خواب دیکھو تو یہ دعا پڑھو، پھر کچھ نہ ہوگا:

Marfat.com

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ وَ سَیِّئَاتِ الْاَحْلَامِ''۔

''اے اللہ! میں شیطان کے عمل سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور بُرے خوابوں سے''۔

ایک اور روایت کے مطابق دعا بھی پڑھے اور بائیں طرف تین دفعہ تھوکے یا تھتھیا دے اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھے تین بار اور کروٹ بدل دے۔ بخاری شریف میں ہے یا کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے دو رکعت نفل اور عافیت کی دعا مانگے۔ اس کی برکت سے ضرر رفع ہو جاتا ہے۔ کروٹ بدلنے اور نماز کو اس میں بڑا دخل ہے۔

۵۰) دنیا اور آخرت میں انجام بخیر ہونے اور رسوائی سے بچنے کی دعا :

مؤطا میں امام مالکؒ نے روایت کی ہے :

''اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ''۔

''اے اللہ! ہمارا انجام سارے کاموں میں اچھا کر دے اور ہم کو دنیوی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا''۔

۵۱) اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک بندوں کی محبت کے لئے دعا :

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے اچھے بندوں کی محبت کے لئے یوں دعا مانگا کرتے تھے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ الْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَ مَالِیْ وَ اَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ''۔

Marfat.com

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت اور تجھ سے محبت کرنے والے کی محبت اور اس عمل کی درخواست کرتا ہوں، جو تیری محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ میرے نزدیک اپنی محبت میری جان و مال اور اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ کردے''۔

۵۲) عرش کے خزانوں میں سے ایک :۔

بخاری شریف و مسلم شریف میں ہے، حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن قیسؓ کو عرش کے خزانوں میں سے ایک بتایا، وہ خزانہ یہ دعا ہے۔ ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ''۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے یہ دعا ننانوے بیماریوں کے لئے شفا ہے جن میں کم درجہ کی بیماری غم ہے۔

۵۳) خدا تعالیٰ کے ہاں محبوب کلمات :

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ارشاد ہے :

''کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ ، ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ''۔

''دو کلمے ہیں جو زبان پر تو ہلکے ہیں (لیکن) میزان میں بھاری ہیں (اور) خدائے رحمٰن کے نزدیک پیارے ہیں (وہ یہ ہیں)

''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ''۔

۵۴) دُعاءِ استخارہ :

بخاری شریف میں ہے جب کوئی کام کرنا ہوتو پہلے استخارہ کرنا اچھا ہے۔ گویا یہ کام اللہ کے سپرد کردیا، اچھا ہے تو توفیق دیدیں بُرا ہے تو روک دیں۔ اُس کی مرضی پر

Marfat.com

چھوڑ دیا، اگر اس دُعا کو پڑھ کر سو جائیں تو ممکن ہے خواب میں کرنے یا نہ کرنے کا کوئی اشارہ ہو جائے۔ اگر کام دین و دنیا کے لئے اچھا ہے تو اللہ تعالیٰ توفیق دے دیں گے ورنہ نہیں۔ دعا یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ اَصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ"۔

"اے اللہ! میں بھلائی چاہتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور قدرت چاہتا ہوں تیری قدرت کے ساتھ اور تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں اس لئے کہ آپ طاقت رکھتے ہیں اور میں نہیں رکھتا اور آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا آپ غیبوں کے جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور میرے کام کے انجام کے لئے بہتر ہے تو مجھے اس کی طاقت عطا کر دیں اور اس کو میرے لئے آسان کر دیں پھر مبارک کر اس کو میرے لئے، اور اگر آپ جانتے ہیں کہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کار کے لئے بُرا ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس کام سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں ہو پھر مجھے ساتھ اس کے راضی کر دے"۔

اگر یہ یاد نہ کر سکیں تو اپنی زبان میں کہہ دیں کہ اے اللہ اگر یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام کے لئے اچھا ہے تو اس کو میرے لئے آسان کر دے ورنہ مجھے اس سے

Marfat.com

پھیر دے اور یہ کام مجھ سے پھیر دے۔ آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا۔

۵۵) اسمِ اعظم کا بیان :

اسمِ اعظم کے بارہ میں روایات بہت ہیں۔ پہلے وہ روایات بیان کی جاتی ہیں جو سب سے قوی اور راجح ہیں۔

۱) حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے فرمایا کہ اسمِ اعظم کے سلسلہ میں سند کے لحاظ سے قوی اور راجح یہ حدیث ہے :

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَد''۔ (ترمذی، نسائی)

''اے اللہ میں آپ سے اس بات کے توسل سے مانگتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ ہی اللہ ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ایک ہیں آپ صمد ہیں (یعنی سب آپ کے محتاج ہیں اور آپ کسی کے محتاج نہیں ہیں) جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ اس کا کوئی کفو ہے (یعنی اس کا کوئی ہم جنس، ہمسر اور مثال نہیں ہے)''۔

۲) ابنِ ماجہ نے حضرتِ انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا :

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم''۔

''اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں، اس واسطہ سے کہ آپ ہی کے لئے ساری تعریف ہے، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ وحدہٗ لاشریک ہیں (آپ کا کوئی

Marfat.com

شریک نہیں) اے حنان اے منان اے آسمانوں اور زمین کے ایجاد کرنے والے اے ذوالجلال والاکرام اے حی اے قیوم"۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا تو ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے اسمِ اعظم کے ذریعہ دعا مانگی، جس کے ذریعے جو دعا مانگی جائے وہ دے دیتے ہیں۔ اس روایت میں کہیں حنان ہے ہیں نہیں ہے ہیں یا حنان یا منان ہے کہیں یہ لفظ یا کے بغیر ہے کسی میں یا حی یا قیوم ہے کسی میں نہیں ہے (بہرحال یہ سارے الفاظ مبارک ہیں) حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کو امام حاکم ؒ نے حدیث سے اسمِ اعظم کہا ہے۔

۳) جیسے کہ امام ترمذیؒ، امام احمدؒ اور امام حاکم ؒ نے حدیث نقل کی کہ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا جب مچھلی کے پیٹ میں تھے، ...... "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" تو بات یہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی کام میں جب کبھی ان کلمات کے ذریعے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتے ہیں۔

۴) ابن ماجہ، حاکم اور طبرانی نے ابوامامہ باہلی سے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ:

"اسمُ اللّٰـهِ الاعظمُ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ فِیْ ثَلَاثِ سُوَرٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِی الْبَقَرَةِ وَ اٰلِ عِمْرَانَ وَ طٰهٰ"۔

"اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم جس سے ہر دعا قبول ہوتی ہے قرآن کی تین سورتوں میں ہے۔ سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ طٰہٰ"۔

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں نے تلاش کیا تو آیت الکرسی کی ابتداء میں "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم" دیکھا۔ دوسرے آلِ عمران کی ابتداء میں "اَللّٰهُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ الْـحَیُّ الْقَیُّوْم" دیکھا۔ سورہ طٰہٰ میں "وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ

Marfat.com

الْقَيُّوم'' اسمِ اعظم ہے۔اسی لئے بعض حضرات یَا حَیُّ یَا قَیُّوم کا وظیفہ پڑھتے ہیں

۵) امام ترمذی، ابوداؤد، امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنتِ یزید سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا :

''اِسۡمُ اللّٰہِ الۡاَعۡظَمُ فِی هَاتَیۡنِ الۡاٰیَتَیۡنِ وَاِلٰهُکُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡم ، وَ فَاتِحَة ال عمران ، اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡم''۔

اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے، ''وَاِلٰهُکُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡم'' ، اور ابتداء سورۂ آل عمران کی آیت'' اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡم''۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ''لا الٰہ الا ھو'' اسم اعظم ہے یا یہ دونوں آیتیں ایسی ہیں کہ ان میں اسم اعظم ہے۔اگر ہم ''لا الٰہ الا ھو'' کے معنی پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ معبود صرف اسی کی ذات ہے، اس لئے کہ اس کا وجود اپنا، اصلی اور دائمی ہے اور دوسروں کو اسی نے وجود بخشا ہے، پھر صفتِ رحمٰن نے عدم سے کُن کے ذریعے مخلوق کو موجود کیا اور موجود کرتے رہے ہیں اور صفتِ رحیم نے ان کے وجود کو باقی رکھا اور باقی رکھتے رہتے ہیں، گویا غیر محدود اشیاء کو پیدا کرنے کی وجہ سے رحمٰن ہیں اور ہمیشہ وجود اور نعمتوں کو باقی رکھنے کی وجہ سے رحیم ہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے حی اور زندہ ہے اور دوسروں کو حیات اسی نے بخشی ہے۔ پھر حیات کے بعد اشیاء کے قیوم ہیں، ان کو تھامتے اور باقی رکھتے ہیں۔ گویا وجود اور حیات اصل میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفات ہیں۔ باقی کائنات کا وجود اور حیاتِ مستعار ہیں۔اس طرح دونوں کا مآل ایک ہوجاتا ہے اور دونوں آیتیں اسمِ اعظم کہلاتی ہیں۔

Marfat.com

۶) امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم جس کے ذریعے دعا کی جائے تو وہ قبول کرے، اس آیت میں ہے :

" قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ "۔(آل عمران:۲۶)

"(اے مخاطب) کہہ اے ملک کے مالک تو ملک بخشتا ہے جسے چاہتا ہے اور ملک چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، تیرے ہاتھ ہے ہر خوبی، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"۔

۷) امام دیلمی نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسمِ اعظم سورۂ حشر کی آخری آیتوں میں ہے۔ سورہ حشر کی آخری آیتیں یہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے نام اور صفتیں ہیں :

"ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم ٥ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ٥ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ط سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٥ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ٥"

"وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی۔ جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا۔ وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے۔ پاک ذات ہے سب عیبوں سے سالم امان دینے والا پناہ میں لینے والا زبردست دباؤ والا صاحبِ عظمت پاک ہے اللہ اس کے شریک بتلانے سے۔ وہ اللہ ہے بنانے والا نکال کھڑا کرنے والا صورت کھینچنے والا اُسی کے ہیں سب نام عمدہ پاکی بول رہا ہے اس کی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا"۔

Marfat.com

سورۂ حشر کی آخری آیتوں میں صرف یہی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے نام گنوائے گئے ہیں یا اُس کی صفتیں بتائی گئی ہیں۔ان آیتوں میں ممکن ہے۔''ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْم''اسمِ اعظم ہو یا صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اسمِ اعظم ہو یا صرف ھُوَ کا مبارک کلمہ اسم اعظم ہو، یا ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اسم اعظم ہو۔اگر یہ ساری آیتیں اور سارے کلمات مبارک پڑھ کر دعا مانگی جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ یہ سات روایات ہیں جن میں اسم اعظم کا ذکر ہے۔

دراصل زندگی کا مقصد اپنے مالکِ حقیقی اور خالق کو پہچاننا، اس کی عبادت کرنا اور اس کی عظمت کے سامنے جُھک کر اس کے احکام کی تعمیل کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے اس کے ناموں اور صفتوں سے زیادہ کونسی چیز مؤثر ہوسکتی ہے اور ان آیاتِ کریمہ میں اس کی صفات بھی ہیں اور ذاتی نام بھی ہے۔

اسمِ اعظم کو پوشیدہ رکھنے کی حکمت :

اس اسمِ اعظم کو پوشیدہ رکھنے میں بڑی حکمت یہ ہے کہ آدمی اس کی تلاش میں رہے اور متعدد آیتیں پڑھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ یہی شوق وشغف پسند فرماتے ہیں۔ وہ ہم سب کو نصیب فرمائے۔آمین۔اور یہ بھی حکمت ہے کہ یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ہر مبارک نام بڑا ہی نام ہے جس کو اسمِ اعظم کہہ سکتے ہیں اور پیغمبر خدا ﷺ تو رسول تھے، وہ جانتے تھے کہ اس شخص کی یہ دعا قبول ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نامِ مبارک کی لاج رکھی ہے، پھر صحابیؓ کا سوال اخلاص پر مبنی ہوتا تھا۔اسمِ اعظم' لیلۃ القدر' اور ساعۃ الاجابۃ (یعنی قبولیت کی گھڑیاں) کو چھپانے کی حکمت آپ معلوم کر چکے ہیں، لیکن یہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اس میں غلط بیانی یا جھوٹ معاذ اللہ نام کے لئے بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

ہر شب شبِ قدر است اگر قدر بدانی :

جب کسی اسمِ مبارک سے دعا قبول ہوئی تو حضور ﷺ نے اللہ پاک سے اطلاع پاکر اس کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ کا ہر نام بڑا نام ہے، ہر ایک کو اسمِ اعظم کہہ سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ لیلۃ القدر عشرہ اخیرہ رمضان میں دائر سائر ہو۔ اسی طرح ساعۃ اجابت اور ہو سکتا ہے کہ مل بھی جائے تو کہنے والے کے اخلاص کی کمی کی وجہ سے دعا قبول نہ ہو، پھر قبول ہو، تو ان طریقوں سے کسی ایک طریقہ سے قبول ہو، جس کی دعا اپنے لفظوں میں قبول ہو وہ سمجھے کہ میری دعا قبول ہوئی اور دوسروں کی نہ ہوئی، اس کو حکیم و علیم خدا تعالیٰ کی حکمتیں کیسے معلوم ہو سکتی ہیں، ممکن ہے قبول کر کے اس کو قیامت کے لئے رکھ چھوڑا ہو ممکن ہے قبول کر کے اس کے بدلے اس کے بعض گناہ معاف کر دیئے ہوں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے رسول کے ارشاد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ نہ دعا سے تھکنا چاہیئے نہ عاجزی اور انکساری کو چھوڑنا چاہیئے۔

امامِ ابن تیمیہؒ کی جامع دُعا اسمِ اعظم کے ساتھ :

شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ حرانیؒ نے فرمایا ہے جیسے کہ مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم ناظم مکتبہ علوم شرقیہ دارالعلوم پشاور نے اپنے ترجمہ میں ضمیمہ تفسیر آیتِ کریمہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے نقل فرمایا ہے :

اسمِ اعظم جس سے ہر جائز دعا کی مقبولیت اغلب نہیں بلکہ یقینی ہے یہ ہے اس میں تقریباً تمام روایات جمع کی گئی ہیں، جن میں اسمِ اعظم یا دعا کی مقبولیت کا ذکر ہے۔

دُعا یہ ہے :

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ

Marfat.com

الرَّحِيمُ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ o اَلْمَلِکُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ o
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ، يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ o لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ o

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ
الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِکَ الْخَيْرُ ،
اِنَّکَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ o تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی
الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ
تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ o

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ o

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ
الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَیُّ يَا قَيُّومُ .

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِاَنِّی اَشْهَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ o

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَکِ الْاَحَبُّ
اِلَيْکَ الَّذِی اِذَا دُعِيتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَ اِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَ اِذَا
سُتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ اَللّٰهُمَّ اَدْعُوکَ اللّٰهَ
وَ اَدْعُوکَ الرَّحْمٰنَ وَ اَدْعُوکَ الرَّحِيمَ وَ اَدْعُوکَ بِاَسْمَائِکَ
الْحُسْنٰی كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَ مَالَمْ اَعْلَمْ يَا رَبِّ يَا رَبِّ .

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ o سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ

Marfat.com

رَبُّ الْمَلٰئِکِ الرُّوْحِ ۔

قرآن مجید اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ کی منقول دعائیں ربّ ذوالجلال کے دربار میں کھرے سکّے کی طرح قبول ہوتی ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ دعا کرتے وقت پختہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ اللہ پاک اپنے وسیع کرم اور کمالِ قدرت اور علم محیط کی بدولت ہمیں محروم نہ رکھیں گے۔ اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کو اپنی مرضیات والی زندگی نصیب فرمائے اور محمد عربی ﷺ کی سچی اتباع نصیب فرمائے۔

Marfat.com

باب ۷

فرقِ باطلہ کا جرأت مندانہ تعاقب

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے بعد کئی گروہ، فرقے اور جماعتیں پیدا ہو جائیں گی۔ بعض روایات میں تہتر (۷۳) کا عدد بھی مذکور ہے۔ لیکن ان میں ناجی فرقہ اور طائفہ منصورہ صرف ایک ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس فرقہ یا گروہ کی علامت کیا ہوگی؟ فرمایا: "ما انا علیه و اصحابی" جس راستے پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں اسی راستے پر چلنے والا گروہ ناجی اور کامیاب ہوگا۔ خود حضور ﷺ نے بھی کئی فرقوں کی نشاندہی فرمادی تھی مثلاً جبریہ اور قدریہ وغیرہ۔

فرقوں کی ابتداء باضابطہ طور پر حضرت عثمانؓ کے مقدس دور میں اس وقت شروع ہوئی جب منافقین کی ریشہ دوانیاں اپنی حد سے بڑھ گئیں حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کا واقعہ پیش آ گیا۔ پھر حضرت علیؓ کے بارے میں دو گروہ بن گئے۔ ایک رافضی اور دوسرا خارجی۔ جوں جوں رسول اللہ ﷺ کا مبارک زمانہ گزرتا

Marfat.com

گیا فتنے بھی زیادہ ہوتے گئے۔ ہر دور میں علماء حق نے ان کا مقابلہ کیا۔ علماء حق کبھی امام ابوحنیفہؒ کی قیادت میں صف آرا تھے تو کبھی امام شافعیؒ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوکر باطل سے برسرِ پیکار تھے۔ کبھی حق امام احمد بن حنبلؒ کی صورت میں کوڑے کھا کر باطل کا راستہ روکتا رہا تو کبھی امام مالکؒ کی شکل میں گدھے پر سوار ہوکر بھی اپنے موقف کا اعلان برسرِ بازار کرتا رہا۔ کبھی حق شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی شکل میں تو کبھی مجدد الفِ ثانیؒ کے روپ میں ظاہر ہوتا رہا۔ کبھی علماء حق کا یہ کاروان سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی قیادت میں چلتا رہا تو کبھی اس کی زمام قاسم نانوتویؒ اور رشید احمد گنگوہیؒ کے ہاتھوں میں رہی۔ اس قافلۂ حق کے مجاہدین میں حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت امام لاہوریؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، قائدِ ملت مفتی محمودؒ اور مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے اپنے دور میں اپنے اکابر اور اسلاف کی روایات پر عمل پیرا ہوکر ان باطل فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ کبھی مناظرہ کی شکل میں تو کبھی تصنیف و تالیف کی شکل میں، کبھی تقریر کی شکل میں اور کبھی جہاد کی شکل میں۔ موجودہ دور کے باطل فتنوں کے خلاف حضرت مجاہدِ ملتؒ کی مساعی کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

فتنہ قادیانیت:

ختمِ نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر قرآن کریم کی سو سے زائد آیاتِ مبارکہ اور دو سو سے زائد احادیث طیبہ شاہد ہیں۔ ان نصوص قطعیہ کا منکر کافر ہے۔ ہر دور میں مختلف ناموں سے مدعیان نبوت دعویٰ نبوت کرتے رہے۔ دورِ حاضر میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو علمائے اسلام نے شب و روز محنت کر کے دلائل و براہین سے اس کا کفر عوام الناس کے سامنے واضح کیا۔

Marfat.com

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے بھی تحریک ختم نبوت میں اہم کردار ادا کیا جو کہ اس کتاب کا ایک مستقل باب ہے۔

فتنہ رافضیت وخارجیت:

روافض خلفائے راشدینؓ میں سے صرف حضرت علیؓ کو برحق اور پہلا خلیفہ مانتے ہیں اور باقی تین خلفاء کرام کی نفی کرتے ہیں اور جماعتِ صحابہؓ میں سے چند صحابہؓ کو برحق اور مسلمان مانتے ہیں جبکہ باقی صحابہؓ کو نعوذ باللہ کافر قرار دیتے ہیں۔ جبکہ خوارج حضرت علی المرتضیٰؓ کی صحابیت کا انکار کر کے انہیں مسلمان بھی تسلیم نہیں کرتے۔ یزید کو خلیفہ برحق اور حضرت حسینؓ کو باغی سمجھتے ہیں۔ ان فتنوں کے خلاف امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ پھر چند سال قبل مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے بھی اس میدان میں اپنی صلاحیتوں کے مطابق حصہ لیا۔

حضرت ہزارویؒ جس علاقے میں پیدا ہوئے اس وقت علاقہ میں رفض و شیعت کا کوئی وجود نہ تھا۔ اگر کہیں سے اس کی اطلاع ملتی کہ فلاں جگہ روافض مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو حضرت ہزارویؒ وہاں دشمنانِ صحابہ پر دلائل و براھین کے ساتھ کاری ضرب لگانا فرض منصبی سمجھتے تھے۔

ہزاروں گنا بڑی جیت:

حضرت مولانا شمس الدین صاحب (ہری پور ہزارہ) رقم طراز ہیں:

''ایک دفعہ صوبائی انتخاب تھا۔ مولانا کا مقابلہ خاں عطاتی خان ساکن ٹبل کے ساتھ تھا۔ کل پولنگ ہے اور آپ بے حد مصروف ہیں کارکنوں کو ووٹروں کی فہرستیں دے رہے ہیں۔ ہدایات جاری فرما رہے ہیں کہ اچانک ایک آدمی گھوڑے پر سوار

Marfat.com

ہانپتا کانپتا پہنچتا ہے یہ موضع بھیڑ کنڈ کا ایک خان ہے وہ بہت پریشانی سے بتاتا ہے کہ میرے بھانجے میاں فتاح اللہ کا کا خیل کے گاؤں میں لکھنؤ کا ایک تیز طرار شفیع الحسنین نامی شیعہ مجتہد آ گیا ہے جو للکار للکار کر مسلمانوں کو رافضی کرنے پر تلا ہوا ہے اور علاقے کے سب مولوی اس نے لاجواب اور بے بس کر دیئے ہیں۔ خدارا آپ جلدی پہنچیں تا کہ میرے بھانجے اور دوسرے مسلمانوں کا ایمان بچ سکے۔ حضرت ہزارویؒ نے کہا کہ بھائی! میں سخت مجبور ہوں کل صبح میری پولنگ ہے آج کا ہی ایک دن میرے پاس ہے اس لئے میں نہیں جا سکتا اس نے کچھ اصرار کیا۔ تو مولانا نے سختی سے اس کو جھڑک دیا اب اس نے ایک دوسرا رخ اختیار کیا اور مولانا سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا، اچھا مولانا! میں رخصت ہوتا ہوں اب جا کر ہم سب شیعہ ہو جائیں گے قیامت کو اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو ہم کہیں گے کہ ہمارے پاس لکھنؤ سے ایک شیعہ مجتہد آ گیا تھا جس کا جواب ہم سے نہ بن سکا اور ہم مولوی غلام غوث ہزارویؒ کے پاس بھی گئے تھے مگر اس نے جواب دیا کہ میرا الیکشن ہے میں نہیں جا سکتا اس وجہ سے ہم شیعہ ہو گئے۔

تو ہزاروی صاحب! آپ بھی اس دن کے لئے اپنا جواب تیار رکھنا یہ کہہ کر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جانے لگا تو مولانا نے دوڑتے ہوئے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور فرمایا کہ بھائی تم نے بہت سخت بات کہہ دی میں چلتا ہوں چنانچہ سب کام چھوڑ کر مولانا بھیڑ کنڈ روانہ ہو گئے اللہ کی شان وہ شیعہ مجتہد مولانا کے پہلے سوال پر ہی ایسا لاجواب اور

مرعوب ہوا کہ بدحواسی میں کتابیں، جوتے وہیں چھوڑ کر پہاڑیوں کھیتوں کو پھلانگتا دوڑتا، ہانپتا، کانپتا لکھنؤ پہنچ کر دم لیا۔ نتیجہ میں مولانا الیکشن ہار گئے۔ مگر علاقہ مانسہرہ کے مسلمانوں کا ایمان بچ گیا۔ مولانا کبھی اس واقعہ کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ ”کہنیاں والی یہ جیت الیکشن جیتنے سے ہزاروں گنا بڑی جیت ہے“ (تبصرہ ہزاروی نمبر ص ۲۴)

Marfat.com

دفاعِ صحابہ اور جرأتِ رندانہ:

جناب دوست محمد خان رقمطراز ہیں

''ایک دفعہ پنڈ ہاشم خاں ہری پور کی تحصیل کے گاؤں میں حضرت مجاہدِ ملتؒ کو سیرت النبیؐ کے جلسہ پر بلایا گیا۔ وہاں کا نمبر دار رافضی تھا مدح صحابہؓ اور خلفائے راشدینؓ کے ناموں سے گھبراتا تھا۔ وہاں کے خطیب صاحب نے روٹی کھلاتے وقت حضرت ہزارویؒ کے کان میں یہ بات کہی کہ آپ ذرا احتاط طریقہ سے تقریر کریں کہیں نمبر دار فتنہ فساد پر نہ اتر آئے۔ حضرت مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے تقریر میں فرمایا کہ ''حضور ﷺ نے ایسے وفادار بہادر، شجاع، ایثار پیشہ لوگ پیدا کئے جن کی نظیر نہ پہلی امتوں میں ملتی ہے اور نہ قیامت تک ان کا مثیل پیدا ہوسکتا ہے۔'' پھر ابوبکر صدیقؓ کے حالات اتنی رقت انگیز اور دل سوزی کے ساتھ پیش کئے کہ سارا مجمع رو پڑا۔ پھر حضرت عمرؓ کے حالات، فتوحات اور سیاسیات پیش کیں۔ کہ سامعین حیران تھے۔ تقریر جب شباب پر پہنچی تو آپ نے فرمایا میں نے سنا ہے یہاں کا نمبر دار حضرت صدیقِ اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کے حالات سن کر بدکتا ہے۔ میں آج اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ سامنے آئے میں اس کا چہرہ دیکھوں۔ آج صحابہؓ کے جانثاروں کو یہ بات کھل کر کہتا ہوں کہ تم ایسے نمبر دار کے دانت کیوں نہیں توڑ دیتے۔ پھر مقامی خطیب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مت ڈرو۔ مت گھبراؤ، مدح صحابہؓ ڈنکے کی چوٹ بیان کرو۔ وہ دن اور یہ دن کبھی کسی رافضی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ صحابہ کرامؓ کے متعلق کوئی بات کرے۔

(تبصرہ نمبر ص ۵۰)

دفاعِ صحابہؓ اور امامِ حرم کی توثیق:

حضرت مولانا علی اصغر خطیب نیلا گنبد لاہور لکھتے ہیں کہ:

Marfat.com

''۱۰مارچ ۱۹۷۶ء کو پشاور میں منعقدہ عالمی سیرت کے اجلاس میں پاکستانی مندوب کی حیثیت سے مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ نے سیرت النبیؐ کے ضمن میں حضور ﷺ کے جانثار صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب پر ایک علمی مقالہ عربی زبان میں عرب ممالک کے جلیل القدر علماء کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے اپنا مقالہ جب ختم کیا تو امام حرم فضیلۃ الشیخ جناب محمد عبداللہ بن السبیل نے کھڑے ہوکر عربوں کے انداز میں حضرت ہزارویؒ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اس مقالہ پر مبارک باد دی۔ جبکہ صحابہ کرامؓ کی یہ تعریف بعض لوگوں پر بہت شاق گزری۔ اور ایک دو آدمی تو احتجاج کرتے ہوئے ہال سے نکل گئے۔ امامِ حرم فضیلت الشیخ جناب محمد عبداللہ بن السبیل نے حضرت مجاہدِ ملت کے اس مقالہ پر فوراً عربی زبان میں تقریظ لکھی اور جناب امامِ حرم نے اس مقالے کا عربی نام خود ہی الذب عن الصحابہ تجویز فرمایا (صحابہ کی طرف سے دفاع)

تقریظ کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''میں نے فضیلت الشیخ مولانا غلام غوث ہزاروی سربراہ جمعیت علمائے اسلام پاکستان اور رکن پارلیمنٹ کا مقالہ سنا۔ یہ ایک ایسا بیش قیمت مقالہ ہے۔ جس میں تمام صحابہ کرامؓ کا دفاع کیا گیا اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ محبت کا اظہار کیا گیا ہے اور جو کوئی ان پر عیب جوئی کرے اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو بہترین جزا

Marfat.com

عطا فرمائے اور اپنے پسندیدہ اور محبوب کاموں کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل اور ان کے سب اصحاب پر۔ (تبصرہ ہزارویؒ نمبر ص ۶۲)

گدوال کا بارہ امام:

سبائی فتنہ عالمِ اسلام کے خلاف وہ یہودی ہتھیار ہے کہ اس کے ذریعے وہ ایک طرف تو اسلام کے ہر ہر رکن اور عقیدے پر حملہ کرتے ہیں اور دوسری طرف سادہ لوح لوگوں سے مال بٹورتے ہیں۔ اس طرح چند سبائی ہندوستان کے قصبہ گدوال میں بارہ امام کے نام سے بت بنا کر عوام کے دین و ایمان اور مال و متاع کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے۔ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے اس کے خلاف جہاد کیا۔ حضرت ہزارویؒ خود تحریر فرماتے ہیں:

> ''قصبہ گدوال حیدر آباد دکن میں ہے۔ وہاں عام رواج یہ تھا کہ ہر سال محرم میں مسلمان کہلانے والے لوہے یا پیتل کے پنجے ''پنجتن'' کے نام سے بنا کر بارہ امام یعنی بارہ شاخوں کا پنجہ بارہ اماموں کے نام سے بنا کر پٹاری میں رکھتے تھے اور محرم کا چاند چڑھتے ہی ان کو صیقل کر کے ایک منبر پہ رکھ کر ان کے سامنے جانور ذبح کرتے۔ ان سے بچے مانگتے۔ پھر ان کا جلوس نکالتے۔ ایک آدمی حال بھر کر اس پنجے کو اٹھا کر چلتا۔ لوگ کہتے کہ اس شخص میں امام حسین گھس آئے ہیں۔ اس طرح کا ایک بارہ امام گدوال میں بھی تھا۔ ان لوگوں نے مجھ سے فتویٰ مانگا۔ پھر میرے کہنے سے اس کو توڑ دیا اور رقم مسجد میں داخل کر دی اور اس مکان کو مسجد میں تبدیل کر دیا۔ پھر کیا تھا میرے خلاف قیامت کا شور کھڑا ہو گیا۔ لیکن میں جوان تھا۔ پرواہ ہی

Marfat.com

نہیں تھی۔ جب میرا تبادلہ پورن جنکشن ہوا۔ وہاں میں نے چند پنجوں کے خلاف تبلیغ کی۔ اور ان کے جلوسوں کو بند کرا دیا۔ وہاں کے ڈی سی سے معلوم ہوا کہ ان علموں (پنجوں) کے نام تو بڑی جائیداد ہے۔ بہر حال ڈی۔سی منظور جنگ بہادر مسلمان تھا۔ اس نے میری تائید کی۔"

شرک کے مراکز زمین بوس کر دیے:

"پرتھنی میں جب تبادلہ ہوا۔ اس محلے میں جہاں میں رہتا تھا سرِ راہ ایک چبوترے پر شیر کا مجسمہ گچ کا بنا ہوا تھا۔ محرم شروع ہوتا تو لوگ اس شیر کے منہ میں گوشت دیتے اور گلے میں کھوپروں کا ہار ڈالتے۔ اس سے بیٹے مانگتے۔ ریاست کے اکثر مقامات پر اسی طرح تھا۔ اس شیر کا نام وہاں مولیٰ علی رکھتے ہیں۔ گویا ایک برگزیدہ ہستی پر درندے کا نام رکھتے ہیں۔ بہر حال میں نے اس کو تڑوایا۔ طویل قصہ ہے۔ دس ماہ ہم توڑنے یا تڑوانے والوں پر ثابت علی مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ چلتا رہا۔ بالآخر مقدمہ خارج ہوا۔ پھر کیا تھا وہاں پرتھنی میں تو شیر بنا نہیں۔ دوسرے مقامات جب بھی ہم جاتے تو لوگ ڈر کے مارے اپنے شیروں کی حفاظت کرتے۔"

میدان کس کا اور جیت کس کی؟

آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد میں پیر صاحب دیول شریف کا جلسہ تھا جس میں پیر صاحب کے ہزارہا مریدین جمع تھے۔ پیر صاحب نے جب تقریر شروع

Marfat.com

کی تو مجمع ہمہ تن گوش تھا۔ پیر دیول صاحب کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے بندوں میں حلول کرتی ہے اور اللہ کے بندوں کی عزت وتکریم گویا اللہ کی عزت وتکریم ہوتی ہے۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ بھی مظفر آباد گئے ہوئے تھے اور پیر صاحب سے اچھی طرح واقف تھے کہ پیر صاحب بدعت وشرک کے رسیا ہیں۔ چنانچہ حضرت مجاہدِ ملتؒ بھی اکیلے ہی اس جلسے میں جا کر سامعین میں بیٹھ گئے۔ پیر صاحب کی تقریر کے دوران ہی حضرت ہزارویؒ نے چِٹ بھیجی کہ ایک مولوی تقریر کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پیر صاحب نے توجہ نہ دی۔ پھر حضرت ہزارویؒ نے چِٹ بھیجی کہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو پیر صاحب کے اوسان خطا ہو گئے۔

مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کھڑے ہو گئے اور جلسہ عام میں پیر صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم کہتے ہو کہ خداوندِ قدوس مخلوق میں حلول کرتا ہے تو یہ عقیدہ تو پڑوس (یعنی بھارت کے ہندوؤں) والوں کا ہے کہ خدا بھینس میں، گائے میں، شجر میں، حجر میں، پھول میں، کلی میں حلول کرتا ہے۔ پھر حضرت مجاہدِ ملتؒ نے تفصیلی جواب دیا۔ پیر صاحب کو وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت نظر آئی۔ جس جلسہ پر پیر صاحب کے چیلوں نے ہزاروں روپے لگائے تھے اس پر حضرت مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے قبضہ کر لیا اور ایسا سماں باندھا کہ ''بدعتی کمپنی'' کو بھاگنے ہی میں عافیت نظر آئی۔ آج کوئی موحد مولوی ایسی جرأت کا مظاہرہ کر کے اپنے ایمان کا عملی ثبوت تو دے۔ اس کاروائی کی روداد جب جماعتی پرچے میں آئی تو اس کا عنوان تھا ''میدان کس کا تھا اور جیت کس نے لیا۔''

فتنہ خاکسار:

ایک زمانہ تھا کہ علامہ عنایت اللہ مشرقی کی تحریکِ خاکسار جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔ اس تحریک کی نیم فوجی تنظیم اور ڈسپلن سے متاثر ہو کر بعض علماء بھی

Marfat.com

اس کے جال میں پھنس گئے۔ مشرقی صاحب نے اپنی کتاب ''تذکرہ'' حصہ عربی اور اردو مقالات اور مولوی کا غلط مذہب وغیرہ کتابوں میں اپنے باطل نظریات کا بڑے زور و شور سے پرچار کیا۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے اپنی خداداد ذہانت وفطانت اور جرأت سے کام لیتے ہوئے اس فتنے کا بھی خوب خوب تعاقب کیا اور علماء کرام کو دلائل سے قائل کیا کہ یہ تحریک اسلام کے خلاف ہے اور اس کے بانی کے نظریات ملحدانہ ہیں۔ جو مذہبی قسم کے لوگ اس میں شامل ہیں وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ حضرت مولانا شمس الدین صاحب روایت کرتے ہیں:

> ''۱۹۳۹ء میں خاکسار تحریک پورے جوبن پر تھی اور ہری پور میں اس کا خاص طور سے بہت زور تھا۔ علاقے کا سب سے بڑا رئیسِ اعظم یہاں کا سپہ سالار تھا اور تھانیدار ابوطالب کا بیٹا بھی خاکسار تھا جو اپنے باپ کی سرکاری وردی پریڈ کے وقت پہن لیتا تھا۔ ان حالات میں ہم نے ہری پور میں خاکساروں کے خلاف جلسہ کا اعلان کیا۔ اعلان کیا تھا؟ کہ گویا بھڑوں کے چھتے میں پتھر لگ گیا۔''

راقم الحروف، مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ اور مولانا عبدالحی ساکن بھوئی گاڑ ضلع اٹک اسی دن قبل دوپہر درویش آرہے تھے سپہ سالار ہمارے محلّہ کا تھا۔ اس کو معلوم ہوا تو وہ ہری پور سے ہمارے تعاقب میں درویش آ پہنچا اور ہم کو محلے کی گلی میں آلیا۔ علیک سلیک کے بعد حضرت ہزارویؒ سے کہنے لگا۔

ہندو، سکھ کا کھانا کھالیتا ہوں لیکن خاکساروں کا نہیں:

مولانا! آپ دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھائیں گے۔

مولانا ہزارویؒ: آپ کا شکریہ مگر میرا اصول یہ ہے کہ میں خاکساروں کا کھانا نہیں

Marfat.com

کھایا کرتا۔

سپہ سالار: لیکن میرا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی ہندو سکھ بھی میرے گاؤں میں آ جائے تو میں اس کو بھی کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔

مولانا ہزارویؒ: آپ کو ضرور ایسا ہی کرنا چاہیئے وجہ یہ ہے کہ آپ خاندانی رئیس ہیں اور مہمان نوازی سرحدی خوانین کی خاندانی فطرت اور فرائض میں داخل ہے۔

لیکن میرا اصول یہ ہے کہ ہندو، سکھ کا کھانا تو کھالیتا ہوں لیکن خاکسار کا کھانا نہیں کھاتا۔ آپ کا بہرحال شکریہ۔ مولانا کا یہ مسکت جواب سن کر سپہ سالار خاموش ہو گیا اب اس نے ہری پور واپس جا کر حکم دیا کہ خاکسار مسلح باوردی جامع مسجد میں پہلے پہنچ جائیں اور اگلی صفوں پر قبضہ کر کے منبر کو گھیر لیں ہم دیکھیں گے کہ کوئی کیسے ہمارے خلاف تقریر کرتا ہے چنانچہ ساٹھ ستر خاکسار باوردی بابیلچہ آ کر اگلی صفوں میں بیٹھ گئے۔ نماز کے بعد میری صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ اور خاکساروں نے اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق بیلچوں کو الٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ گویا حملے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ مولانا قاری فقیر محمد کی تلاوت کے بعد یہ آیت ولنبلونکم تا ھم المھتدون (سورۃ بقرہ پارہ ۲ آیت ۱۵۳ تا ۱۵۷) تلاوت کر کے کہا کہ مومنوں پر آزمائش کا آنا ضروری ہوتا ہے اور جب مومن استقامت سے ان کو اپنے سروں پر جھیلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔

یہ بیلچے میرے آزمائے ہوئے ہیں:

چونکہ میری مرعوبانہ تقریر مخالفین کی حوصلہ افزائی کر رہی تھی۔ اس لئے مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے میری تقریر ختم کر دی خود منبر پر آ گئے اور خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا جناب قاضی صاحب کی تقریر سے یہ سماں آنکھوں کے سامنے پھر گیا کہ گویا توپیں کسی ہوئی ہیں اور پھانسیاں لٹکی ہوئی ہیں اور حق بات کہی نہیں کہ پھانسی پر لٹکا

Marfat.com

دیئے گئے اور توپوں سے اڑا دیئے گئے اور جناب قاضی صاحب مرعوب کس چیز سے ہو گئے ہیں ان چمچوں (یعنی بیلچوں) سے حالانکہ قاضی صاحب کو معلوم نہیں کہ ؎

نہ خنجر چلے گا نہ تلوار ان سے

یہ چمچے میرے آزمائے ہوئے ہیں

بھائیو! ہماری اور ان کی کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے بات رسول اللہ ﷺ کی عزت کی ہے۔ شاعر کہتا ہے: ؎

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحاء کی عزت پر

خدا شاہد ہے کہ کامل مرا ایمان ہو نہیں سکتا

یہ دیکھو مسلمانو! میرے ہاتھ میں مشرقی کی کتاب "تذکرہ" ہے اس میں لکھا ہے کہ رسول اللہ مر کر مٹی ہو گئے ہیں۔ کیوں مسلمانو! یہ رسول اللہ کی توہین ہے یا نہیں؟ سب مسلمانوں نے بیک وقت کہا توہین ہے توہین ہے۔

مولانا ہزارویؒ: اب آپ لوگ یہ بتائیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی توہین کسی ڈر کے مارے برداشت کرتے رہیں؟

عوام: ہرگز ہرگز نہیں ہم کبھی برداشت نہ کریں گے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔

اب اس کے بعد جو دوسرے کفریات تھے مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے کھول کر بیان کر دئے اور ہر کفر بیان کر کے عوام سے پوچھتے کہ کیوں یہ کفر ہے کہ نہیں؟ سب کہتے ہاں یہ کفر ہے تو مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ شرعی مسئلہ بیان کرتے کہ جو مسلمان اس کفر کو صحیح سمجھے یا کہنے والے کو مسلمان سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ (عوام) بیشک وہ کافر ہو جاتا ہے۔ مولانا پوچھتے اس کی بیوی طلاق ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ عوام کہتے ہو جاتی ہے ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

ایک پُر لطف تماشہ:

قارئین سے معذرت کے ساتھ اس درمیان میں ایک پر لطف تماشا دکھانا ضروری ہے۔ جب شہر میں ہمارے جلسے اور خاکساروں کے حملے کا چرچا ہوا تو اس دن ایک شعر کی حقیقت سامنے آئی۔

سرفروشوں کے قبیلے اور ہیں
عافیت کوشوں کی نسلیں اور ہیں

تو اس چرچے کی وجہ سے اس دن دو قسم کے عوام تھے جو عافیت کوش بزدل تھے وہ تو ہماری مسجد کے امام صاحب کے سلام پھیرتے ہی جوتے اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے کہ مبادا ہم نہ مارے جائیں۔ لیکن جو منچلے سرفروش مزاج تھے وہ پورے شہر کی دوسری مساجد سے نماز سے فارغ ہو کر گروہ در گروہ اُمڈ کر ہماری مسجد میں پہنچ گئے اور مسجد کے ہر طرف مجمع بڑھتے بڑھتے ہزاروں تک پہنچ گیا اور اس مجمع عظیم میں ساٹھ ستر خاکسار اونٹ کی پیٹھ پر تل کے مصداق بن کر رہ گئے۔

اب جب مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ خاکساروں کا ہر کفر بیان کر کے طلاق ہو جانے کا اعلان عوام سے کرواتے تو یہ صورتِ حال خاکساروں کے لئے ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن'' کا مصداق بن گئی آخر مجبور ہو کر سپہ سالار صاحب نے ''برخیز'' کا حکم دیا اور خاکسار اٹھ کر نکلنے لگے تو اب عوام نکلنے کے لئے راستہ نہ دیتے بالآخر بڑی مشکل سے بے آبرو ہو کر بیچارے نکلے اور میدان مولانا کے ہاتھ رہا۔ ع

بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

(تبصرہ ہزاروی نمبر ص ۲۵)

ایک معرکۃ الآراء مناظرہ:

۱۹۳۷ء میں اکوڑہ خٹک میں خاکساروں اور مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کے

Marfat.com

درمیان علامہ مشرقی کے کفریہ عقائد کے بارے میں مناظرہ طے پایا۔ اس مناظرہ میں ایک طرف مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ تھے جبکہ دوسرے طرف مولانا عبدالقہار عرف مروت مولوی صاحب تھے۔ اس مناظرہ میں باتفاق فریقین استاذی الکریم محدثِ کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ حکم مقرر کیے گئے۔ اس مناظرہ کی مکمل روئیداد جناب حکیم عبدالخالق صاحب خلیق نے ارسال کی تھی جو اس مناظرہ کے چشم دید گواہ تھے۔ جس کا اردو ترجمہ برادر مکرم حضرت مولانا حافظ محمد ابراھیم فانی نے کیا ہے۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں:

''بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۱۹ نومبر ۱۹۳۷ء اکوڑہ خٹک کی ایک مسجد میں حضرت ہزارویؒ نے خاکسار جماعت کے خلاف ایک پرجوش تقریر کی اور اعلان کیا کہ بانی جماعت خاکسار علامہ عنایت اللہ خان مشرقی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ بات تحصیل نوشہرہ کی خاکسار جماعت سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں پر ناگوار گذری اور انہوں نے مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ساتھ علامہ صاحب کے کفر کے بارے میں مناظرہ اور مباحثہ کر کے دلائل سے ان کے کفر کو ثابت کریں۔ مولانا ہزارویؒ نے جواب میں کہا کہ میں بحث کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ تاریخ، وقت اور مقام کا تعین آپ خود کر کے مجھے اطلاع دیں۔ خاکساروں نے جواب دیا کہ گذشتہ جمعہ کے دن آپ نے جس مسجد میں تقریر کی تھی اس مسجد میں آئندہ جمعہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء مطابق ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ہمارا اور تمہارا آمنا سامنا ہوگا۔ دور دراز اور قرب و جوار کے علاقوں سے بہت لوگ اکوڑہ خٹک پہنچ گئے۔ مجھے بھی جامع مسجد نوشہرہ صدر کے

Marfat.com

خطیب مولانا قاضی عبدالسلام صاحب نے اطلاع دی، چنانچہ میں جمعہ کی نماز کے لیے اکوڑہ خٹک پہنچا۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ صاحب کے ساتھ چند احراری علماء تھے اور خاکساروں میں قابل ذکر افراد کے نام یہ ہیں۔ شماس خان، مولانا مروت، مولانا شاکراللہ ،مولانا عبدالرؤف صاحب نوشہرہ اور شیر بہادر خان وکیل آف بدرشی۔

نمازِ جمعہ کے بعد ایک عالم اٹھ کھڑے ہوئے جو کہ اسی مسجد کے پیش امام معلوم ہوتے تھے ،انہوں نے اعلان کیا کہ آج ہماری مسجد میں ایک مذہبی مسئلہ پر دو فریقوں کے درمیان بحث ہوگی۔ چونکہ دونوں فریق ہمارے مہمان ہیں اس لیے ہم ان کے درمیان بحث میں غیر جانبدار رہیں گے اور ہمارے لئے یہ دونوں فریق قابل احترام ہیں، البتہ یہ ایک مذہبی اجتماع ہے اس لئے اس کی صدارت کے لئے ایک مسلّم مذہبی عالم کی ضرورت ہے اور میرے خیال میں ہمارے اکوڑہ خٹک کے نامور فاضل حضرت مولانا عبدالحق صاحب اگر اس کی صدارت فرمائیں تو یہ بات بہت موزوں ہوگی، تین چار آوازیں اس کی تائید میں بلند ہوئیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مسجد کے صحن کے وسط میں منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ایک اور منبر کی ضرورت ہے، چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ پھر مولانا صاحبؒ نے کہا کہ ایک فریق تو صرف مولانا غلام غوث ہزارویؒ صاحب ہیں اور دوسری طرف پورا خاکسار گروہ! اس لئے ان کو چاہیئے کہ اپنا ایک نمائندہ منتخب

Marfat.com

کر کے بحث کے لیے نامزد کریں۔ چنانچہ خاکساروں نے مولانا مروت صاحب کو اپنا نمائندہ چن لیا۔ شیخ الحدیث مولانا صاحبؒ نے اعلان کیا کہ ہر فریق کو صرف پندرہ پندرہ منٹ تقریر کرنے کی اجازت ہے لیکن پہلی تقریر مولانا ہزارویؒ کی ہوگی۔ کہ انہوں نے عنایت اللہ مشرقی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے وہ اپنے اس فتویٰ پر دلائل دیں گے۔ مولانا ہزارویؒ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے تذکرہ (علامہ مشرقی کی کتاب) چاہیئے، چنانچہ ان کو وہ کتاب دے دی گئی۔ انہوں نے ایک صفحہ نکالا اور عربی عبارت پڑھنی شروع کی، اور اس کا مفہوم انہوں نے یہ بیان کیا کہ ”فرنگی نیک اور صالح لوگ ہیں، یہ لوگ جنت میں ہوں گے اور ان کے لڑکے اور لڑکیاں حور اور غلمان کی شکل میں ہوں گے۔“ اس وجہ سے یہ کافر ہے۔ اس طرح اس کی دیگر کتابوں مثلاً تذکرہ، اشارات، قولِ فیصل اور مولوی کا غلط مذہب سے حوالے دئے اور تقریباً ۵۲ دلائل بیان کئے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ نے مولانا ہزارویؒ سے کہا کہ آپ کا وقت پورا ہو گیا۔ مولانا ہزارویؒ نے کہا کہ میرا کام بھی پورا ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے فریق کے مولانا مروت کھڑے ہوئے اور اپنی عادت وفطرت کے مطابق نہایت دھیمے انداز میں تقریر شروع کی اور کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ مولانا ہزاروی صاحب ایک بہترین عالم اور نیک مسلمان ہیں، انکی علامہ مشرقی سے کیا عداوت اور دشمنی ہے جو کہ ایک اچھا مسلمان ہے اور اسلام کا عسکری غلبہ اس کا مطحِ نظر ہے، مسلمانوں کی ترقی کا خواہشمند ہے، نماز پڑھتے وقت اس کی آنکھوں سے سیل اشک

Marfat.com

رواں ہوتا ہے، اس کی زبان سے الفاظِ کفر یا کفریہ کلمات کبھی نہیں نکل سکتے۔اس طرح کی باتوں میں مولانا مروت صاحب کا وقت ختم ہوگیا۔

مجاہدِ ملت مولانا ہزاروی صاحبؒ دوبارہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے دیکھا میں نے علامہ مشرقی کے کفر پر ۵۲ دلائل دیئے، ملا مروت نے ایک اعتراض کا بھی جواب نہیں دیا، صرف یہ کہا کہ وہ ایک اچھا مسلمان ہے، مسلمانوں کا عسکری غلبہ چاہتا ہے، وہ روتا ہے وہ ہنستا ہے، اس کا کیا مطلب ہے ''مروتو ملاّ'' (مروت مولوی) میرے اعتراضات کے صحیح جوابات دو، آئیں بائیں شائیں نہ کرنا۔اس موقع پر شیر بہادر خان وکیل نے کہا کہ یہ کوئی طریقہ نہیں یہ غلط انداز ہے، صرف ایک اعتراض ہونا چاہیئے، اس کے لیے ایک منٹ بھی کافی ہے جبکہ اس کے جواب کے لیے کم از کم آدھا گھنٹہ ہونا چاہیئے۔اسی پر فیصلہ ہوا، مولانا ہزارویؒ نے تذکرہ کی وہی عبارت پھر شروع کی اور پھر بیٹھ گئے۔مروت مولانا صاحب جواب کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس عبارت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انگریز اور فرنگی آخرت میں جنت میں ہوں گے، مشرقی صاحب کہتے ہیں کہ انگریزوں کی زندگی ان کی اپنی عملی صلاحیت کی وجہ سے ایسی ہے گویا یہ لوگ جنت میں رہتے ہیں، ان کے بیٹے بیٹیاں حور وغلمان کی طرح حسین وجمیل ہیں۔ایک آواز آئی کہ آگے نہ جائیں، پہلے یہ فیصلہ کریں کہ بحث آخرت کے متعلق ہے یا ... کے؟ دوسری آواز آئی کہ یہ صدر صاحب کا کام ہے وہ فیصلہ

Marfat.com

دیں کہ مولانا ہزاروی صاحب صحیح کہتے ہیں یا مولانا مروت! مولانا عبدالحق صاحبؒ نے کہا کہ میں صدرِ جلسہ ہوں حَکَم نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اگر دونوں فریق مجھ پر اعتماد کرلیں تو پھر میں فیصلہ دوں گا۔ مولانا ہزارویؒ نے مصنوعی انداز میں کہا کہ میرا تو ان پر اعتماد نہیں اس لیے کہ یہ مولانا مروت کے شاگرد ہیں اور استاذ کا لحاظ ضرور رکھیں گے۔ اس وقت کچھ شور بلند ہوا لیکن مولانا ہزاروی نے بآوازِ بلند کہا کہ توکّل بر خدا میں بھی مولانا عبدالحق پر اعتماد کرتا ہوں۔ لیکن اے مولانا عبدالحق! اگر آپ نے استاذ کا لحاظ کیا تو قیامت کے روز میں آپ کا گریبان پکڑوں گا۔ مولانا عبدالحق صاحبؒ نے حاضرین سے پوچھا کہ حاضرین کرام خصوصاً اکوڑہ خٹک کے رہنے والو! آپ لوگ تو مجھے جانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ میں کتنے طلبہ کو پڑھاتا ہوں اور اس بات سے بھی آپ آگاہ ہیں کہ میں نے دارالعلوم دیوبند میں سبق پڑھا ہے، تو پھر میں عربی سمجھتا ہوں گا؟ تمام لوگوں نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہاں آپ کا علم تو مسلّم ہے۔ پھر آپ نے تذکرہ مانگا اور کہا کہ اس عبارت سے پہلے ایک دو صفحے دیکھنے چاہیں تاکہ عبارت کا سیاق وسباق معلوم ہوسکے۔ آپ نے عبارت پڑھنی شروع کی، جب بحث ختم ہوئی تو مولانا عبدالحق صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ بحث آخرت کے متعلق ہے دنیا سے متعلق نہیں۔ اسی کے ساتھ آوازیں بلند ہوئی کہ بس بات کو طول نہ دیں اس لیے کہ روزہ ہے، علامہ کافر ہے۔ خاکساروں نے بھی کچھ شور بلند کیا لیکن کون سنتا تھا؟ جلسہ درہم برہم ہوگیا۔ مولانا ہزاروی صاحب جلوس کی شکل میں

Marfat.com

اکوڑہ خٹک کی گلیوں میں پھرائے گئے اور خاکسار بوجھل قدموں کے ساتھ واپس ہوئے۔ (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر ص ۳۴۷)

فتنہ مودودیت:

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق مولانا مودودی صاحب کے خیالات و نظریات کی وجہ سے مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کا اس گروہ سے بھی بطور خاص مقابلہ رہتا تھا۔اس میدان میں مولانا کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔مودودیت سے مقابلے میں مولانا ہزارویؒ پر کئی بار قاتلانہ حملے ہوئے۔کردار کشی ہوئی۔انتہائی بازاری زبان استعمال کی گئی۔لیکن مولانا ہزارویؒ آخری دم تک مودودیت کے مخالف رہے۔ہمیں اس موقع پر مولانا مودودی کے نظریات وافکار پر گرفت کرنا مقصود نہیں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ مجاہدِ ملت حضرت مولانا ہزارویؒ کی زندگی اور سوانح کا تذکرہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک مودودیت سے ان کے اختلاف کو ظاہر اور واضح نہ کردیا جائے۔ جماعتِ اسلامی کے امیر جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے (جو کہ بنیادی طور پر ایک صحافی اور صاحب طرز مضمون نگار تھے) جب مذہبی محقق کا انداز اختیار کیا تو مجاھدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے باقاعدہ ان کا علمی تعاقب شروع کیا۔مولانا ہزارویؒ دیانتداری سے سمجھتے تھے کہ یہ جماعت اور اس کے بانی کے افکار و خیالات سے اسلام کی عظمت مجروح ہوتی ہے اور مودودی صاحب کے طرزِ فکر اور طرزِ قلم سے انبیاء کرامؑ ،صحابہ کرامؓ اور ازواجِ مطہراتؓ کی تنقیص لازم آتی ہے۔

شمشیرِ بے نیام:

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ مودودیت کے خلاف شمشیرِ بے نیام تھے۔تمام

Marfat.com

دینی، ملکی اور سیاسی مصروفیات کے باوجود بڑی شدومد سے مودودیت کے خلاف برسرِ پیکار رہتے اور اس کو اپنی زندگی کا مقدس مشن سمجھتے تھے۔ اس حوالہ سے آپ پر کئی بار قاتلانہ حملے ہوئے لیکن اللہ نے آپ کو بچالیا۔

مودودی صاحب کے بعض باطل نظریات:

ذیل میں مودودی صاحب کی وہ عبارات نذرِ قارئین ہیں جن میں انبیاء کرام اور صحابہ کرامؓ کو نشانۂ تنقید بنایا گیا ہے۔ یہی وہ عبارات ہیں جن کی بنیاد پر جماعتِ اسلامی سے مولانا ہزاروی کا سیاسی نہیں بلکہ دینی اور شرعی اختلاف تھا۔ ہمیں اس موقع پر مودودی صاحب کے نظریات و افکار پر گرفت کرنا مقصود نہیں بلکہ مودودی صاحب کی من مانی تعبیرات کی ایک جھلک دکھانی مقصود ہے۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

۱- عصمت (گناہوں سے پاک ہونا) انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں۔

(تفہیمات حصہ دوم ص۴۲)

۲- مودودی صاحب رقم طراز ہیں۔ حضرت موسیٰؑ سے نبوت سے پہلے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ کہ انہوں نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔

(رسائل و مسائل حصہ اول ص ۲۸)

۳- مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں حضرت یونسؑ کے قصہ میں لکھا ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی تبلیغ میں کوتاہیاں ہوئیں۔

۴- زنا وغیرہ کی شرعی سزاؤں کے بارے میں مودودی صاحب نے اپنی کتاب تفہیمات حصہ دوم صفحہ ۲۸۱ کی بحث تعزیرات میں لکھا ہے کہ جہاں مردوں اور عورتوں کی مخلوط سوسائٹی رکھی گئی ہو، جہاں کلبوں میں خلوت وجلوت ہر جگہ میں جواں مردوں اور بنی ٹھنی عورتوں کے ملنے جلنے کا موقع ملتا ہو۔ ایسی جگہ زنا کی شرعی سزا جاری کرنا بلاشبہ ظلم

Marfat.com

ہوگا۔ رجم اور کوڑوں کی سزا در حقیقت ایسے گندے ماحول کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کی۔ یہ ایک نمونہ ہے مودودی صاحب کے افکار و خیالات کا جن کی بنیاد پر حضرت ہزارویؒ نے مودودیت سے اختلاف کیا۔

اسمبلی میں مودودیت کا تعاقب:

ایک دفعہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں شیخ الحدیث محدثِ کبیر حضرت مولانا عبدالحقؒ نے قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی اخلاق وعقائد پر برا اثر ڈالنے والے لٹریچر پر پابندی لگائی جائے۔ اس پر بحث ہوئی۔

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے نہ صرف اس قرارداد کی حمایت کی بلکہ واضح طور پر فرمایا میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی قرارداد کی تائید کرتا ہوں یہ ضروری ہے کہ اس قسم کے تمام لٹریچر کو ضبط کرلیا جائے جس سے اسلامی عقائد پر زد پڑتی ہے چاہے وہ مرزائی لٹریچر ہو یا مودودی لٹریچر ہو یا پھر پرویزی لٹریچر۔

اس موقع پر مودودی ممبر صفی اللہ نے مداخلت کی کہ مودودی کا نام نہ لیں وہ مشہور اور بلند ہستی ہے۔ مجاہدِ ملت مولانا ہزاروی نے فرمایا آپ اسے بلند کہیں میں اسے گم راہ کہتا ہوں۔ صفی اللہ نے پھر کچھ کہا جس کے جواب میں مولانا ہزارویؒ نے پھر فرمایا کہ آپ کے مفتی فرما چکے ہیں کہ مودودی نے لکھا ہے کہ حضرت ابراھیمؑ کو نبوت سے پہلے شرک کی منزلوں سے گذرنا پڑا تھا۔ پھر مولانا ہزارویؒ نے سپیکر کے کہنے پر مودودی کا نام چھوڑ کر کہا کہ مرزائی، پرویزی اور فحش لٹریچر کو ضبط کیا جائے۔

(اخبار الجمعیت ۱۵ فروری ۱۹۷۴ء)

زندگی بھر کی مساعی کا ہدف:

۱۹ اپریل ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں ہفت روزہ ''چنگاری'' کے

Marfat.com

نمائندہ نے حضرت ہزارویؒ سے انٹرویو لیا۔ دورانِ انٹرویو نمائندہ سوال کرتا ہے۔ مولانا صاحب آپ نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ کن سرگرمیوں میں گذارا ہے؟

جواب: میری عمر کا بڑا حصہ الحمدللہ مرزائی، پرویزی اور مودودی فتنوں کے خلاف جدوجہد میں گزرا ہے۔

مودودیت، مرزائیت ایک ہیں:

ایک بار جمعیت علمائے اسلام کی مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی تو مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے تمام ارکانِ عاملہ کو فرمایا:

> ''میں تمام ارکانِ جمعیت اور عام اہل اسلام سے درخواست کروں گا کہ موجودہ حالات میں کسی ایسی جماعت میں شریک نہ ہوں جس میں مودودی کو شریک کیا گیا ہو۔ ہم مودودی اور مرزائی کو بہن بھائی تصور کرتے ہیں جو مودودی قرآنی سزاؤں کو ظلم کہے جو مودودی کروڑوں مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہؓ کو زبان دراز کہے اور پھر حدیث بھی نقل کرے کہ مومن زبان دراز نہیں ہوتا اور اس طرح کی سینکڑوں خرافات کہے ہم کسی طرح ان کو مسلمانوں میں نہیں ملا سکتے یہی حضرت مدنیؒ، حضرت امام لاھوریؒ، حضرت غور غشتیؒ اور تمام علماء کرام کا فتویٰ تھا۔'' (ہفت روزہ الجمعیۃ شمارہ ۲۷ جون)

مودودیت کا رد، تمام توجہات کا مرکز تھا:

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی عادت تھی کہ اکثر مطالعہ میں مصروف رہتے اور اس میں ڈوب جایا کرتے حضرت مولانا حامد میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے کوئی اخبار یا رسالہ ہاتھ میں لیا ہوا تھا اور اس کے مطالعہ میں ایسے مستغرق

Marfat.com

ہوئے کہ کئی دفعہ ان سے بات کی گئی لیکن انہوں نے نہ سنی۔ مولانا محمد اجمل خان نے ازراہِ ظرافت انہیں متوجہ کرنے کیلئے ایک خبر کا تذکرہ کیا جس میں مودودی صاحب کا نام آیا۔ اس پر مولانا چونک پڑے اور مطالعہ چھوڑ کر فوراً ہماری طرف متوجہ ہو گئے۔

(ماہنامہ تبصرہ ہزاروی نمبر ص ۱۳)

مودودیت سے نفرت کی انتہاء:

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب سرائے عالم گیر حضرت ہزارویؒ کی مودودیوں سے طبعی نفرت اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی ایک مثال بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

> ''میں اپنے علاقہ کا بی ڈی ممبر تھا۔ ممبر بننے کے بعد میں نے حضرت ہزارویؒ کی کامیابی کیلئے جدوجہد شروع کر دی۔ جب ۱۹٦۳ء کا الیکشن قریب آیا۔ تو میں نے مولانا مرحوم کے لئے مزید تگ ودو تیز کر دی۔ میری اس شب و روز کی مسلسل محنت سے بوکھلا کر کسی مخالف نے مجاہدِ ملت مولانا ہزاروی صاحبؒ کو میرے بارے میں جھوٹا مغالطہ دیا۔ کہ وہ مودودی ہو گیا ہے۔ جس کا مجھے بعد میں علم ہوا۔ چنانچہ اس انتخابی مہم کے سلسلہ میں ایک دن میں بس میں سوار ہو کر بالاکوٹ سے مانسہرہ جا رہا تھا تو حسنِ اتفاق سے مولانا ہزارویؒ بھی اسی بس میں سوار آگے والی سیٹ پر تشریف فرما تھے۔ جب بس گڑھی حبیب اللہ کے سٹاپ پر جا کر رکی تو میں نے مولانا ہزاروی مرحوم کی خدمت میں السلام علیکم کہا۔ مولانا مرحوم نے برجستہ میرے سلام کے جواب میں نہ وعلیکم السلام کہا۔ میں بے تکلفی سے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ عرض کی کہ حضرت! میں ایک علاقے کا بی ڈی ممبر ہوں

Marfat.com

اور آپ الیکشن لڑ رہے ہیں۔آپ کی امداد کے لئے حاضر ہوا ہوں۔فرمانے لگے ،کہ مجھے آپ کے ووٹ کی ضرورت نہیں ہے۔میں نے عرض کیا کہ آپ کو ضرورت نہیں ہے لیکن میں مجبور ہوں کہ آج اگر میں نے آپ کو اپنا قیمتی ووٹ نہ دیا تو دیو بند کے محدثین کی ارواح مجھ پر لعنت بھیجیں گی۔فرمانے لگے کہ دیو بند کے محدثین کو مودودیوں کی ضرورت نہیں۔میں نہایت خفگی کی حالت میں اٹھ کر جانے لگا تو حضرت ہزارویؒ نے میری پشت کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا کہ مجھے ایک خبیث نے آپ کے بارے میں مغالطہ دیا ہے کہ آپ مودودی ہو گئے ہیں لیکن آج میری غلط فہمیاں دور ہو گئیں ہیں۔'' (ماہنامہ تبصرہ ہزاروی نمبر ص ۵۴)

جان بچی سولاکھوں پائے:

مودودی صاحب اوران کے پیروکار مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کے مزاج سے واقف نہ تھے مولانا پر ایک مرتبہ مقدمہ ہتکِ عزت کا ایبٹ آباد میں دائر کر دیا۔مقصد یہ تھا کہ مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ مرعوب ہو جائیں گے لیکن جب مودودیوں کے توقعات کے برعکس مولانا ڈٹ گئے اور گواہوں کی فہرست میں مودودی صاحب کو بھی طلب کرلیا تو صالحین ایبٹ آباد کو چوکڑی بھول گئی دن کو تارے نظر آ گئے اور اپنے مقدمہ کی خود ہی عدم پیروی کر کے مقدمہ خارج کرالیا اور متوقع رسوائی سے جان چھڑائی گویا''جان بچی سولاکھوں پائے۔''

قاتلانہ حملہ :

اس کے بعد مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ نے بھی رفتار تیز سے تیز تر کر دی تو بالآخر

Marfat.com

ان مفسدوں نے بھی مولانا کی زندگی کو ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اجرتی قاتلوں سے مولانا پر بس اڈہ حویلیاں میں آتشیں اسلحہ اور تیز دھار ہتھیاروں سے بھرپور حملہ کیا چھ انچ کے فاصلے سے گولی سے مولانا کے دل کو نشانہ بنایا۔ چھری سے دوسرے اجرتی نے بھی حملہ کیا مگر تینوں اجرتی موقع پر ہی رنگے ہاتھوں پکڑے گئے اور حضرت مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ اور ان کے ساتھی مسعود الرحمان ٹیکسلا بال بال بچ گئے۔

مخالفین کی ایک بدترین کمینی حرکت:

ایک دفعہ ان دشمنوں نے یہ حرکت کی کہ مولانا کے فوٹو کے ساتھ کسی نوخیز خوبصورت عورت کا فوٹو جوڑ کر اس کا دوبارہ فوٹو لیا تو نیا فوٹو یوں لگتا تھا کہ مولانا کسی عورت کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہیں پھر یہ فوٹو بغہ کے کسی عورت کے ذریعے مولانا کی اہلیہ محترمہ کے پاس اس بیان کے ساتھ پہنچایا کہ مولانا نے اس خوبصورت عورت کو دلہن بنا کر لاہور کی عالیشان کوٹھی میں رکھا ہوا ہے۔

مولانا سفر سے گھر پہنچے تو بیوی صاحبہ بگڑی بیٹھی تھیں وجہ پوچھنے پر وہ فوٹو نکال کر سامنے رکھ دیا کہ لاہور میں اس کے ساتھ شادی رچا رکھی ہے مولانا اپنے مخالفین کی اس حرکت پر حیران رہ گئے۔ (تبصرہ نمبر ص ۲۶)

ایک پیش گوئی جو سچ ثابت ہوئی:

مجاہدِ ملت حضرت مولانا ہزارویؒ اکثر جلسوں میں فرمایا کرتے۔ مودودیوں کا سربراہ مجھ سے عمر میں دس برس چھوٹا ہے پھر اسے میری زندگی سے خاص دشمنی اور میری موت کی بڑی تمنا ہے۔ مگر میں اس کی زندگی میں نہیں مروں گا بلکہ وہ میری زندگی میں مرے گا اور امریکہ میں مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مودودی صاحب امریکہ میں ۷۹/۹/۲۰ کو چل دیئے۔

Marfat.com

ایک اور پیش گوئی :

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جہاں جمعیت علماء اسلام کا مقابلہ خوانین اور جاگیرداروں سے تھا وہاں جماعتِ اسلامی کے صالحین سے بھی ٹکراؤ تھا اور عام میڈیا یہی پروپیگنڈہ کررہا تھا کہ جماعتِ اسلامی بھاری اکثریت سے جیت لے گی۔ لیکن مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ الیکشن کے ہر جلسہ میں گلی گلی قریہ قریہ یہ اعلان کرتے پھرتے تھے کہ جماعتِ اسلامی کو پورے ملک میں چار سیٹوں سے زیادہ کچھ نہ ملے گا۔ کیونکہ جنازہ کو کندھا دینے کیلئے چار آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب نتائج آئے تو حضرت ہزارویؒ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور پورے ملک میں جماعت اسلامی کو چار سیٹیں ملیں۔

حضرت ہزارویؒ کی ساری زندگی احیائے اسلام، دفاع صحابہ اور تبلیغ دین کے لئے انتھک جدو جہد اور قربانیوں سے بھرپور ہے۔ حضرت ہزارویؒ جیسے لوگ صدیوں بعد دھرتی کی کوکھ پر جنم لیتے ہیں اور جب رخصت ہوتے ہیں تو تاریخ انہیں اپنا عنوان قرار دیتی ہے قومیں اور افراد ایسے ہی لوگوں کے نقش پا پر اپنے مستقبل کی خشت اول رکھتے ہیں۔ اور انہیں کو منزل کا سنگ میل گردانا جاتا ہے۔

کل کا مورخ جب مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کی سیرت و کردار کی چھان پھٹک کرے گا تو حضرت ہزارویؒ کی سیرت و کردار کے روشن نقوش اس اندھیر نگری میں روشنی کا مینار ثابت ہوں گے جس سے بھولے بھٹکے راہی منزل کی راہ پائیں گے اس لئے کہ دین کے معاملے میں مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے جس ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کیا وہ صرف انہی کا حصہ تھا۔

آئینِ جواں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباھی

Marfat.com

باب ۸

تحریکِ ختمِ نبوت میں مجاہدانہ کردار

اسلامی تاریخ کے ہر دور میں احقاقِ حق وابطالِ باطل کے لئے امت مسلّمہ کا ایک طبقہ ہمیشہ برسرِ پیکار رہا ہے جس دور میں جس طرح کے افراد، شخصیات اور اداروں کی ضرورت ہوتی رہی منشاءِ خداوندی سے وہ امتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لئے میدانِ عمل میں آتے رہے۔ کذب و دجل کے فرعون جب بھی اور جہاں بھی پیدا ہوئے علم وفضل کے موسیٰ فوراً ہی ان کے تعاقب میں لگ گئے۔ جب کذب و دجل کے فرعون نے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ظہور کیا تو اس فتنے کے سرکوبی کے لئے کئی علماء، صلحاء، اربابِ قلم، اصحابِ علم، اصحابِ خطابت ردِ قادیانیت کے میدان میں اترے اوراس فتنے کی سرکوبی کی۔

قادیانیوں کے خلاف پاکستان میں ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت آج بھی تاریخ کا معتبراور روشن حوالہ ہے۔

تحریکِ ختمِ نبوت میں مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جو کردار

Marfat.com

ادا کیا وہ بجائے خود ایک تحریک، ایک تاریخ اور دعوت وعزیمت کا ایک روشن باب ہے۔ مستقبل کا مورخ جو لکھے گا سو لکھے گا ہم یہاں اپنے قارئین کو حضرت ہزارویؒ کے بارے میں چند تاریخی، انقلابی اور اثر انگیز واقعات سنا کر فکر وعمل کی انگیخت کا ساماں کرتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود کی سازش :

''۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود نے ہزارہ کو فتح کرنے اور اپنے اثر ورسوخ کو بڑھانے اور مزید پختہ کرنے کے لئے ان خوانین کی دعوت یا سازش پر اپنے تیز وطرار اور شاطر قسم کے مناظر ''اللہ دتہ'' کو ہزارہ بھیجا۔ ہزارہ میں بڑے بڑے جید علماء کرام موجود تھے۔ مگر یہ مدرس، مفتی صوفیاء، صالحین اور اساتذہ قسم کے لوگ تھے۔ مناظرہ کے فن میں انہیں مہارت نہ تھی نہ ہی مرزائیت کے مغالطوں اور چالاکیوں سے کما حقہ آگاہ تھے چنانچہ مرزائی مناظر مختلف جگہوں پر تقریر کرتا ہوا علمائے کرام کو چیلنج دیتا اور اپنی فضا بناتا ہوا پھگلہ آپہنچا۔ (پھگلہ مانسہرہ اور بالاکوٹ کے درمیان ایک پرفضا مقام ہے)۔''

حضرت ہزارویؒ میدانِ مبارزت میں :

''یہاں کے بااثر سادات اور بالاکوٹ کا ایک بااثر خان قلیچ خان مرزائیت سے وابستہ ہو کر سب کچھ اس پر نچھاور کرنے کے لئے تیار تھا۔ ان سب کی ملی بھگت اور سازش سے مرزائی مناظر اللہ دتہ پھگلے پہنچا تھا۔ ان لوگوں نے مختلف دیہاتوں میں دعوت نامے بھیج

Marfat.com

کر لوگوں کو بلایا اور بہت بڑے جلسے کا انتظام کیا دوسرے دن اللہ دتہ پروگرام کے مطابق پولیس کی نفری اور اپنے مسلح محافظوں کے جھرمٹ میں سٹیج پر آیا اور مرزا کے قصیدے پڑھنے لگا۔ جب اس پروگرام کا علم علماء کرام کو ہوا تو وہ سخت پریشان ہوئے اور عوام کے ایمان کو خطرہ میں محسوس کیا۔ پھر مرزائی مناظر کو جواب دینا ان کے بس میں نہ تھا اور اتنے جاگیرداروں، خوانین اور حکام کی مخالفت کرنا اور ان کے روبرو بات کرنا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ یہ کسی بیٹھک یا مسجد کی بات نہ تھی بلکہ میدانِ مبارزت میں جوہر دکھانے کا مرحلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ قاضی محمد یونس صاحب بالاکوٹی کو جزائے خیر دے کہ ان حالات کو سنا تو فوراً مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ حال سے آگاہ کیا۔

زین العابدین موت وحیات کی کشمکش میں:

مگر مولانا کے گھر حالت یہ تھی کہ ان کا نہایت ہی ذہین وفطین اور جی دار اکلوتا بیٹا موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا کہ ابھی فوت ہوا، ابھی دم نکلا۔ سب اہل خانہ اس کے تصورِ فراق میں دردمند اور آزردہ تھے اور آنسوؤں کا سیلاب آنکھوں سے جاری تھا۔ مولانا نے چند منٹ سوچا اور قاضی صاحب سے فرمایا۔ ذرا ٹھہریں میں کتابیں لے کر آتا ہوں۔ آپ اندر آئے، چند کتابیں لیں اور اپنے لختِ جگر کو خدا کے حوالے کر کے گھر سے جانے لگے۔ آپ کی والدہ مرحومہ نے فرمایا زین العابدین مر رہا ہے اور آپ کتابیں لے کر گھر سے جا رہے ہیں۔ آپ نے بے تکلف فرمایا، اماں جان،

Marfat.com

یہاں ایک زین العابدین کی موت کی بات ہے اور ادھر نبی ﷺ کی امت کے ایمان کی بات ہے۔ اگر ایک آدمی بھی مرتد ہو گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟ مجھے زین العابدین کے مقابلے میں امت کا ایمان زیادہ عزیز ہے۔ یہ کہہ کر آپ گھر سے رخصت ہو گئے۔ بفہ اڈہ پر اطلاع پہنچی کہ بچہ فوت ہو گیا ہے۔ نماز جنازہ پڑھ کر جائیں۔

قادیانیت کے زہر کا تریاق:

آپ نے فرمایا نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچانا فرض عین ہے۔ اگر میرے پہنچنے سے پہلے مرزائی مناظر اللہ دتہ واپس چلا گیا تو بہت سے مسلمانوں کا ایمان خراب کر جائے گا۔ بچے کو دفن کرنے کے لئے عزیز و اقارب اور اہلِ محلّہ کافی ہیں۔ مگر اللہ دتہ کے زہر کا تریاق میرے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ کہہ کر آپ قاضی محمد یونس کے ہمراہ پھگلہ روانہ ہو گئے اور ایسے وقت پر وہاں پہنچے جب مرزائی مناظر اللہ دتہ بڑے جوش و خروش سے سٹیج پر براجمان پولیس کی نفری اور مسلح گارڈ کے گھیرے میں تقریر کر رہا تھا۔ لوگوں کو ہم خیال بنانے کے لئے علماء پر چوٹیں کرتا ہوا انہیں چیلنج دے رہا تھا۔

مولانا ہزارویؒ کا اسٹیج پر قبضہ :

سارے گھیراؤ کو توڑ کر مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ اسٹیج پر چڑھ گئے اور صاعقہ الٰہی بن کر اس پر ٹوٹ پڑے اور کڑک کر مرزائی مناظر اللہ دتہ سے فرمایا:

Marfat.com

''او اللہ دتہ، لوگوں کے ایمان کو خراب نہ کرو، تم مرزا کی نبوت کی بات کرتے ہو، نبوت اور ولایت تو بڑی چیز ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ مرزا آنجہانی کو ایک شریف انسان بھی ثابت کرنے کے لئے مجھ سے مناظرہ کرلو۔ خدا کی قسم کہ مرزا نہایت ہی کمینہ اور بد اخلاق انسان تھا۔ تم اس خبیث کی بات کرتے ہو۔''

اللہ دتہ کو جان کے لالے پڑ گئے کہ یہ مولانا ہزارویؒ کہاں سے آدھمکا۔ اس کی قوت گویائی جواب دے گئی اور مولانا نے سٹیج سے دھکا دے کر اس کو نیچے گرادیا۔ اس نے اپنے حواریوں سمیت بھاگنے ہی میں خیر سمجھی اور قادیان پہنچ کر دم لیا۔ مولانا نے اسی سٹیج پر کھڑے ہو کر ختم نبوت کے موضوع پر زبردست تقریر کی۔ ختمِ نبوت کے نعرے لگوائے۔ لوگوں کے ایمانی ولولوں کو گرماتے ہوئے فرمایا

''ان مرزائیوں سے سوشل بائیکاٹ کرو، ان کی شادی، غمی اور نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کرو۔

چنانچہ مرزائیوں کا ناطقہ بند کردیا۔ الحمدللہ آج تک یہ لوگ خانہ بدر ہیں اور کبھی کبھار چوری چھپے آکر اپنی جائیداد پر نگاہِ حسرت ڈال کر چلے جاتے ہیں۔

قارئین کرام: غور فرمائیں کہ مولانا کی شخصیت کے جوہر نکھر نکھر کر نظروں کے سامنے آتے ہیں۔ ان کی غیرتِ ایمانی، ان کی جرأت و جانبازی، ان کی حاضر جوابی، ان کا توکل، ان کی ہیبت و شوکت، غرض ایک مجاہدِ جرنیل اور مدبّر جانباز کی قربانی کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

حضرت ہزارویؒ کی کرامت:

''زیدہ'' تحصیل صوابی مردان کا ایک قصبہ ہے۔ یہاں کے خوانین مرزائی ہوگئے تھے ان کا علاقہ بھر میں اس قدر اثر تھا کہ لوگ مرزا کو ''حضرت صاحب'' کہتے

Marfat.com

تھے۔ان حالات کا علم آپ کو ہوا تو ایک چھوٹی سی مسجد میں جلسہ کا انتظام کرایا۔اس کی تفصیل کے سلسلہ میں مولانا عبدالحنان جہانگیروی فاضل دیوبند رقم طراز ہیں۔

"محترم حضرت مولانا ہزارویؒ کی تمام زندگی گوناگوں واقعات اور مجاہدانہ کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ان کی کون کون سی ادا اور جرات وللّٰہیت کا واقعہ ذکر کیا جائے۔غالباً ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۶ء کا واقعہ ہے کہ صوبہ سرحد میں خاص کر تحصیل صوابی میں انگریزوں کے خود کاشتہ پودے کے منحوس اثرات بہت زیادہ پھیلنے لگے تھے۔خاص کر خوانین طبقہ اور انگریزی سرکار کے ملازمین میں یہ زہر روز بروز بڑھ رہا تھا۔"

صوابی میں مرزائیت کا قلع قمع:

موضع زیدہ میں خوانین تمام علاقے میں سب سے زیادہ حکومت کے گھر باوقعت،بارسوخ اور اونچے پائے کے سمجھے جاتے تھے اور کافی زور کے مالک تھے۔ان میں چند افراد مرزا غلام احمد کے پیرو بن گئے اور علاقہ میں موضع ٹوپی،زروبی اور اسمعیلیہ کے دیہات میں بھی یہ مرض پھیل گیا۔زیدہ میں تو یہاں تک ان کا رعب قائم تھا کہ کسی کو مرزا کا نام بھی بے ادبی سے لینے کی جرأت نہ تھی اور عوام کو احساس اور خبر تک نہ تھی کہ یہ بھی خلافِ اسلام کوئی فرقہ ہے۔انہی دنوں میں انہی خوانین کے ایک قریبی رشتہ دار اور خداترس مسلمان مردِ مومن مسمی شیر محمد خان آف جہانگیرہ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کی استدعا کی کہ زیدہ میں مرزائیت بہت زیادہ قوی ہورہی ہے اور یہ اثرات روز بروز علاقے میں پھیلتے جارہے ہیں۔اگر ان کا انسداد نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ یہ ارتداد تمام علاقہ میں پھیل جائے۔چنانچہ مجاہدِ ملت حضرت مولانا ہزارویؒ مرحوم جو بعض دوسرے ہم خیال علماء

Marfat.com

مثلاً مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی، مولانا لطف اللہ جہانگیرہ اور حکیم فضلِ حق آف نوشہرہ وغیرہ کے ساتھ پہلے سے اس فرقہ کے خلاف پشاور، مردان وغیرہ میں برسرِ پیکار تھے۔ انہوں نے مشورہ کیا اور سب اکٹھے ہو کر شیر خان کی معیت میں زیدہ پہنچے۔

پہلے پہل تو لوگوں نے اپنی اپنی مساجد وغیرہ میں مرزائیوں کے خلاف جلسہ کرنے کی اجازت سے پہلو تہی کی۔ مگر بعد میں سمجھانے اور شیر محمد خان کی کوششوں سے آئندہ جمعہ کو مسجد محلّہ چنگڑ میں جلسہ مقرر ہوا۔ تمام علاقہ میں تشہیر کی گئی۔ جمعہ کو لوگ کافی تعداد میں جمع ہوئے۔ کئی لوگ تو تماشہ کے خیال سے آئے تھے کہ خانوں کے خلاف ان کے قصبے میں جلسہ کیسے ہوگا۔ بہرحال جلسہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے تقریر مولانا لطف اللہ صاحب نے شروع کی۔ مخالفین بھی مجمع کے باہر قطار باندھ کر کھڑے تھے۔ ان مخالفین میں خوانین کی ایک سرکردہ شخصیت عجب خان جو اِن دنوں ضلع ہزارہ اوگی میں پولیٹکل تحصیلدار تھا اور تھا بھی کٹر مرزائی، جس نے ہزارہ میں بھی مرزائیت کا کافی تخم بویا تھا وہ جلسہ گاہ کے باہر ایک چبوترے پر چارپائی ڈال کر بیٹھا تھا۔ نیز اس کا ایک لڑکا یوسف خان بھی قطار میں کھڑا تھا۔ مولانا لطف اللہ نے مرزا غلام احمد کا ذکر کیا اور اس کے دعوؤں کے بارے میں کہنا شروع کیا تو مرزائیوں نے گڑبڑ شروع کی مگر بعد میں مولانا لطف اللہ نے کافر کا لفظ کہا تو عجب خان اچانک کھڑا ہوا اور شور برپا کر دیا اور اس کے بیٹے یوسف خان نے پستول نکال کر دھمکی دی کہ اگر مرزا کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو گولی مار دوں گا۔

ادھر آ ستمگر ہنر آزمائیں:

جب یہ کیفیت سامنے آئی تو مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ یکدم کھڑے ہو گئے اور مولانا لطف اللہ کو بٹھا دیا اور خود اپنا گریبان کھول کر اور سینہ تان کر کے فرمانے لگے کہ تم میں غیر[illegible]ہے تو مارو میرے سینے میں گولی۔

Marfat.com

ادھر آ ستمگر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

تمہارے اس موعود پیغمبر میں تو رتی برابر بھی غیرت نہیں تھی، تم میں اتنی غیرت کہاں سے آ گئی۔ چنانچہ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ عادت کے مطابق اور جوشِ ایمانی سے ایسے گرجے اور ایسے برسے کہ کفر پر لرزہ طاری ہو گیا جس سے تمام حاضرین اس قدر متاثر ہوئے کہ نوجوانوں نے عجب خان کے لئے جو چارپائی رکھی تھی وہ فوراً اٹھا کر باہر پھینک دی اور ہر طرف نعرہ تکبیر کی صدا گونجنے لگی۔ ادھر پولیس کا تھانیدار اس وقت کوئی سکھ تھا، وہ موجود تھا۔ حضرت ہزارویؒ نے اس تھانیدار کو للکار کر کہا، اگر پولیس والے اس مجمع کو کنٹرول نہیں کر سکتے تو ہٹ جائیں۔ ہم مسلمان خود کنٹرول کر لیں گے۔ چنانچہ تھانیدار نے بھی مجبوراً یوسف خان کے ہاتھ سے پستول چھین لیا اور باقی شریروں کو جو چند آدمی تھے، بھگا دیا۔

ہوئے مر کے ایسے رسوا کہ ملی نہ جا لحد کی:

اس کے بعد حضرت مجاہدِ ملت نے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی اور مرزائیت کے تار و پود کو بکھیر دیا۔ مسلمانوں سے کہا کہ ان کو اپنے قبرستان میں دفن ہونے سے منع کر دو۔ چنانچہ اس جلسے کے بعد قصبہ زیدہ بلکہ علاقہ میں کایا پلٹ گئی اور مرزائی الو پرندہ جیسے دن کو باہر نکلنے سے رہے۔ قدرتِ خداوندی سے ایک مرزائی مسمی گلاب کا چھوٹا بچہ فوت ہو گیا۔ مسلمانوں نے مسمی شیر محمد کی سرکردگی میں قبرستان پر پہرہ لگا دیا۔ اس کے بعد گلاب مرزائی نے ارادہ کیا کہ اپنی ملکیت کی زمین جو بھائیوں کے ساتھ مشترک تھی۔ اس میں قبر کھودنے کا ارادہ کیا تو بھتیجوں نے جو کہ مسلمان تھے کہا کہ ہمارا دوسرا چچا مسمی عبدالحنان جو پشاور میں ملازم ہے، اس کو بلاؤ اور زمین تقسیم کرو، بعد ازاں اپنے حصہ کی زمین میں دفن کر دو۔ چنانچہ اسی کشمکش میں تین دن تک مردہ پڑا

Marfat.com

رہا۔ بعدازاں ایک اور مرزائی شاید اس کا نام گل محمد تھا، نے اپنی زمین میں دفن کرنے کو کہا مگر کوئی قبر کھودنے والا زیدہ میں نہ ملا اور ٹوپی وغیرہ سے اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو بلایا اور قبر کھودی اور دفن ہوا۔ کچھ مدت بعد اس عجب خان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے جنازہ اور قبر کا بھی یہی حشر ہوا۔ زیدہ میں ایک مسلمان بھی اس (عجب خان) کے قریب نہ گیا۔ دو چار مرزائیوں نے مل کر سپرد خاک کر دیا۔

خان عبدالغفور خان کے تاثرات :

شاید ان دنوں خان عبدالغفور صاحب آف زیدہ جو کہ خوانین کے چیف اور صوبہ سرحد کی قانون ساز اسمبلی کے سپیکر تھے، ان کو عجب خان کی موت کی اطلاع ہوئی۔ چونکہ رشتہ دار تھے، شام کو کار میں سوار ہو کر پہنچے۔ اڈہ کے پاس لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ جنازہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ دفن کر دیا گیا۔ پھر عبدالغفور خان پوچھتے ہیں کہ جنازہ ہو گیا؟ لوگوں نے کہا کہ دفن کر دیا گیا۔ وہ غصہ سے کہنے لگا کہ میں جنازہ کے متعلق پوچھتا ہوں ؟ لوگوں نے کہا کہ گاؤں کے لوگ نزدیک بھی نہیں ہوئے۔ شاید چند مرزائیوں نے کچھ کیا ہو، تو خان موصوف کہنے لگے اگر یہ بات ہے تو پھر میں کیوں جاؤں اور تمام لوگوں سے مخالفت کیوں مول لوں۔ چنانچہ وہ اسی کار میں واپس چلے گئے۔

مرزائیوں کو نمازِ جنازہ سے نکال دو :

کچھ عرصہ بعد اسی خان عبدالغفور صاحب کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ بہت بڑا خان تھا اور سیشن جج بھی رہ چکا تھا اور اسمبلی کا سپیکر بھی، تو لوگ بہت تعداد میں آئے۔ حسب روایت شیر محمد خان نے عبدالرحیم خان کو جو خان عبدالغفور کا لڑکا تھا اور اس وقت سیشن جج تھا لکھا کہ چونکہ تمہارا بھائی عبدالحمید خان مرزائی ہے۔ اگر وہ اپنے والد کے جنازہ

Marfat.com

میں شریک ہوگا تو ہم مسلمان شریک نہیں ہوں گے۔ اگر وہ شریک نہ ہو نیز اور مرزائی بھی، تو ہم پھر جنازہ پڑھیں گے۔ چنانچہ عبدالرحیم خان نے لکھا کہ عبدالحمید وغیرہ نہیں ہوں گے۔ چنانچہ جب جنازہ رکھا گیا تو شیر محمد خان اور خان موصوف مرحوم کا چھوٹا لڑکا عبدالرؤف خان صفوں میں پھرے اور لوگوں سے کہا کہ اگر کوئی مرزائی ہو تو اس کو نکال دو۔ چنانچہ چند ایک مرزائی ایک طرف نکل کر بیٹھ گئے اور مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کیا۔ اسی جنازہ میں نواب ہوتی اور نواب محمد اکبر خان بھی موجود تھے۔ اس نے خان مرحوم کے بیٹے عبدالحمید مرزائی کو بہت برا بھلا کہا۔ تیسرے روز عبدالحمید خان نے اپنے حجرے میں جبکہ لوگ تیسرے روز فاتحہ کے لئے آئے ہوئے تھے، مرزائیت سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔

مرزائیوں پر زمین تنگ کر دی:

مگر وہ اعلان بھی مصنوعی اور دھوکا تھا مگر بہرحال یہ تمام معرکہ سر کرنے اور لوگوں میں مرزائیت کی حقیقت آشکارا کرنے اور مسلمانوں کے ایمانوں کو محفوظ کرنے کا سہرا بھی انہی مجاہد کبیر مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کے سر ہے۔ تھوڑا عرصہ پہلے عبدالسلام مرزائی جو کہ عبدالحمید خان کا بیٹا ہے جو کہ ہزارہ میں ڈی۔سی رہ چکا ہے اور جس نے مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ پر ہزارہ میں کئی مقدمات بنا رکھے تھے، ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور جو اسی شیر محمد خان کی چچا زاد بہن تھی کے جنازے کا بھی یہی حشر ہوا۔ کوئی مسلمان نزدیک نہیں گیا۔

زیدہ کے واقعات کے بعد مجاہدِ ملت مرحوم نے ٹوپی نیز اسمعیلہ میں بڑے زوردار جلسے کیے اور مرزائیوں کی اچھی طرح خبر لی، جس کی وجہ سے عوام اور علاقے کے بچے بچے کے دل میں مرزائیت سے نفرت پیدا ہو گئی۔

Marfat.com

جرأت وبے باکی کی نادر مثال:

ضلع مانسہرہ کا ایک بڑا معتبر خان مرزائی ہو گیا تھا اور معزز خوانین کے ہاں اس کی شادی ہوئی تھی۔ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کو کسی معتبر ذریعہ سے پتہ چلا کہ اس خان کی بیوی ابھی تک مسلمان ہے۔ اس نے عقیدہ نہیں بدلا۔ حضرت ہزارویؒ کچھ علماء کو لے کر عورت کے بھائی سے ملے جو کہ مسلمان تھا اور اسے متوجہ کیا کہ اپنی بہن کو کسی طرح اپنے پاس بلالو۔ ورنہ اس بدکاری میں تم بھی شریک ہو گے مگر اس نے توجہ نہ دی اور باتوں میں ٹال دیا۔ حضرت ہزارویؒ نے مانسہرہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا اور مرزائیت کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اس خان کا نام لے کر فرمایا کہ مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ فلاں خان کی بیوی ابھی تک مسلمان ہے۔ وہ مرزائی ہو کر مرتد نہیں ہوئی۔ میں اس خاتون سے کہتا ہوں کہ خدارا اس جہنم کی زندگی سے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو نکالے۔ اس کا مرزائی کے گھر رہنا بالکل حرام ہے اور اگر وہ نہیں نکلتی تو حضرت ہزارویؒ نے بڑے زوردار لہجے میں فرمایا کہ ہے کوئی مسلمان جو اس کو اٹھا کر لے جائے، میں اس کا نکاح اس مسلمان کے ساتھ پڑھاؤں گا۔ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ ایسے برسے کہ کسی کو دم مارنے کی ہمت نہ ہوئی اور زندگی بھر ان خوانین سے ختمِ نبوت کی بنیاد پر لڑتے رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت :

اس تحریک کے ابتدائی معاملات طے کرنے کے لئے علماء کرام، اولیاء عظام، اور سیاسی زعماء کو دعوت دے کر انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے، ناموسِ رسالت اور تحفظِ ختمِ نبوت کے موضوع پر سوچنے اور ملکی صورت حال کو پیش نظر رکھ کر پالیسی طے کرنے کی ذمہ داری مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کے سپرد تھی۔ انہوں نے ہی

Marfat.com

دعوت نامے بھیج کر علماء کو بلایا۔

پھر مجلسِ عمل بنی۔ مطالبات طے ہوئے اوران کے تسلیم نہ ہونے کی صورت میں سول نافرمانی کی تحریک چلاکر جیل جانے کا فیصلہ ہوا۔مجلسِ عمل نے اپنے مطالبات پیش کئے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے، وغیرہ۔ مگر حکومت نے مطالبات کو تسلیم کرنے کے بجائے مرکزی قائدین کو کراچی میں گرفتار کرلیا۔جس کے ردعمل میں تحریک چل پڑی ۔تحریک سے پہلے احرار رہنماؤں نے اس مسئلے کے لیے اتنا کام کیا تھا اور اس قدر احساس دلایا تھا کہ بس اشارہ کی دیر تھی۔

ملک کے کونے کونے سے علمائے کرام،صوفیائے عظام،اربابِ خانقاہ وطلباء اورعوام میدانِ عمل میں آ گئے۔مگر تحریک کا اصل میدان پنجاب خصوصاً لاہور تھا۔تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے لاہور والوں کی قربانیاں تاریخ کا ایک سنہرا اور ناقابلِ فراموش باب ہے۔مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کے ذمہ صوبہ سرحد، خصوصاً ضلع ہزارہ تھا۔اس سلسلہ میں انہوں نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان مرحوم سے بات کر کے ان کو تحریک کا ہمنوا بنالیا تھا اور انہوں نے حامی بھی بھرلی تھی کہ وہ کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی نہیں کریں گے مگر جب تحریک زور سے چل پڑی اور ہزاروں علماء،صلحاء،طلباء اور دیندار مسلمان میدانِ عمل میں آ گئے تو مرکزی حکومت کے کہنے پر خان عبدالقیوم خان نے اپنے قول واقرار کی خلاف ورزی کرتے ہوئے رکاوٹ پیدا کر کے تحریک کو صوبہ سرحد میں کمزور کرنے کی کوشش کی۔

ہزارویؒ کو گولی ماردو، کابینہ کا فیصلہ :

اس دوران مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کو باوثوق ذریعہ سے مولانا محمد علی جالندھریؒ کا پیغام ملا کہ لاہور کے حالات سخت ہوتے جارہے ہیں۔آپ بہت جلد

Marfat.com

وہاں پہنچ کر تحریک کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لیں تاکہ تحریک ناکامی کا شکار نہ ہونے پائے۔ آپ گرفتاری نہ دیں ورنہ پیچھے کوئی کام کرنے والا نہ ہوگا۔ آپ ہی نے پیچھے رہ کر کام کرنا ہے۔ یہ پیغام سن کر آپ لاہور پہنچ گئے اور تحریک کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ گرفتاری کے لیے پروگرام کے مطابق دستے بھیجتے رہے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی آپ کے مستقل معاون رہے۔

حکومت نے جب دیکھا کہ حالات کنٹرول سے باہر ہو رہے ہیں تو لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے اسے فوج کے حوالے کر دیا۔ جنرل اعظم مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوا۔ مگر اس کے باوجود تحریک پروگرام کے مطابق جاری رہی اور منظّم طریقہ سے چلتی رہی۔ اربابِ مارشل لاء نے معلوم کیا کہ یہ تحریک ایسے منظّم اور مخفی طریقہ سے کون چلا رہا ہے۔ انہیں معلوم ہوا کہ یہ سارا نظام حضرت مجاہدِ ملت مولانا ہزارویؒ کے ہاتھ میں ہے اور وہ کسی غیر معروف جگہ میں روپوش ہیں۔ فوجی حکام نے اعلان کر دیا کہ جو شخص بھی مولانا ہزارویؒ کو گرفتار کرنے میں مدد دے گا اسے دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ اس پر بھی کامیابی نہ ہوئی تو مرکزی کابینہ میں فیصلہ ہوا کہ حضرت ہزارویؒ جہاں ملیں، انہیں گولی سے اڑا دیا جائے۔ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ ایسے حالات میں جب باہر گولیاں برس رہی تھی، فوجی جس کو چاہتے برسٹ مار کر ختم کر دیتے اور جس کو چاہتے جیل بھیج دیتے، اپنے تدبر اور عزم وحوصلہ سے تحریک کا کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ آپ کا لباس بہت سادہ تھا۔ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ یہ بھی کوئی لیڈر رہے۔

یوسف خان کا کردار

اس وقت لاہور میں آپ کا ایک داماد محمد یوسف خان اپنی بیوی مسماۃ خدیجہ (بی بی) کے ہمراہ رہتا تھا اور اس وقت بالکل غیر معروف آدمی تھا اور کسی جگہ ملازم تھا۔ حضرت مجاہدِ ملتؒ اکثر ان کے گھر میں رہتے اور ہدایات لکھ کر یوسف خان

Marfat.com

کے ذریعے ذمہ دار لوگوں تک پہنچاتے۔

ختمِ نبوت کا یہ مجاہد حضرت مجاہدِ ملتؒ کی ہدایات اور خطوط لے کر ایک پرانے سے تھیلے میں ڈال لیتا اور سائیکل پر سوار ہو کر فوجیوں کی گاڑیوں کے سامنے سے گزر کر متعلقہ لوگوں تک پہنچا آتا اور کسی کو شک نہ گزرتا۔ مارشل لاء دور میں یہ ڈیوٹی جان پر کھیل کر یوسف خان ہی ادا کرتا رہا۔ حضرت ہزارویؒ کبھی بیڈن روڈ پر حضرت سیفی صاحبؒ کے ہاں تشریف لے جاتے، کبھی حضرت لاہوریؒ کے ہاں پہنچ جاتے۔ اس طرح رات دن جگہ بدلتے رہتے۔ جب مارشل لاء کی سختی عروج پر پہنچ گئی اور آپ کی گرفتاری کے لیے جگہ جگہ چھاپے پڑنے لگے تو آپ نے گرفتاری دینے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ خیال آیا اگر اس طرح گولی سے مارا گیا تو بزدلی تصور ہوگی۔ آپ گرفتاری کے ارادہ سے آرہے تھے کہ حضرت مولانا حمید اللہؒ، حضرت امام لاہوریؒ کے خلف الرشید راستہ میں ملے اور گرفتاری کی مخالفت کی اور آپ کو کار میں بٹھا کر لاہور سے کئی میل باہر لے گئے اور وہاں چھوڑ آئے۔ چند دنوں کے بعد آپ پھر لاہور آ گئے اور پھر گرفتاری دینے کا فیصلہ کیا مگر اس بار پھر مولانا حمید اللہؒ کو پتہ چلا، وہ آ کر راستہ سے آپ کو کار میں بٹھا کر لاہور سے تقریباً بارہ میل دور چھوڑ آئے اور فرمایا! گرفتاری نہیں دینی۔ کچھ دنوں کے بعد پھر لاہور آئے اور مولانا داؤد غزنویؒ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب کسی اشتعال کی ضرورت نہیں ہے۔ لوگوں پر مارشل لاء کا اثر پڑا ہوا ہے۔

لاہور سے باہر نکلے :

آپ لاہور سے باہر چلے جائیں اور گرفتاری نہ دیں۔ آپ نے لاہور سے باہر جانے کا فیصلہ کر لیا مگر مارشل لاء کے دوران لاہور سے باہر جانا بے حد مشکل تھا۔ سب راستوں پر فوجی چوکیاں تھیں۔ آنے جانے والوں کو وہ پوری طرح چیک

Marfat.com

کرتے۔ پھر پاس بنا کر دیتے۔ لاہور سے جانے کی وجہ دریافت کرتے۔ واپسی کا وقت پوچھتے اور اسے ایک کارڈ حوالے کرتے۔ واپسی پر وہ کارڈ چیک پوسٹ والوں کے حوالے کر کے جانا پڑتا۔ اس کاروائی کا مقصد یہ تھا کہ لوگ تحریک میں قربانی دینے کے لئے نہ آ سکیں اور مطلوبہ لوگوں کو پکڑا جا سکے۔

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کے لیے یہ مرحلہ بڑا مشکل تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بندوبست بھی فرما دیا۔ مولانا خداداد مرحوم جو حضرت ہزارویؒ کے ہم زلف تھے اور شیخوپورہ چک نمبر ۱۶ میں زمین خرید کر آباد ہو گئے تھے اور یوسف خان کے والد ماجد تھے۔ انہوں نے بڑی زبردست قربانی اور بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا۔ وہ مولانا کی بچی اور اپنی بہو کو لے کر شیخوپورہ چک نمبر ۱۶ چلے گئے۔ وہاں سے ہو کر بہو کو لے کر پھر لاہور آئے اور بچی کا برقع حضرت ہزارویؒ کو اُوڑھا کر انہیں اپنے ہاں شیخوپورہ چک نمبر ۱۶ لے گئے۔

پندرہ بیس دن آپ وہاں ٹھہرے رہے۔ مگر یہاں سب سہولتوں کے باوجود یہ پریشانی تھی کہ ملک کی صورت حال صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے مولانا خداداد مرحوم سے فرمایا کہ مجھے اسی طرح بحفاظت میرے شیخ و مرشد کے پاس خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف پہنچا دیں۔ انہوں نے پھر جان پر کھیل کر یہ ڈیوٹی سرانجام دی اور بحفاظت حضرت کو برقع پہنا کر خانقاہ سراجیہ پہنچا دیا۔ یہاں آپ تین ماہ تک رہے۔ پھر گرمی اور حبس وغیرہ کی وجہ سے آپ نے تنگی محسوس کی تو آپکو حضرتؒ نے اپنے خاص مرید کے پاس بھلوال بھیج دیا۔ جہاں ان کے پاس بستی سے باہر وسیع زمین تھی اور اس میں ان کی آبادی تھی۔ اس طرح آپ سات ماہ تک ان کے پاس بڑی آزادی سے رہے۔ آپ کے پاس پابندی سے اخبارات پہنچائے جاتے اور

Marfat.com

آپ ان کی روشنی میں مرکزی قائدین تک اپنے خیالات پہنچاتے رہتے۔ (بیس مردان حق ص ۶۱۵ تا ۶۲۳)

زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت :

حضرت مولانا عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں

۱۹۵۳-۵۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں جب سارے مرکزی رہنما اور لیڈر گرفتار ہوئے تو آپ کو مرکزی قیادت کی طرف سے حکم ملا کہ پیچھے رہ کر کام کریں اور گرفتاری نہ دیں۔ مگر جب لاہور کے حالات حکومت کے قابو سے باہر ہو گئے اور تحریک کی طاقت و مقبولیت کے مظاہر سامنے آ گئے تو حکومت نے قوم کے مطالبہ کو ماننے کے بجائے لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے اسے فوج کے حوالے کر دیا۔ فوج نے چارج سنبھال کر یہ معلوم کیا کہ یہ تحریک اور ایسے پروگرام منظم طریقے سے کون چلا رہا ہے کہ مارشل لاء کے باوجود تحریک رکتی نہیں، بڑھتی ہی جاتی ہے۔ تو فوج کے افسروں کو معلوم ہوا کہ یہ ساری گرما گرمی حضرت ہزارویؒ اور ان کے چند رفقاءِ کار کے دم خم سے قائم ہے۔ جب تک وہ گرفتار نہ ہوں، تحریک دب نہیں سکتی۔ چنانچہ ان کی گرفتاری کے لیے متعدد جگہوں پر چھاپے مارے۔ حضرتؒ کے رفقاءِ کار مولانا عبدالستار خان نیازیؒ وغیرہ تو گرفتار ہوئے۔ مگر حضرت ہزارویؒ ان کے ہاتھ نہ لگے۔ چنانچہ فوج نے اعلان کر دیا کہ ہزارویؒ جہاں ملیں گولی ماردی جائے اور یہ بھی اعلان کیا کہ جو شخص مولانا ہزارویؒ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرائیگا، ان کی گرفتاری میں مدد پہنچائے گا اسے دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد حالات سخت سے سخت تر ہو گئے مگر اس اللہ کے بندے کو فوجی زعماء بھی شکست نہ دے سکے۔ میں نے ایک دن ہمت کر کے حضرتؒ سے روپوشی کے حالات دریافت فرمائے۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ میں تم سے ایک بات بیان کرتا ہوں جو کسی کو معلوم نہیں اور نہ کسی سے آج تک بیان کی ہے۔فرمایا :

''جب میں روپوش تھا، پولیس اور فوج میری تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی۔ مجھے اس وقت سخت پریشانی لاحق ہوئی۔اپنی حالت سوچتا تھا کہ اگر گولی سے مارا جاتا ہوں تو یہ بزدلی کی موت ہوگی اور اگر گرفتاری کے لیے ظاہر ہوتا ہوں تو مرکز کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔یہ پریشانی تین دن تک رہی۔تیسرے دن مجھے کچھ بین النوم والیقظة، یعنی کچھ نیند اور بیداری کی حالت میں حضور خاتم النبیین وسید المرسلین ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ ﷺ نے آ کر میری پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

''غلام غوث تم نے میرے ناموس کے لیے قربانی دی ہے۔پریشان مت ہونا، کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر رہے گا'' جب میری آنکھ کھلی تو طبیعت میں زیارت نبوی ﷺ سے بشاشت کے ساتھ کامل اطمینان پیدا ہوگیا۔پھر اس کے بعد بہت سی تکالیف آئیں مگر قطعاً پریشانی نہیں ہوئی اور اس کے بعد ہی میں پولیس اور فوج کو جل دے کر لاہور سے باہر چلا گیا۔لاہور میں جب تک رہا ایسے اوقات بھی آئے کہ فوج اور پولیس والے میری امامت میں نماز پڑھتے رہے لیکن بشارتِ نبوی ﷺ اور حفاظتِ الٰہی کا نتیجہ تھا کہ پہچان نہیں سکے۔'' اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مولانا ہزارویؒ کو اپنے کردار میں تائیدِ الٰہی حاصل تھی اور یہ سب سے بڑی کرامت ہے۔

(''بیس مردان حق'' ص ۶۲۷ - ۶۲۸ ' از مولانا عبدالرشید ارشد)

Marfat.com

روپوشی اور ظہور :

تذکرہ مجاہدینِ ختمِ نبوت میں حضرت مولانا اللہ وسایا لکھتے ہیں:

''مولانا غلام غوث ہزارویؒ ایک خادم کا بھیس بدل کر خانقاہ سراجیہ آئے۔ اس وقت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا محمد عبداللہ ثانیؒ تھے۔ انہوں نے اپنے ایک مرید، جو بھلوال سے تعلق رکھتے تھے، ان کے ایک دور دراز کھیتوں کے ڈیرہ پر مولانا کی رہائش کا انتظام کردیا۔ پولیس اور فوج آپ کی گرفتاری کے لیے جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی۔ کچھ عرصہ بھلوال رہے۔ کچھ وقت ادھر اُدھر خفیہ طور پر تحریکِ ختمِ نبوت کے لیے کام کرتے رہے۔ تحریکِ ختمِ نبوت ختم ہوئی تو اب حضرت مجاہدِ ملت کے ظاہر ہونے کا مرحلہ تھا۔ ادھر ان کو گرفتار کر کے گولی مار دینے پر انعام مقرر تھا۔ چنانچہ خانقاہ سراجیہ آئے۔ حضرت عبداللہ ثانیؒ سے مشورہ میں طے پایا کہ جمعہ کے دن علی الاعلان اجتماع میں جاکر تقریر کریں تاکہ ہر خاص و عام کو پتہ چل جائے کہ حضرت ہزارویؒ ابھی زندہ وسلامت ہیں۔ اس حالت میں اگر گرفتاری ہوئی تو پولیس کو گولی مارنے کی جرأت نہ ہوگی۔

ادھر پولیس والوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ حضرت ہزارویؒ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس پر ایبٹ آباد و ہزارہ کے لوگ آپ کے لیے غائبانہ دعائیں، ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی و خیرات کر چکے تھے۔ چنانچہ آپ کو رفقاء کی معیت میں ایبٹ آباد بھیجا گیا۔ جمعہ کے وقت الیاسی مسجد ایبٹ آباد میں مولانا محمد اسحاق ایبٹ آبادی خطبہ دے رہے تھے۔ تو یکدم ان کی مولانا پر نظر پڑی۔ برجستہ کہا لوگو! تم

Marfat.com

نے یہ تو سن رکھا ہوگا کہ جنات ایک مخلوق ہے مگر آج تک کسی جن کو دیکھا نہیں ہوگا۔لو آج میں تمہیں ایک جن دکھاتا ہوں جو مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کا روپ دھارے ہوئے ہے۔اس لیے کہ ہماری اطلاع کے مطابق تو حضرتؒ کا انتقال ہوگیا ہے۔اس پر لوگوں نے پیچھے پلٹ کر حضرتؒ کو دیکھا۔ہزاروں کے اجتماع نے پرجوش استقبال کیا۔آپ نے خطاب فرمایا، جمعہ کا خطبہ دیا۔پولیس و حکومت کی سازش ناکام ہوگئی۔حضرتؒ کی جان لینے کے درپے دشمن نامراد ہوگئے اور حضرت ہزارویؒ نے قادیانیت اور قادیانیت نواز لوگوں کا احتساب پھر سے نئے ولولے کے ساتھ شروع کر دیا۔''

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت :ص ۲۲۵-۲۲۷،از مولانا اللہ وسایا)

انگریز جج کی عدالت، بے باکی کا ایک واقعہ:

حضرت مولانا عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں:

''۱۹۳۴ء میں مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے نوشہرہ ضلع پشاور میں انگریز کے خود کاشتہ پودے کے خلاف تقریر کی۔اس پر گرفتار ہوئے۔اے-سی نوشہرہ کی عدالت میں پیش کیے گئے۔وہ انگریز تھا۔اس کی عادت تھی کہ وہ ملزم کو دیکھتے ہی برا بھلا کہتا تھا۔اس کا مقصد اس کاروائی سے ملزم کو مرعوب کرنا ہوتا تھا۔حضرت مجاہدِ ملتؒ کو دیکھتے ہی وہ کہنے لگا ''تم بڈ معاش ہو، ہر جگہ فساد کرتا ہے، ہم تم کو سیدھا کرے گا'' مولاناؒ بڑے تحمل سے کہنے لگے یہ عدالت ہے۔قانونی طریقہ یہ ہے کہ وکیل استغاثہ پیش کرتا ہے مگر یہاں کا

Marfat.com

نقشہ کچھ اور ہی ہے۔ یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ مولانا نے اسی کے لب ولہجہ کی نقل اتارتے ہوئے زوردار آواز میں کہا ''تم بڑا بدمعاش ہو، تم ہر جگہ فساد کرتا ہے، ہم تم کو سیدھا کر دے گا'' اس ناگہانی غیر متوقع جوابدہی سے وہ بدحواس ہو کر کہنے لگا تم کو ایک سال کی سزا دی جاتی ہے۔ مولانا جیل بھیج دیے گئے۔ پشاور کے ایک مشہور وکیل نے مولانا کی طرف سے ایک اپیل دائر کر دی کہ اے۔سی نوشہرہ نے عدالتی ضوابط کی تکمیل کے بغیر سزا دی ہے جو انصاف کے خلاف ہے۔ ملزم کو صفائی کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد مولانا کو جیل سے رہائی ہوگئی۔

(''بیس مردان حق'' ص ۶۶۴ - ۶۶۳، از مولانا عبدالرشید ارشد)

جوابِ محضر نامہ:

۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوت کے نتیجہ میں جب وزیر اعظم بھٹو نے مرزائیوں کو کافر قرار دینے یا نہ دینے کا مسئلہ قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا تو اس موقع پر مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے مرزائیوں کے جواب میں ''جوابِ محضر نامہ'' کے نام سے ۲۵۷ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مدلل اور تحقیقی مقالہ بعنوان ''مرزائی قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت ہیں'' جس میں قومی اسمبلی کو فیصلہ کرنے کا استحقاق، مسلماں کی تعریف، ختمِ نبوت، فتاویٰ کفر کی حقیقت، مرزا کے دعاوی، مرزا کی اخلاقی حالت، جہاد اور مرزا کے کفریہ خیالات، انگریز سرکار سے وفاداری حیاتِ عیسیٰؑ اور دیگر مختلف موضوعات پر ہمہ جہتی اور سیرِ حاصل بحث کی گئی ہے پیش کیا۔

Marfat.com

اس موقع پر قائدِ ملت مولانا مفتی محمودؒ نے ''ملتِ اسلامیہ کا موقف'' کے نام سے مفصل مقالہ اسمبلی میں پڑھ کر مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ یہ تحریک کامیاب ہوئی اور اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذیل میں حضرت ہزارویؒ کے لکھے ہوئے جوابِ محضر نامہ کے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

خلیفہ ربوہ نے ممبرانِ اسمبلی کی توہین کی ہے:

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ لکھتے ہیں:

''میں نے حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب ایم این اے اور مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے بلوچستانی نے اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی ہے۔ خلیفہ ربوہ نے ایک اصولی سوال اٹھایا ہے کہ آیا کسی اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی شخص سے یہ بنیادی حق چھین سکے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو یا مذہبی امور میں دخل اندازی کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرے کہ کسی جماعت یا فرد کا کیا مذہب ہے؟''

مرزائیوں کو جواب :

''مرزائی خلیفہ نے یہ کہہ کر کہ مسلمان ممبرانِ اسمبلی کو مذہبی فیصلے کرنے کی اہلیت ہے یا نہیں۔ ممبرانِ اسمبلی کی سخت توہین کی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کروڑوں مسلمانوں کے نمائندے ہیں اور مسلمان بھی وہ جن کا کھلا دعویٰ ہے کہ ہمارا دین ''اسلام'' ہے۔ کیا یہ ممبر صاحبان اتنا بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کون ہے؟ اور غیر مسلم کون؟ مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کافر وہی ہوتا ہے جو

Marfat.com

ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ دین کا انکار کرے۔"

وحی کا دروازہ بند ہے:

"کیا کوئی مسلمان اس میں شک کر سکتا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے بعد وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اب براہ راست نہ کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے نہ کسی کی متابعت سے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخِ اسلام کے چودہ سو سال میں جس کسی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کو اہل اسلام نے معاف نہیں کیا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا جی حضور ﷺ میں فنا ہو چکے تھے اس لئے وہ عینِ محمد بن کر نبی ہوئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

بہر حال اسلام کے تمام بدیہی مسائل کو اسمبلی کے تمام ممبران سمجھتے ہیں اور تجربہ رکھتے ہیں بلکہ وہ مرزا ناصر سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔

(جواب محضر نامہ صفحہ نمبر ۸)

قادیانی مسلمان نہیں :

۲۔ ہم نے کب کہا ہے کہ آپ کو کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا حق نہیں۔ آپ بے شک اپنے کو نصرانی، عیسائی، قادیانی، احمدی اور مرزائی وغیرہ مذاہب کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ آپ جس مذہب کی طرف چاہیں منسوب ہوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سات کروڑ مسلمانوں کو کافر کہیں پھر انہی مسلمانوں کے نام سے عہدوں، منصبوں اور مختلف ملازمتوں پر قبضہ بھی کریں۔ آپ جب کروڑوں مسلمانوں کو مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمان نہیں سمجھتے تو

Marfat.com

اس طرح آپ کے غیر اسلامی عقیدوں کی وجہ سے مسلمان بھی آپ کو مسلمان نہ سمجھیں تو اب رونے کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو آپ کی بات پوری ہو رہی ہے۔ نہ تم ہم میں سے نہ ہم تم میں سے۔''

(جواب محضر نامہ ص۹)

مقامِ خاتم النبیین:

اس عنوان کے تحت مرزائیوں نے خواہ مخواہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر اور بزرگانِ دین کے اقوال سے غیر تشریعی نبوت کا بقا و اجراء ثابت کرتے ہوئے مغز پاشی کی ہے۔

ناصر احمد کو چیلنج :

''ہم مرزا ناصر احمد کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی ولی یا عالم کی کتاب سے دکھائیں کہ فلاں آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچا نبی بنا ہے۔ خود مرزا صاحب نے اقرار کیا ہے کہ کوئی سچا نبی مرزا قادیانی سے پہلے نہیں آیا تو بحث ختم ہوگئی۔ آپ خاتم النبیین کے معنوں میں کیوں مسلمانوں کو الجھاتے اور تیرہ صدیوں کے متفقہ معانی کی تردید کرتے ہیں۔''

(جواب محضر نامہ ص۱۰۳)

مرزا صاحب کون ہیں؟ کیا ہیں؟

''دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کون ہیں، کیا ہیں، دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں۔ جب ہم مرزا صاحب کی تحریرات پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

کہ یہ دعاوی میں اختلاط واختلاف بھی ان کی گہری چال ہے۔"

دعویٰ خدائی کی تمہید :

"وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہیں کرے گی اس لیے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادمِ اسلام مبلغ بنے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مہدی ہو گئے۔ جب دیکھا قوم میں ایسے بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ان کا دعویٰ مان لیں تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سبھی کچھ ہو گئے اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی تمہید بھی ڈال دی تھی۔

(جواب محضر نامہ ص ۱۱۶)

حماقت کی انتہاء:

مجاہدِ ملت حضرت مولانا ہزارویؒ نے قرآن وحدیث سے نزولِ مسیح ابنِ مریم کی نشانیاں بیان کرنے کے بعد فرمایا اب اگر ایک احمق کہے کہ

عیسیٰ سے مراد غلام احمد ہے۔

مریم سے مراد چراغ بی بی ہے۔

دمشق سے مراد قادیان ہے۔

باب لد سے مراد لدھیانہ ہے۔

قتل سے مراد مباحثہ میں غالب آنا ہے۔

مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔

زرد چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں۔

دجال سے مراد پادری ہیں۔

Marfat.com

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔ (جواب محضر نامہ ص ۲۳۸)

محضر نامے کے آخر میں مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ نے لکھا ہے کہ

''ہم نے مرزائیوں کے جھوٹ کی قلعی کھول دی ہے۔''

غیر مسلم اقلیت بل :

اب آخر میں ہم محترم ممبرانِ اسمبلی کی توجہ اپنے اس بل کی طرف مبذول کراتے ہیں جو ہم نے رہبر کمیٹی قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا ہے۔

بل کا متن درج ذیل ہے۔

ہر گاہ کہ

۱- مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے یہ مقام پایا ہے اور وحی نے مجھے صریح نبی کا لقب دیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

۲- مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح موعود بن بیٹھا ہے اور حیاتِ مسیح کا اس لیے انکار کیا ہے جبکہ براہینِ احمدیہ لکھنے تک اس کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ (حقیقۃ الوحی)

۳- مرزا قادیانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراجِ جسمانی کا انکار کیا ہے حالانکہ قرآن و حدیث اور امت کا فیصلہ ہے کہ آپ کو جاگتے ہوئے جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

۴- مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے اور انگریز کی اطاعت فرض قرار دی ہے اس کا اپنا شعر یہ ہے۔

Marfat.com

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و جدال

۵- مرزا قادیانی نے وحی اور مکالمات الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح کہا ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطا ھا ہمیست ایمانم

۶- مرزا قادیانی نے اپنے کو حضرت عیسیٰؑ سے افضل قرار دیا ہے۔"ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔"

اینک منم کہ حسبِ بشارت آمدم کہ عیسیٰ کجا است تا بجمد پابمنبرم

۷- مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰؑ کو شرابی لکھا ہے (کشتی نوح) اور پیغمبروں کی بھی توہین کی ہے۔

اس کے اشعار یہ ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے
من بہ عرفان نہ کمترم زکسے
آنکہ دادست ہر نبی راجام
داد آن جام رامرا نہ تمام

۸- مرزا قادیانی نے کافر کے جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا انکار اور آخر کار ان کے نکلنے کا قول نقل کیا ہے جو قرآنِ پاک کی نصوص کے قطعاً خلاف ہے اور ہرگاہ کہ یہ تمام امور کفریہ ہیں ان کے کہنے اور ماننے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۹- مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح موعود نہ ماننے والے تمام مسلمانوں

Marfat.com

کو اسی طرح کافر کہا ہے جیسے قرآن اور حدیث کا انکار کرنے والوں کو۔

۱۰- اور عام مسلمانوں سے شادی کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔

۱۱- اور ہرگاہ کہ دنیا بھر کی تمام نمائندہ جماعتوں نے مکہ معظّمہ میں جمع ہو کر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد یا مسیح موعود اسلام سے خارج ہیں۔

اور ہرگاہ کہ پاکستان کے عوام تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

بنابریں پاکستان قومی اسمبلی کے اس اجلاس میں ہم یہ بل پیش کرتے ہیں۔

۱- کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروؤں کو چاہے وہ مرزا کو نبی مانیں یا مجدد و مسیح موعود چاہے وہ قادیانی کہلائیں یا لاہوری یا احمدی، سب کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

۲- ان سب کو کلیدی آسامیوں سے علیحٰدہ کر دیا جائے اور آئندہ ان کو ان آسامیوں پر متعین نہ کیا جائے۔

۳- اور ان کا کوئی مخصوص شہر نہ ہو جہاں بیٹھ کر وہ ملک کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کر سکیں۔

یہ بل پاس ہوتے ہی سارے پاکستان میں نافذ ہوگا اور اس بل کا نام ''غیر مسلم اقلیت بل'' ہوگا۔

دستخط: غلام غوث ہزاروی ایم-این-اے

دستخط: عبدالحکیم ایم-این-اے

Marfat.com

دستخط: عبدالحق (بلوچستان) ایم-این-اے

وزیراعظم بھٹو سے ملاقات اور اتمامِ حجت

جب تحریکِ ختمِ نبوت چلی اور تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں بالآخر پاکستان کی قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو اس میں جہاں دوسرے اکابرین کی جدوجہد شامل تھی وہاں مجاہدِ ملت حضرت مولانا ہزارویؒ کی کوششوں کا بھی بڑا عمل دخل تھا۔

مولانا عبدالحکیم صاحب کہتے ہیں کہ

''چھ ستمبر ۱۹۷۲ء کو حضرت ہزارویؒ نے مجھے فون پر حکم دیا کہ بھائی! گاڑی تیار کر کے رکھنا، شام کو پرائم منسٹر بھٹو سے ملنے جائیں گے۔ اسمبلی کے اندر تو ہم نے اتمامِ حجت کر دیا ہے۔ اب بالمشافہ بات کریں گے۔ وقت میں نے لے لیا ہے۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں کہ شام کو ہم تین آدمی مسٹر بھٹو کے پاس گئے۔ ایک تو مولانا ہزارویؒ تھے، دوسرا میں اور تیسرے مولانا عبدالحق صاحبؒ بلوچستانی تھے۔ چنانچہ جب ہم بھٹو صاحب کے ہاں پہنچے تو مولانا ہزارویؒ نے قادیانیوں کے بارے میں تمام مذہبی تجزیئے پیش کئے۔ تمام حالات مفصل گوش گذار کئے اور آخر میں فرمایا بھٹو صاحب اب آپ کی آزمائش اور امتحان کا وقت ہے۔ ناموسِ رسالت کے لئے اگر تم یہ فیصلہ کردو تو خدا و مصطفیٰ ﷺ بھی راضی ہوں گے اور عوام بھی خوش ہو جائیں گے۔ تمہارے لئے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی ہوگی۔ بھٹو صاحب سنتے رہے اور کہا مولانا آپ درست فرماتے ہیں۔ لیکن میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ تمام بیرونی حکومتوں کا دباؤ ہے۔ اس کا مجھے ہی علم ہے۔

Marfat.com

بھٹو پر سکتہ طاری ہو گیا:

آپ کو ایک ضمنی واقعہ بتا تا چلوں۔ جب ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختمِ نبوت چل رہی تھی تو اس کے بعد جب تحقیقاتی عدالت میں اس وقت کے وزیراعظم ناظم الدین کو عدالتی بیان کے لئے بلایا گیا تو ایک جج نے سوال کیا کہ آپ نے مرزائیوں کو قوم کے مطالبے کے باوجود غیر مسلم اقلیت کیوں قرار نہیں دیا۔ تو وزیراعظم نے عدالت میں کہا کہ اگر ان کو غیر مسلم قرار دیتا تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم بھی نہ دیتا۔ یہ بیان تحقیقاتی رپورٹ میں موجود ہے۔ تو بھٹو صاحب نے بار بار یہ کہا کہ مولانا میں مجبور ہوں۔ مجھ پر دباؤ ہے تو مولانا نے جوش میں آکر فرمایا: بھٹو صاحب! لعنت بھیجیں بیرونی دباؤ پر۔ آپ اپنے رب کو راضی کریں۔ خدا کی مدد آپ کے شاملِ حال ہوگی۔ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ مولانا نے یہ باتیں کچھ ایسے انداز میں کیں کہ بھٹو صاحب پر سکتہ طاری ہو گیا اور تین چار منٹ بالکل خاموش آسمان کی طرف دیکھتے رہے اور اس کے بعد کہا اچھا مولانا آپ میرے لئے دعا کریں۔ خداوندِ قدوس مجھے توفیق دے۔ مولانا بار بار اصرار فرماتے رہے اور مولانا نے دورانِ گفتگو یہ بھی فرمایا کہ بھٹو صاحب! آپ ذہین اور بڑے مدبر آدمی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ پارلیمانی شوشہ چھوڑ کر گڑبڑ نہ کرا دیں۔ ہم اس مسئلہ کا مکمل حل چاہتے ہیں۔

بھٹو قائل ہوا اور شریک عمل بھی:

چنانچہ مولانا عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے ہی بھٹو صاحب نے اپنا

Marfat.com

ملٹری سیکرٹری طلب کیا۔ ہماری موجودگی میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ سے رابطہ کر کے ان کو حکم دیا کہ آپ راتوں رات اپنے علاقوں کے قومی اسمبلی کے ممبران سے کہیں کہ صبح ۷ ستمبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں فوراً پہنچیں کوئی ممبر رہ نہ جائے۔ چونکہ آئین میں ترمیم کا مسئلہ ہے۔ اس لئے تمام ممبران سے رابطہ کریں۔ ۷ ستمبر کو جب قومی اسمبلی میں ممبرانِ اسمبلی دو، تین تین منٹ تقریریں کر رہے تھے تو عبدالولی خان نے اپنی تقریر میں کہا ''میں تو نہیں آ رہا تھا لیکن مجھے کمشنر پشاور نے مجبور کر دیا کہ وزیراعظم کا حکم ہے کہ تمام ممبران شریک ہوں۔ اس لئے چلا آیا۔ یہ بات قومی اسمبلی کے ریکارڈ میں آج بھی موجود ہے۔ تو اس سے اندازہ کریں کہ بھٹو صاحب نے ممبرانِ اسمبلی کو جبراً بلایا ورنہ اگر صرف اپوزیشن ممبران کی بات ہوتی تو وہ صرف تنتیس (۳۳) تھے۔ ترمیم تو اتنے ممبران سے نہ ہو سکتی تھی اور یوں یہ بنیادی دینی مسئلہ حل ہوا۔

مسئلہ ختمِ نبوت دینِ اسلام کی رفیع الشان عمارت کا وہ بنیادی پتھر ہے اگر اس پتھر کو اپنی جگہ سے سرکا دیا جائے تو پوری عمارت چشمِ زدن میں زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ کی نزاکت اور اہمیت کی وجہ سے آج حضرت ہزارویؒ کی روح پکار رہی ہے کہ ہر مسلمان دفاعِ ختمِ نبوت کا مجاہد بن جائے۔ تاج وتختِ ختمِ نبوت کا پاسبان بن جائے اور قادیانیوں کیلئے بے نیام بن جائے۔ آج بھی ان کی روح بزبانِ حال کہہ رہی ہے ....

جو ختمِ نبوت کا طرف دار نہیں ہے
لاریب وہ جنت کا سزاوار نہیں ہے
خاموش رہے سن کے جو اسلام کی توہین
بے شرم ہے بزدل ہے وہ خوددار نہیں ہے

Marfat.com

باب ۹

دینی، ملی، قومی اور سیاسی خدمات

مصر کے معروف ادیب احمد امین نے اپنی خودنوشت سوانح ''حیاتی'' میں لکھا ہے کہ

''انسان اپنے گردوپیش کی پیداوار ہوتا ہے یعنی ماحول کی جو مشینری اس کے اردگرد مصروف کار ہوتی ہے وہ اس کے سانچے میں ڈھلتا ہے۔''

انسانی زندگی کے تجربات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ بات بلاخوف تردید درست ہے مگر پھر لوگ دو طبقوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ زیادہ بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جن پر ان کا ماحول حکمرانی کرتا ہے خواہ وہ ماحول اپنے جملہ اجزائے ترکیبی کے ساتھ صالح ہو یا فاسد۔ دوسری قسم ایسے انسانوں کی ہوتی ہے جو ماحول کی حکمرانی قبول نہیں کرتے بلکہ اپنی دیدہ وری سے حالات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرتے ہیں قابلِ قبول اور مفید چیزوں کو گلے لگا لیتے ہیں اور فرسودہ روایات کی بیخ کنی کرتے ہیں۔

Marfat.com

چمنستانِ حیات کو نت نئے گلوں کی تخم ریزی و آبیاری سے سنوارتے اور نکھارتے ہیں اور اس کا دامن خس و خاشاک کی آویزشوں اور آلودگیوں سے پاک کرتے ہیں۔ وہ اپنے کاروانِ زندگی کے لئے شاہراہِ حیات خود تعمیر کرتے ہیں۔

ہم خود تراشتے ہیں منازل کے سنگ راہ
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

ایسے لوگوں کی منزلیں اور مرحلے خود ساختہ و پرداختہ ہوتے ہیں منت کشِ غیر نہیں ہوتے۔

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ اس دوسری قسم کی کمیاب اور گراں مایہ ہستیوں میں سے تھے جن کا دیدار چشمِ فلک کو کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ہزارویؒ کئی خوبیوں کے جامع تھے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اسلامی معیار کے عین مطابق صحیح معنوں میں بیک وقت ایک غیور عالم اور نڈر سیاسی رہنما تھے۔ انہوں نے بے سروسامانی کی حالت میں سیاست میں قدم رکھا اور اسمبلی کے اندر اور اسمبلی سے باہر اپنی سیاسی حیثیت کو منوایا۔

حضرت ہزارویؒ نے اپنی سیاسی زندگی کی کہانی خود اپنی زبانی بیان فرمائی ہے اپنی خودنوشت سوانحِ حیات میں حضرت ہزارویؒ رقم طراز ہیں:

"جب میں نے دارالعلوم دیو بند سے سندِ فراغت حاصل کی، حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا سے رہا ہو کر دہلی میں جمعیت علماء ہند کی بنیاد ڈالی، علیگڑھ بھی تشریف لے گئے۔ جامعہ ملیہ ان کی اور مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ طلباء عموماً مہتمم حضرات کی

Marfat.com

پالیسی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ حالانکہ اس چراغ کو گل ہونے سے بچانا فرض تھا۔ اگر اس دارالعلوم سے لاکھوں علماء کرام فارغ ہو کر دنیا میں نہ پھیلتے تو اس کی کرنوں سے دنیا والے کیسے روشنی حاصل کرتے اور آج ساری دنیا میں تحریکات کیسے ہوتیں۔ بہر حال میں نے ایک ایسے ہی طلبہ کی محفل میں عرض کیا کہ اب مقصد صرف کام کرنا ہے۔ چونکہ زمانہ نیک اور نیتیں صالح تھیں۔ سب نے کہا بالکل درست ہے۔ اسی وقت جمعیۃ الطلباء کا انتخاب ہوا۔ اور نظامت کا قرعہ فال میرے نام نکلا۔ بعد میں اس جمعیت نے اتنی ترقی کی کہ اس کے وفود بنگال، یوپی، پنجاب اور سرحد میں سیاسی تبلیغ کیلئے پھیل گئے اور لندن کے اخبارات کو پسو پڑ گئے کہ سارا دارالعلوم انگریزوں کے خلاف مصروفِ عمل ہو گیا ہے۔ ہماری اس جمعیت طلبہ کے امیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تھے۔ کیونکہ ان کے حق میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے سختی سے انکار کیا تھا۔

جمعیۃ الطلباء کا ایک دورہ:

جمعیۃ الطلباء کے دوروں میں دوسرا دورہ یوپی کیلئے میری سرکردگی میں ہوا۔ ہم آلہ آباد تک گئے۔ ہر جگہ جمعیۃ الطلباء کی شاخیں قائم کیں۔ جو جمعیۃ علماءِ ہند کا دست و بازو رہیں۔ لکھنؤ میں حضرت مولانا عبدالباری صاحبؒ فرنگی محلی سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات ہوا جو انگریز کے سخت مخالف تھے۔ ندوۃ العلماء میں ٹھہرے ان سے بہت سے سوالات و جوابات ہوئے۔

Marfat.com

کانگرس میں شرکت:

۱۹۳۰ء میں جب میں مانسہرہ میں تعلیم دے رہا تھا تو محترم حاجی فقیر خان صاحب مرحوم ملک پوری کی تحریک سے محترم حکیم عبدالسلام ہری پور، حضرت مولانا غلام ربانی لودھی، فخرِ شعراء مولانا خان میر ہلالی پشاوریؒ مانسہرہ پھر بفہ تشریف لائے۔ ان کا جلسہ بفہ میں عیدگاہ کے مقام پر ہوا۔ یہ بفہ میں پہلا سیاسی جلسہ تھا۔ میں بھی اس میں شریک ہوا۔ مرحوم حاجی فقیر خان صاحب کا رشتہ داری اور قومی پوزیشن کی وجہ سے سارے علاقہ خاص کر بفہ، عنایت آباد، بانڈہ پیراں اور ترہا میں زیادہ اثر تھا اور بفہ یوں بھی سیاسی ذہن والا قصبہ تھا۔ جلسہ بڑا کامیاب ہوا۔ غلام ربانی مرزائی مانسہرہ کے آدمیوں نے جلسہ میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام ہوئے۔

میں نے اپنا تبلیغی مشن پورا کرتے ہوئے تقریر کی اور تقریر میں جلسہ میں گڑبڑ کرانے والوں کے خوب لتے لئے۔ عوام نے ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ یعقوب خان ملک پور نے جو حاجی فقیر خان ملک پور کے عم زاد اور محمد ایوب خان ملک پور کے بھائی تھے نے جھوٹے قتل کا دعویٰ کر دیا۔ بفہ کے نوجوانوں نے جیل میں نعرے لگائے۔ ان کو بیدوں کی سزا ملی۔ یہ بفہ والوں کی پہلی قربانی تھی۔ یہ سزا صرف جمعہ خان تیتوال کو بڑھاپے کی وجہ سے نہ دی گئی۔ لیکن حضرت مولانا قمبر علی صاحب ساکن گھنول نے بید کھائے۔ یہ بڑے مجاہد عالم تھے۔ جائیداد بھائیوں کو دے دی گھر بار ترک کر کے انگریزوں کیخلاف

جہاد کرتے ہوئے میدان میں آ گئے تھے۔ ان کا زیادہ وقت محترم حاجی فقیر خان مرحوم کے ہاں گزرتا تھا۔ کوڑے کھانے کے بعد انہوں نے انگریزوں کے خلاف اور بھی سخت تقریریں کیں۔ پھر ہجرت کر کے کابل چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ ان کو بیدوں کی سزا دینے کے خلاف میں نے احتجاجاً کانگریس میں عملاً شرکت کر لی۔

Marfat.com

۱۹۵۶ء میں جمعیۃ علماءِ اسلام کا دورِ جدید شروع ہوا۔ ملتان میں تمام مغربی پاکستان کے علماء کا اجتماع ہوا۔ جس میں حضرت مولانا داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ نیز صوبہ سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے علماء کثرت سے شریک ہوئے۔ صدرِ جلسہ مفسرِ قرآن قطبِ زمان حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے اصرار پر احقر کو ناظمِ اعلیٰ چنا گیا۔ تب حضرت نے صدارت کا عہدہ قبول فرمایا۔ ادارے کا نام بالاتفاق جمعیت علماءِ اسلام رکھا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں ایوب خان کا مارشل لگا جس میں تمام سیاسی پارٹیوں کو خلافِ قانون قرار دیا گیا۔ جمعیۃ کے کارکنوں نے ملتان میں بیٹھ کر اپنا نام نظام العلماء رکھ کر کام شروع کیا۔ عائلی قوانین کے خلاف لاہور میں عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جبکہ مارشل لاء کی تلوار سر پر لٹک رہی تھی۔ تقریباً ایک سو چوراسی (۱۸۴) علماء کرام سٹیج پر تھے۔ سب نے جیل جانے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس جلسے کے نتیجے میں احقر کو اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو چھ ماہ کے لئے لاہور میں نظر بند کر دیا گیا اور ساتھ ہی زبان بندی بھی کی گئی۔

۱۹۶۲ء میں ایوب خانی دورِ مارشل لاء میں قوم نے بغیر کسی لالچ اور دنیوی اغراض کے مجھے مغربی پاکستان اسمبلی کا ممبر چنا، میں ۱۹۶۵ء تک ممبر رہا۔ اس وقت عائلی قوانین کو الماری سے نکال کر ایوب خان مرحوم نے نافذ کر دیا تھا۔ ان قوانین کے خلاف قومی اسمبلی میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے بحث کی اور صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان میں میں نے بحث کی۔ خدا کی شان کریڈٹ کے لئے مودودی پارٹی کے ممبرو ں نے مصلحت کے خلاف بل یا تجویز پیش کی۔ لیکن وہ آگے نہ بڑھا سکے اور قرعہ فال ہم دونوں کے نام نکلا اور سارے ملک میں ان قوانین کے خلاف فضا بن گئی اور مغربی پاکستان اسمبلی میں میری تقریر کے بعد عائلی قوانین کی مخالفت کو غالب اکثریت نے پاس کر دیا۔ مگر افسوس ہے کہ بھٹو حکومت کے آئین میں ان قوانین کو تحفظ دیا گیا کہ ان

Marfat.com

کے خلاف نہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکے گا۔ نہ اسمبلی میں بل پاس ہو سکے گا۔ یہ ہے اسلامی آئین کا دعویٰ کرنے کی تشریح۔ یہ قوانین قطعاً قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ ان کی ایک ہی بات آپ سن کر ان کو قرآن وحدیث کے خلاف کہہ سکیں گے۔ تین طلاق کے بعد دوسرے خاوند سے پہلے یہ عورت پہلے خاوند کیلئے کسی طرح حلال نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ہے'' فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ''(سورۃ بقرہ آیت ۲۳۰) (تیسری طلاق کے بعد) یہ عورت اس پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں جب تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح (یعنی جماع) نہ کرے۔ نہ عدت کیلئے نوے دن مقرر ہیں۔ مگر ان عائلی قوانین میں اگر چیئرمین صاحب ان پرانے بیوی خاوند میں صلح کرادے تو دونوں اکٹھے بیوی خاوند رہ سکتے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

عورتیں ان قوانین کی حمایت کرتی ہیں۔ کیونکہ ان قوانین میں بیک وقت چار عورتیں کرنے کی ممانعت ہے۔ دوسری شادی نہیں کی جاسکتی جب تک پہلی بیوی کی اجازت نہ ہو یا صحیح وجوہ بیان نہ کئے جائیں۔ اسی طرح دوسری باتیں۔ ان قوانین اور اس آئین کو کون اسلامی کہہ سکتا ہے۔ میں نے شراب اور سود کیخلاف بل پیش کئے۔ اس پر مجھے سیکرٹریٹ سے اطلاع دی گئی کہ یہ مالی بل ہیں۔ آئین کی رو سے یہ صدر کی اجازت کے بغیر پیش نہیں کئے جاسکتے' اور صدر صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے پرائم منسٹر کے حوالہ کردیا۔ ان کے پاس گئے تو بات آئی گئی ہوگئی اور بل پیش نہ ہو سکے۔ اسی طرح زنا کی شرعی سزا کا بل میں نے پیش کیا۔ ملک اختر وزیرِ قانون اور ساری اسمبلی نے سوائے دو تین کے مخالفت کی اور بل رد ہوگیا۔ یہی حشر اردو بل کا ہوا۔ وہ تو پانچ سال تک لٹکا رہا اور منظور نہ ہوسکا۔ پوری شریعت کے لئے میں اور حضرت مولانا عبدالحق لورالائی بلوچستان بطور وفد پرائم منسٹر کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یہ ملک

Marfat.com

اسلام کے نام پر بنا ہے اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ اس کے آئین میں اسلام کی ضمانت دی گئی ہے تو پھر سوات اور بلوچستان میں شرعی احکام کی ابتدا کر کے اس کو سارے پاکستان میں رائج کیا جائے۔ پرائم منسٹر نے ہم کو اس وقت کے وزیرِ قانون پیرزادہ عبدالحفیظ صاحب کے پاس بھیج دیا۔ اور خود ان کو ٹیلیفون کیا۔ ہم ان کو ملے لیکن انہوں نے اپنی عادت کے مطابق ٹرخا دیا۔ جس طرح آئین بناتے وقت چند ترامیم میں نے اور مولانا عبدالحکیم صاحب نے لکھ کر دی تھیں۔ جب نتیجہ نہ نکلا تو میں نے اسمبلی کے بھرے اجلاس میں سوال اٹھایا۔ دو وزیر اٹھ کر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ترمیمیں منظور ہو چکی ہیں یا منظور ہوں گی۔ مگر واقعہ بالکل اس کے خلاف ہوا۔ ان باتوں پر انتہائی افسوس ہے۔ دراصل انہوں نے عوام کا نمائندہ ہو کر عوامی رائے کی پرواہ نہیں کی۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ پھر ان ترامیم کے سلسلے میں (آئین منظور ہونے سے ایک دن پہلے) میں پرائم منسٹر سے ملا۔ اور کہا کہ آئین میں اسلام کے بارے میں جو کچھ ہے وہ اسلامی کونسل کے باب سے متعلق ہے اور

(۱) اسلامی کونسل کا حال یہ ہے کہ اس میں پندرہ ممبر ہیں جن میں چھ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے مگر نو ممبروں کا کیا اعتبار ہے۔ اگر غلط لوگ آ جائیں تو کوئی اسلامی بات پاس نہ ہو سکے گی۔ اس کونسل میں دس ممبر ہوں یا بارہ ہوں اور نصف علماءِ حق ہوں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ اس اسلامی کونسل میں وہی بل پیش ہو سکے گا جس کو اسمبلی، گورنر یا صدر روانہ کرے۔ اسمبلی نام ہے اسمبلی کی اکثریت کا۔ اگر اکثریت نہ بھیجنا چاہے تو کوئی بل مشورہ کیلئے اسلامی کونسل کے پاس نہیں جا سکتا۔ لہذا پچیس فیصد یا پچیس یا تیس ممبران کی رائے کو معتبر قرار دیا جائے۔ اگر یہ بھیجنا چاہیں تو بل اسلامی کونسل میں پیش ہو۔

(۳) پھر اسلامی کونسل کا مشورہ بیکار ہے۔ فیصلہ پھر بھی اسمبلی کو کرنا ہے تو اسلامی

Marfat.com

کونسل کے وجود پر فضول روپیہ خرچ ہوتا ہے بات یہ ہے کہ اسلامی کونسل کا مشورہ قطعی ہو۔ اس سلسلے میں بڑی دلیل آپ کی پارٹی کی طرف سے یہ دی جاتی ہے کہ قوم نے قانون بنانے کیلیئے اسمبلی کو منتخب کیا ہے۔ اسلامی کونسل کو نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ قومی اسمبلی سپریم کورٹ کی تنخواہیں مقرر کر سکتی ہے، سارے ملک کیلیئے قانون بنا سکتی ہے۔ اگر وہ کسی کو اسلامی کونسل کے پاس یہ کہہ کر بھیجدے کہ وہ جیسے فیصلہ کرے اس کے مطابق کیا جائے۔ تو اسلامی کونسل کا فیصلہ دراصل قومی اسمبلی کا فیصلہ ہے۔ اس لئے اس کو نافذ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح میں نے عائلی قوانین کو مدلل طریقے سے پیش کیا۔ کہ یہ قرآنِ پاک کے بالکل خلاف ہیں۔ میں نے دیکھا کہ پرائم منسٹر کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ دراصل ان پر دلائل قانون اور جمہوریت کا اثر ہوتا تھا۔ انہوں نے آئین کی غلطی کو سمجھا۔ مجھ سے فرمایا کہ تم پیرزادہ صاحب سے ملو۔ اور میں ان کو ٹیلیفون کرتا ہوں انہوں نے مجھے چار بجے عصر کو بلایا۔ میں نے دلائل بیان کیئے ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا البتہ عائلی قوانین کو تحفظ دینے کے سلسلے میں کہا کہ عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔ حالانکہ تحفظ کے بعد یہ بات صحیح نہ تھی۔ میرا خیال ہے کہ پاس بیٹھے ہوئے دو انگریزی خوانوں نے میری تائید کی تھی۔ پھر مجھے پیرزادہ نے رخصت کیا۔ اور کہا کہ آپ کی باتِ ہم نے سن لی۔ دوسرے دن جب آئین پیش ہوا تو اس میں ترمیم نہ تھی۔

ایک بار میں نے اسمبلی میں تقریر کی اور کہا کہ میں پہاڑ پر خدا کا عذاب دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہاں آپ لوگوں نے شریعت کا نفاذ کر دیا تو وہ عذاب ٹل جائے گا۔ ورنہ وہ اس ملک میں آئیگا۔ اسی طرح سے پانچ سال تک پردہ اور دوسری دینی اقدار کے بارہ میں کہتا رہا۔

مسئلہ غلامی چھڑا تو شیخ رشید صاحب ایم این اے نے اس مسئلہ کا مذاق اڑایا۔ حضرت مولانا نعمت اللہ کوہاٹی کی تقریر کا مذاق و تمسخر اڑایا۔ بعد میں بھی مخالفت کرتے

Marfat.com

رہے۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے مسئلہ ثابت ہے۔ لیکن کمیونسٹ اس کو نہیں مان سکتے۔

غلامی کا مسئلہ :

غلامی کا مسئلہ بھی عجیب ہے۔ اس پر لوگ خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں۔

(۱) کون مولوی کہتا ہے کہ غلام ضرور بناؤ۔ کون کہتا ہے کہ غلام اور لونڈی بنانا فرض ہے۔ یہ حکم صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو جنگ میں گرفتار ہو جائیں۔ وہاں بھی آپ کو اجازت ہے کہ ان کو یونہی رہا کر دیں یا فدیہ لے کر چھوڑ دیں یا قتل کر دیں یا غلام بنالیں یا اپنے قیدیوں سے تبادلہ کرلیں یا قید میں رکھ لیں۔ آپ پر فرض و واجب تو نہیں کہ آپ ان کو ضرور غلام اور لونڈی بنائیں۔

(۲) پھر یہ اس زمانے کا دستور تھا کہ جنگی قیدیوں کو یا قتل کرتے تھے یا غلام بناتے تھے۔ جو سلوک وہ ہمارے ساتھ کرنا چاہتے تھے وہی سلوک ان کے ساتھ عام رواج کے تحت جائز رکھا گیا۔ مگر مندرجہ بالا صورتیں اس میں رعایت کی رکھی گئی ہیں۔ زمانۂ قدیم جنگی قیدیوں کے ساتھ سخت سلوک کیا جاتا تھا۔ اسلام نے آکر اس کو نرم کر دیا۔

(۳) ایک شخص تلوار لے کر آپ پر حملہ کر کے آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے یہ تقدیر کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر غالب کرا کر اس کو گرفتار کرا دیا۔ وہ آپ کو بلکہ آپ کے ساتھ اوروں کو بھی قتل کرنا چاہتا تھا۔ اسی سے آپ پوچھیں کہ اب تم کو قتل کر دیں یا غلام بنا دیں۔ وہ بصد زاری کہیگا کہ غلام بنا دو لیکن قتل نہ کرو۔

(۴) یہ استعباد (غلام بنانا) عام آدمی کیلئے نہیں ہے کہ کسی بھی انسان کو پکڑ کر بیچ دو یا غلام بنا ڈالو۔ بلکہ میدانِ جنگ میں جو گرفتار ہو جائیں صرف اور صرف ان کے لئے حکم ہے۔

Marfat.com

(۵) وہ بھی یہ شرط ہے کہ وہ جنگ کر رہا ہو اور آپ کو قتل کرنا چاہتا ہو۔ ورنہ امن چاہنے والوں کو جن کو ایک ادنیٰ مسلمان بھی امن دیدے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

(۶) پھر یہ قیدی ذلیل نہیں سمجھے جاتے تھے۔ یہ غلام بن جانے کے بعد بھی بڑے بڑے دین کے امام اور قوم کے مقتداء ہوئے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی صحبت میں رہ کر ان کی عادات و اطوار دیکھ کر بہترین مسلمان ہو جاتے تھے۔ اسلام ان کو دنیوی وجاہت سے ہی نہیں بلکہ اخروی نجات سے بھی ہمکنار کر دیتا تھا۔

(۷) اسلام نے کفارۂ صوم، کفارۂ ظہار اور قتل خطا میں غلاموں کی آزادی کی ترغیب دے کر آزادی کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

(۸) بلکہ غلاموں کی آزادی کو عبادت قرار دے کر اس کو محبوب مشغلہ بنایا ہے۔ اس طرح اسلام نے غلامی کو کم کرنے اور تدریجاً اس کو ختم کرنے کی ترغیب دی۔

(۹) جب دو لفظوں (ایجاب و قبول) کے کہنے سے بضعہ (فرج) اور عورت حلال ہو جاتی ہے تو پورا مالک ہونے والا کیوں عورت سے فائدہ اٹھانے کا مجاز نہیں ہو سکتا۔ جب عورت سے زیادہ سے زیادہ کام استفراش کا لیا جاتا ہے۔ اسلام نے باندیوں کو بڑا درجہ دیا ہے۔ ان کے حقوق مقرر کر دئے ہیں پھر جس باندی کا بچہ ہو جائے وہ ام ولد کہلاتی ہے اور اس کا بیچنا ممنوع ہو جاتا ہے۔

(۱۰) مکاتبت کر کے غلام آزاد ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ آقا اپنے غلام سے کہہ دے کہ اتنی رقم لا دو تو تم آزاد ہو۔ ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔

(۱۱) یوں کوئی قانون کا فائدہ اٹھا کر عیش و عشرت کا سامان کرے تو اسے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ صدیوں سے اہلِ اسلام نے زمانہ کے مطابق عین شریعت کے حکم کے تحت یا قیدیوں کا تبادلہ کیا یا فدیہ لے کر یا یونہی رہا کیا ہے۔ بہر حال قتل کرنا یا غلام بنانا یہ فرض ہے نہ واجب بلکہ متبادل صورتوں کو بھی شریعت نے اختیار کیا ہے اور

Marfat.com

غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دے کر مسئلۂ غلامی کو بہت کمزور کر دیا ہے۔ اور یہی بات ایک معقول شریعت کی ہو سکتی ہے کہ کس طرح ایک سخت رواج کو نرم کر کے ان کی رعائتیں کر کر کے ترغیبیں دے دیکر اس کو کالعدم کرنے کا طریقہ اختیار کیا اور امت نے صاحبِ شریعت کا طریقہ بھانپ کر اس کی متبادل شرعی صورتوں کو اختیار کیا۔

(۱۲) اب جو لوگ قرآن و حدیث میں غلاموں کو آزاد کرنے کی بہت سی آیتوں کو دیکھ کر یا حدیثیں پڑھ کر بدک جاتے ہیں ان کو غور کر کے خواہ مخواہ اپنے ایمان کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے غلام ہوا کرتے تھے۔ (خود نوشت سوانح حیات)

مجاہدِ کبیر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی سیاست کا عرصہ دین کی اشاعت باطل کا تعاقب اور جماعتی کاموں کے سلسلہ میں ''ہر صبح سفر ہر شام سفر'' کا مصداق رہا۔ بالآخر یہ جنگ آپ نے جیتی اور علماء اور دینی طبقہ کو معاشرے میں وہ مقام نصیب ہوا جس کے وہ مستحق تھے۔

قومی اسمبلی میں پہنچ کر ملک کا وہ سرکردہ طبقہ اب براہ راست آپ کی زد میں آنے لگا جو اب تک منبر و محراب سے آپ کا نشانہ بنتا تھا۔ قومی اسمبلی میں آپ کی تقاریر سے چند اقتباسات نذرِ قارئین ہیں۔

عائلی قوانین :

''جناب والا! تحفظات میں عائلی قوانین بھی شامل ہیں۔ اس سلسلے میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے ایوب خان کے دور میں قومی اسمبلی میں تقریر فرمائی تھی اور پورے طور پر (قرآن و سنت اور اجماعِ امت کی روشنی میں مدلّل) ثابت کیا تھا کہ یہ ناجائز

Marfat.com

ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ان (عائلی قوانین) کو (عبوری آئین میں) اتنا تحفظ دیا گیا ہے کہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں بھی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی احتجاج کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! یہودی ہو یا عیسائی ان کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری اجازت ہے۔ لیکن مسلمان کو اپنے مسائل و مذہب پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔ اور ان کو اپنے مسلک کے مطابق آزادی حاصل نہیں ہے۔ اگر یہ مذہبی آزادی غلط ہے تو مذہبی آزادی کا نام نہ لیا جائے اور اگر یہ صحیح ہے تو مسلمان قوم کو اس سے محروم کیوں رکھا گیا ہے۔

جناب والا! حکومت اگر چاہتی تو یہ کر سکتی تھی کہ علماء کا اجلاس بلاتی اور اس میں اس قانون کے متعلق بحث ہوتی۔ لیکن میرے خیال میں دنیا بھر کے دستوروں میں ایسے قانون کو تحفظ نہیں دیا گیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ عوام نے حوصلہ اور تحمل سے کام لیا۔ انہوں نے انتخابات کا انتظار کیا اور اس ایوان کا بھی انتظار کیا۔ لیکن اب اس معزز ایوان میں ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔ وہ اس کو مذہب میں مداخلت سمجھتے ہیں اس لئے حکومت کو دستور کے اس حصے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ تعجب ہے کہ دوسری اقوام کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہے اور مسلمانوں پر پابندی۔"

مسلمان کی تعریف:

"تو جناب والا! اس ایوان میں مسلمان کی تعریف پر بھی بحث ہوئی ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کچھ روشنی ڈالوں۔

Marfat.com

جناب والا! کسی شخص کو یہ کہہ دینے سے کہ دو، تین یا چار بیانات میں تضاد موجود ہے یہ لازم نہیں آتا کہ مسلمان کی تعریف نہیں کی جاسکتی یا مسلمان کی تعریف نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارا کوئی فریق قطعاً نہیں چاہتا کہ ہمارا صدر کمیونسٹ یا مرزائی ہو اور میں صفائی کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں (کہ ہمارا صدر کمیونسٹ یا مرزائی نہیں ہوسکتا)۔

جناب صدرِ محترم! میں مسلمان کی تعریف کے متعلق کچھ عرض کرر ہا تھا۔ ایک حدیث (کا ترجمہ) سنادوں۔ ''سرورِ دو عالم ﷺ نے روکا کہ کسی گاؤں میں جنگ کے لئے جاؤ تو اگر صبح کے وقت اذان کی آواز آئے تو حملہ نہ کرنا اور اگر اذان کی آواز نہ آئے تو حملہ کرنا۔''

میری مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس قسم کی تعریفیں کرنے کا مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ مجھے بتائیں کہ سرورِ کائنات ﷺ نے جو مختلف اوقات میں مختلف باتیں بتائیں اور مسلمان کی تعریف کی۔ کیا سرورِ دو عالم ﷺ پر بھی تضاد کا الزام لگا دیا جائے گا (دراصل یہ سب علاماتِ اسلام ہیں۔ ''مرتب'') اب بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ مسلمان کون ہے اور کون نہیں۔ میں قرآن وحدیث کے ذریعے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ خدا اور رسولؐ کی تمام باتوں کو جو شخص دل سے سچا جانے اور سچا مانے یہ اسلام ہے اور اسی کا نام تصدیق ہے۔ اور اگر خدا اور رسول ﷺ کی کسی ایک بات کو بھی تسلیم نہیں کرتا یعنی سچا نہ مانے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ دراصل کفر اور اسلام تصدیق وتکذیب کا نام ہے اور یہ تصدیق وتکذیب دل کی صفات ہیں جو معلوم نہیں

Marfat.com

ہوسکتیں۔ اس لئے دل کی بات پر ظاہری طور پر نشانات مقرر کردئے گئے ہیں۔ ایک شخص نماز پڑھتا ہے میں اس کو مسلمان کہوں گا نماز کے بعد اگر وہ کہے کہ حضورﷺ کے بعد کوئی اور نبی آئے گا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ مسلمان نہیں۔ اگر ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے، السلام علیکم کہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''جناب سپیکر! محترمہ آئینی باتوں سے باہر جارہی ہیں۔ جو یہاں زیر بحث نہیں۔ اس لئے انہیں روک دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہیں حکم دیں کہ سر چھپا کر یعنی ڈھانپ کر تقریر کریں۔ اس میں محترمہ کی بھی عزت ہے اور ایوان کی بھی۔''

مسٹر چیئرمین فضل الٰہی:۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں کیا کروں۔ (آپ انہیں بے پردگی سے روکیں)

ایک موقع پر ممبر خاتون نے کہا میں انچاس (۴۹) فیصد عورتوں کی نمائندہ ہوں اور ہمارے حقوق......تو اس پر مولانا ہزارویؒ اٹھے اور فرمایا

''جناب صدر! محترمہ نے ۴۹ فیصد کی نمائندگی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک فیصد ہیں۔ کیونکہ باقی عورتیں سب گھروں میں بیٹھی ہیں۔ (اور محترمہ آپ تو پردہ چھوڑ کر اسمبلی ہال میں بیٹھی ہیں۔ ''مرتب'')''

ایک مرتبہ ایک ممبر صاحب نے قرآنی آیات کو غلط پڑھا۔ اس پر مجاہدِ ملت کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''جناب صدر! یہ قرآن کی آیتیں غلط پڑھ رہے ہیں۔''

مولانا ہزاروی کی تائید میں مبلغِ اسلام مولانا عبدالحکیم نے فرمایا:

Marfat.com

جناب صدر! قرآن میں زیر، زبر کا لحاظ رکھ کر پڑھنا چاہئے۔ اپنی طرف سے اس طرح نہیں پڑھا جاسکتا۔ (مثلاً ایک شخص **انعمتَ علیھم** کی جگہ **انعمتُ علیھم**، زبر کی جگہ قصداً پیش پڑھے گا۔ تو کافر ہو جائے گا)

قومی زبان:

عبوری آئین کا مسودہ جب انگریزی میں لکھا ہوا مولانا کو دیا گیا تو اس پر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''جناب سپیکر! پرسوں میں نے ڈپٹی سیکرٹری ایوانِ ھذا سے عرض کیا تھا کہ دفتر سے ہمیں یہ ہدایت ملی ہے کہ جو لوگ اردو زبان چاہتے ہیں کہ تحریریں ان کے پاس پہنچیں وہ ہم کو لکھ کر دیں۔ میں نے لکھ کر دیا۔ اس کے بعد پرسوں میں نے ان سے عرض کیا اور ان سے شکایت بھی کی۔ اس پر وہ وعدہ بھی فرمانے لگے کہ آئندہ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ لیکن آج جو ترمیم کی کاپی ہم کو پہنچی ہے وہ انگریزی میں ہے۔ اس پر ہم کیا غور کر سکتے ہیں۔ تو عرض ہے کہ قومی زبان کے ساتھ اتنی بے اعتنائی کرنا اس ایوان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

مسٹر چیئرمین فضل الٰہی:۔ یہ تو پہلے یقین دہانی کرائی جا چکی ہے کہ آئندہ جو بھی دستاویزات اسمبلی کے دفتر سے ممبران کے پاس پہنچائی جائیں گی وہ جس زبان میں یعنی اردو یا انگریزی میں وہ چاہیں گے اسی زبان میں ان کو وہ تحریریں روانہ کر دی جائیں گی۔۔ لیکن اس دفعہ چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے تو یہ وقت اسی سیشن میں تھا۔ اس کا حل جو پہلے دن تلاش کیا گیا وہ یہ تھا کہ میاں محمود علی قصوری لاء منسٹر اردو میں ترامیم کے متعلق بتلائیں گے کہ وہ ترامیم کیا ہیں۔ آپ (مولانا ہزاروی) جیسے تجربہ کار اور

Marfat.com

پارلیمنٹرین کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ آپ ویسے بھی انگریزی سمجھ لیتے ہیں اور اگر نہ بھی ترجمہ کیا جائے تو آپ کو دقت نہ ہوگی۔

حضرت ہزارویؒ:- یہ ایک اصولی بات ہے۔

مسٹر چیئرمین:- وہ آئندہ کے لئے یقین دہانی ہے۔ آئندہ جو اسمبلی کا سیشن ہوگا لیکن تین دن کے چھوٹے سے سیشن میں یہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ہزارویؒ:- یعنی ہم کو جو یقین دہانی کرائی گئی تھی ہم اس کو معاف کر دیں۔

مسٹر چیئرمین:- یقین دہانی آئندہ کے لئے ہے۔ اس سیشن میں تو معافی مانگی گئی تھی اور آپ نے معافی دے دی۔ کچھ فرمادیں کہ کیا ترامیم ہیں۔ آپ کے ایک ممبر صاحب پشتو زبان میں تقریر کی اجازت چاہتے ہیں۔ مگر ان کو اجازت نہیں مل رہی ہے۔ اس پر مولانا نے فرمایا

> ''اردو زبان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اگر ایسا کیا جائے کہ انکو پشتو میں بولنے کی اجازت دی جائے (جبکہ غیر قومی زبان انگریزی میں بھی تقریریں ہو رہی ہیں) تو اس میں کیا حرج ہے۔ قومی زبان جو اردو ہے وہ یہاں اس وقت استعمال نہیں ہو رہی ہے۔ (اگر انگریزی تچ پچ کی اجازت ہے تو صوبائی زبان میں کیا حرج ہے۔)''

حضرت مولانا ہزارویؒ کی سیاست پر گہری نظر تھی وہ ساری زندگی برطانوی سامراج اور اس کے گماشتوں سے برسرِ پیکار رہے اور یہ نفرت و عداوت ان کے دل و دماغ پر آخر تک حاوی رہی۔ حضرت ہزارویؒ کی ساری زندگی اللہ کے دین کی سرفرازی و سربلندی کے لئے وقف تھی۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اس لئے مسلماں ، میں اس لئے نمازی

Marfat.com

باب ۱۰

سفرِ آخرت کی روئیداد

دنیا میں جو کوئی بھی پیدا ہوا اس نے آخر ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ بقا صرف اللہ کی ذات کو حاصل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اعلان فرمایا

"جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ محمدؐ وصال فرما گئے ہیں اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے تھے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

اولیاء اللہ کی وفات جس کا نام وصال ہے اس لئے حسرتناک نہیں کہ اب اُن سے دنیا اور دنیا کی لذات چھوٹ گئیں کیونکہ چھوٹی ہوئی چیز کا چھوٹنا کیا مگر اس وجہ سے اندوہناک ضرور ہے کہ ان کے روشن اور منور چہروں کے غائب ہو جانے پر ہزارہا مخلوق کی آرزوئیں ملیامیٹ ہو جاتی ہیں۔ جس محبوب کا رخ انور برسہا برس مریدوں اور شاگردوں کے لئے مرجع اور مرکز ہو اس کا اچانک نظروں سے غائب ہو جانا کیسا

Marfat.com

دلدوز منظر ہے۔ اس کو ان محبین صادقین سے دریافت کرنا چاہئے جنہیں حضرت مجاہدِ ملت کا قرب اور صال حاصل تھا۔ حضرت ہزارویؒ کی وفات اور آخری لمحات کی داستان بیان کرتے ہوئے مخدوم ومکرم حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

آخری ایام میں راولپنڈی کا سفر:

''حضرت ہزارویؒ کو جیسا کہ کسی طرح علم ہو گیا ہو آخری دو ماہ میں کئی بار راولپنڈی تشریف لائے اور نئے پرانے تمام ساتھیوں سے خوب خوب ملے کہا سنا معاف کرایا۔ دسمبر میں مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کی دعوت پر ربوہ بھی تشریف لے گئے۔ ان کے ہمراہ حضرت کے خادم خاص مولانا مسعود الرحمان صاحب ٹیکسلا والے بھی تھے۔ واپسی پر میرے ہاں راولپنڈی تشریف لائے تو بیحد خوش نظر آرہے تھے۔ ربوہ کی تمام کاروائی بھی سنائی۔ دوسرے دن میں خود حضرت کو بفہ چھوڑ کر آیا۔ چند دنوں بعد پھر حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب درویشؒ ہری پور ہزارہ کے ہمراہ تشریف لائے، فرمانے لگے حضرت مولانا عبداللہ صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد کی دعوت پر تقریر کے لئے آیا ہوں۔ اس بہانے دوستوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ تین روز پنڈی میں قیام رہا اور برخوردارم لطیف الرحمان واپس بفہ چھوڑنے ساتھ گیا۔

بعض اکابر واحباب سے ملاقاتیں:

ایک ہی ہفتہ بعد یعنی وفات سے آٹھ روز قبل حافظ

Marfat.com

صاحب چنیوٹی کے ہمراہ پھر تشریف لائے مختلف احباب سے ملاقاتیں کیں اور کہا سنا معاف کرنے کو فرماتے رہے۔ اپنے داماد یوسف خان صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ جمعرات کو اٹک میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ سے بھی ملاقات کے لئے گئے۔ اٹک سے واپسی پر جمعہ کی رات چوہڑ میں میرے ہاں قیام فرمایا۔ مولانا مسعود الرحمان صاحب بھی ساتھ تھے رات دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ ہم نے باصرار حضرت کو آرام کرنے کے لئے عرض کیا ہمیں کیا خبر تھی کہ یہ مولانا کی راولپنڈی میں آخری رات ہے۔ جمعہ کے روز حضرت مولانا حافظ ریاض احمد صاحب اشرفی مرحوم ومغفور کے گھر تعزیت کیلئے تشریف لے گئے۔ ہم دونوں ساتھ تھے آپ کی عجیب وغریب کیفیت تھی۔

آخری آٹوگراف:

واپسی پر اپنے ایک دوست مولانا حکیم عبدالرحمان صاحب سے ملے۔ حکیم صاحب نے مولانا کو کچھ تحریر دینے کو کہا تو آپ نے یہ شعر لکھ کر دیا۔

کریما بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا

آخری تقریر:

اسی دن جمعہ اپنی سابقہ جگہ بھوسہ منڈی میں پڑھایا اور تقریر میں فرمایا کہ :

Marfat.com

''یہ میری آخری تقریر سمجھیں۔''

تقریر ٹیپ موجود ہے۔ بھوسہ منڈی کے حجام نے ناخن کاٹے تو بروایت مولانا مسعودالرحمان صاحب اس سے بھی فرمایا:

''آخری بار ناخن کاٹ لو۔''

سانس نکلنے کی دیر ہے:

جمعہ کے بعد مولانا قاضی شمس الدین صاحب مدظلہ کے ہمراہ اپنے دیرینہ رفیق اور مخلص دوست بقیۃ السلف مولانا حکیم داؤد صاحب کے گھر ٹیکسلا پہنچے۔ راقم بھی ہمراہ تھا، رات گئے مجلس رہی جس میں زیادہ تر فکرِ آخرت پر ہی گفتگو ہوتی رہی۔ عمرِ عزیز کی گذشتہ یادیں تازہ فرمائیں۔ چونکہ تینوں بزرگ بہت ہی پرانے رفیق تھے اس لئے دنیوی سفر کی آخری رات اور یہ مجلس روح پرور تھی حضرت نے روایتی انداز میں فرمایا:

''اجی بس سانس نکلنے کی دیر ہے اور اللہ پاک کے سامنے حاضری ہو جائیگی۔''

آخری سفر:

ہفتہ کے دس بجے راقم، مولانا مسعود الرحمان اور برادرم برخوردار لطیف الرحمان حضرت مرحوم کے ہمراہ ٹیکسلا سے مانسہرہ پہنچے وہاں سے حضرتؒ اپنے ایک رشتہ دار کے ساتھ بفہ چلے گئے اور ہم دونوں لطیف الرحمان کی شادی میں شرکت کے لئے آبائی گاؤں روانہ ہو گئے۔ یہی آخری سفر تھا جو حضرتؒ نے کیا۔ تیسرے دن ہمیں اطلاع ملی کہ حضرت وصال فرما گئے ہیں۔ ایک بجلی سی کوندگئی لیکن

Marfat.com

مالک کی رضا پر ہم راضی تھے۔ ۱۲ بجے بفہ پہنچے۔

وصیتیں اور کلمۂ طیبہ کا ورد:

معلوم ہوا کہ حضرتؒ گھر کے لئے سودا لینے تشریف لے گئے واپسی پر گر گئے غالباً سینہ پر چوٹ لگی۔ بے ہوشی کی حالت میں گھر لائے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ تکلیف کا اظہار نہیں فرماتے تھے اپنے بھائی مولانا فقیر محمد صاحب کو بلایا جنازہ میں جلدی کرنے اور نام ونمود سے پرہیز کی تاکید کی، مولانا فقیر محمد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ بلند آواز سے کلمہ شریف کا ورد فرماتے رہے جس کا مطلب ہم کو گواہ بنانا تھا۔ میں نے عرض کیا ذکرِ خفی بہتر ہے۔ قاضی عبدالقیوم صاحب نے بتایا کہ مجھے بلوا کر فرمایا کہ کہا سنا معاف کرنا میں نے عرض کیا آپ معاف کردیں۔ فرمایا ''میں نے سب کو معاف کردیا ہے''۔ رات بھر اطمینان کے ساتھ کلمہ شریف کا ورد فرماتے رہے۔

قبلہ رخ ہوکر بارگاہِ قدس میں پہنچ گئے:

جب ڈاکٹر و حکیم کو بلانے کے لئے عرض کیا گیا تو فرمایا اللہ پاک سے بڑھ کر کوئی حکیم نہیں ہے، مولانا نذیر احمد خطیب بفہ، قاضی عبدالقیوم صاحب، مولانا گل محمد صاحب اور دیگر افرادِ خانہ موجود رہے، زندگی کے آخری لمحات میں انبیاء علیہم السلام کی سنت کے عین مطابق سب کو فکرِ آخرت اور توکل علی اللہ پر مبنی وصیتیں فرمائیں۔ مولانا نذیر احمد صاحب نے بتایا کہ آخری لمحات میں میں نے یہ کلمات پڑھے۔ ربِّ یَسِّر ولا تعسر (اے رب آسانی فرما، تنگی

Marfat.com

نہ فرما) حضرت نے فوراً ان کلمات کی تکمیل کی اور خود ہی و تمم
بالخیر فرمایا (یعنی خاتمہ بالخیر ہو) چنانچہ اسکے ساتھ ہی حضرت نے
کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا اور جھٹکے کے ساتھ خود ہی چہرہ مبارک قبلہ
رخ کر دیا، اور خاتمہ بالخیر کی تمنا پوری ہوگئی۔

بعد الوفات رخِ انور:

باوجود سخت موسم کے بفہ کی تاریخ میں رات بھر بجلی رہی لیکن ادھر خدا
کے ولی کا نورانی روح جسد خاکی سے علیین کو پرواز کر گیا اور ادھر بجلی
یکلخت بجھ گئی۔ وفات سے قبر تک کے حالات کو دوست تو کیا دشمنوں
نے بھی دیکھا تو حضرتؒ کی ولایت کے قائل ہو گئے۔

نمازِ ظہر کے بعد غسل دیا گیا۔ میں خود غسل میں موجود تھا بلا
مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس قدر مسکراہٹ مرنے کے بعد کسی
کے چہرے پر نہیں دیکھی ۔

نشانِ مردِ مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست

مسکراہٹ کے ساتھ چہرہ بہت زیادہ چمک رہا تھا چہرہ مبارک
کو دیکھ کر غسل دینے والے سعادت مند افراد کی زبانوں سے بے
ساختہ سبحان اللہ کے کلمات بار بار نکل رہے تھے۔ جسمِ مبارک غسل
کے وقت اتنا گرم تھا جیسا کہ شدید بخار ہو۔ اسی طرح نرم بھی تھا۔

روضۂ اطہر کی خاکِ پاک:

غسل کے بعد راقم نے حضرت کے چہرے، سینہ اور
داڑھی مبارک پر تبرک چھڑکا۔ یہ تبرک محبوبِ کبریا خاتم النبیین، شفیع

Marfat.com

المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کی خاکِ پاک تھی جو احقر کو برکۃ العصر مرشدِ عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدنی دامت برکاتہم کے ایک منظورِ نظر خلیفۂ مجاز نے دی تھی حضرت ہزارویؒ کو اس کا علم تھا مزید نعمت یہ ملی کہ آپ کی آنکھوں پر غلاف کعبہ شریف کے ٹکڑے رکھے گئے۔ حضرتؒ ان کے حقدار تھے کیونکہ آپ کو اللہ کریم اور جناب نبی اکرم ﷺ سے جو عشق و محبت تھی وہ اظہر من الشمّس ہے۔ قبر کا جس قدر قرب بڑھتا جارہا تھا چہرہ مبارک پر نورانیت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ بے حد متاثر اور جذبات سے مغلوب ہوکر میں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ بھی دیا۔ حضرتؒ بالکل دولہا معلوم ہورہے تھے بڑھاپے کے آثار ختم جیسے جوان ہوں۔

آخری دیدار :

نماز عصر کے بعد نماز جنازہ ان کے بھائی حضرت مولانا فقیر محمد صاحب مدظلہ نے پڑھائی اور عظیم مجمع جس میں اکثریت صلحاء کی تھی آخری دیدار کے لئے مجمع پروانوں کی طرح ارد گرد جمع ہوگیا۔ بارش کے باوجود سب مصر تھے کہ چہرۂ مبارک دیکھیں گے سایہ کا انتظام کر کے سب کو زیارت کرائی گئی اور مغرب کے قریب اخلاص و للّٰہیت کا عظیم پیکر مالکِ حقیقی کے سپرد ہوا۔ باوجود اندھیرے کے جن کو قبر میں زیارت کرائی گئی ان کا حلفیہ بیان ہے کہ مولانا کا چہرہ مبارک ستارے کی مانند چمک رہا تھا اور کیوں نہ ہوتا جس عظیم انسان نے پوری زندگی رضائے مالک میں گذاری، حبِ

Marfat.com

دنیا سے دور رہے۔ ہر باطل کے لئے طوفانِ نوح ثابت ہوئے انہیں یہ اعزاز ملنا چاہئے تھا۔

ایک عجیب واقعہ :

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کے ایک داماد رات دو بجے کے قریب ان سے رخصت ہو کر اپنے گھر گئے جب وہ سو گئے تو بے اختیار زبان پر قرآن کریم کی یہ آیت جاری تھی۔ "فقبضناہ الینا قبضاً یسیراً" اٹھے تو حضرتؒ وصال فرما چکے تھے۔ حضرتؒ پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں تھا اور نہایت مطمئن تھے آپ کا حلق بھی خشک نہیں ہوا تھا اور کیوں ہوتا اس حلق سے انہوں نے ختم نبوت کے ڈاکوؤں، صحابہ کرامؓ کے دشمنوں اور منکرینِ حدیث وغیرہ فرق باطلہ کا زوردار تقریروں کے ذریعے تعاقب کیا تھا۔ آج مالکِ حقیقی نے اس کے بدلے تر ہی رکھا۔ آپ نے عمل سے دشمنوں کے جھوٹ کا جواب اور دنیا سے بے رغبتی کا ثبوت دیا۔ آبائی مکان کے علاوہ آپ کی نہ کوئی زمین تھی اور نہ ہی بینک بیلنس تھا۔ وصال سے ایک سال قبل ہی ذاتی مطالعے کی کتابیں راقم کو اور دوائیاں مولانا مسعود الرحمٰن کو عنایت فرمائیں مکان آدھا اہلیہ محترمہ اور آدھا بڑی بچی کو دیا۔ باقی اور تھا ہی کیا؟ کہ تقسیم ہوتا۔ آپؒ اپنے اسلاف کرام کے سچے نمونہ تھے۔ اللہ کریم ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے اور قیامت میں خصوصی انعامات سے نوازے اور ہم کو بھی ان جیسا اخلاص وللّٰہیت، اپنی رضا و محبت اور حسنِ خاتمہ کی دولت عطا فرما کر قیامت کے دن ان محسنین کی صفوں میں جگہ نصیب فرمائیں۔ آمین۔

Marfat.com

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کا نثری مرثیہ :

مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کے سانحۂ ارتحال پر قومی اخبارات، ماہناموں اور ہفت روزوں نے تعزیتی شذرات لکھے۔ استاذی واستاذ العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ نے ماہنامہ ''الحق'' کے ادارتی کالم میں ایک وقیع اور مفصل رُلا دینے والی تحریر لکھی۔ ذیل میں اُسی سے چند اقتباس نذرِ قارئین ہیں :

قافلۂ حق وصداقت کے آخری سپاہی :

''یا اسفا ! قلم کا جگر کیوں شق نہ ہو، اور دل ودماغ کیوں جواب نہ دے بیٹھیں، جبکہ کسی ایک متاعِ عزیز کے کھو جانے کے ماتم وشیون سے فارغ ہوئے بغیر لگاتار اپنی ساری متاعِ دین ودنیا سے ایک ایک کر کے محروم ہونا پڑ جائے۔ ایسا لگتا ہے کہ علم وفضل، زہد وتقویٰ، جہاد وریاضت کے سارے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر ہم غم گساروں کو شبِ دیجور کے حوالے کر رہے ہیں۔ ایمان ویقین اور اخلاق وشرافت کے چمکتے ہوئے ہیروں کی جو مالا اکابر علماء حق کی شکل میں ملت مسلمہ کے سنگار کا باعث بنی رہی، وہ جب ٹوٹی تو ایسی ٹوٹی کہ لڑی کا آخری موتی بھی گر کر پیوندِ خاک ہوا چاہتا ہے۔ چودھویں اور پندرہویں صدی ہجری کا سنگھم تو درحقیقت صدی کا عام الحزن ثابت ہونے لگا کہ جو ستارہ غروب ہوا کسی نعم البدل کی شکل میں دوبارہ اُبھر ہی سکا، اور اب تو ہر طرف اندھیر ہی اندھیر ہے۔ وہ دیکھو قافلۂ حق وصداقت کے آخری سپاہی بھی کتنی تیزی سے ایک ایک کر کے دارِ فانی کی سرحد عبور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ .... ؎

Marfat.com

دیکھو جسے ہے راہِ فنا کی طرف رواں
تیرے محل سرا کا یہی راستہ ہے کیا

ابھی محمود الملت والدین مولانا مفتی محمودؒ کے غم سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ یکا یک ملّت کے غمخوار، عمر بھر حق وصداقت کے لئے باطل سے برسرِ پیکار اور چراغِ مصطفوی کی حفاظت کے لئے شرارِ بولہبی سے ستیزہ کار مردِ مجاہد، بطلِ جلیل حضرت مخدومنا مولانا غلام غوث ہزاروی نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ ورحمۃ اللہ واسعۃً ''۔

فرقِ باطلہ کا تعاقب :

''۱۹۳۴ء میں پشاور کی مشہور شریعت کانفرنس منعقد ہوئی، تو نہ صرف اس میں شریک ہوئے بلکہ انتظام وانصرام میں بھی بنیادی حصہ لیا۔ مجلسِ احرار کی تشکیل ہوئی، تو اس کے ہراول دستہ اور رکنِ تاسیسی ثابت ہوئے۔ اسی اثنا میں ''خاکسار تحریک'' کا غلغلہ اٹھا، جو اپنی فکری وعملی جدّت آفرینیوں اور اس کے قائد کی فکری زیغ اور کج روی اور سب سے بڑھ کر علماء وسلف سے بیزاری دینی واسلامی جماعتوں اور محترم اشخاص کی تحقیر وتضحیک کی وجہ سے ملت کے لئے ایک فتنہ ثابت ہو رہا تھا۔ علماء حق نے بروقت اور بجا طور پر اس فتنہ کی خبر لی اور اسے روکا۔

مولانا ہزاروی مرحوم دیگر محاذوں کے ساتھ ساتھ اس محاذ پر بھی ڈٹ گئے اور بے جگری سے لڑے، قصبہ قصبہ اور شہر شہر جا کر اس فتنہ کا تعاقب کیا۔ اکوڑہ خٹک سے غالباً سب سے پہلا واسطہ مولانا کا اسی سلسلہ میں پڑا۔ ''فتنۂ مشرقی'' کی جڑیں یہاں بھی پھیلنے لگیں۔

Marfat.com

سرحد کے اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اور دین سے باخبر دو ایک علماء بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ فیصلہ مناظرہ پر چھوڑ دیا گیا۔ ''خاکسار'' کی طرف سے ایک جیّد عالم مولانا مروت صاحب نامزد ہوئے اور دوسری طرف سے ہمارے مولانا ہزاروی مرحوم، ''ثالث اور حکم'' کے لئے مسلمانوں نے حضرت والدِ ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ پر اتفاق کیا، جو کچھ عرصہ قبل دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر تشریف لائے تھے اور گھر کی مسجد میں مصروفِ درس و تدریس تھے۔ مناظرہ ہوا اور خوب زوردار کہ جس کا چرچا عرصہ تک گردونواح میں ہوتا رہا اور ہم نے بزرگوں سے بارہا اس کا ذکر سنا۔ مولانا ہزارویؒ نے حق و صداقت پر مبنی موقف کی زوردار وکالت کی۔ ثالث اور جج یعنی حضرت والدِ ماجدؒ نے فیصلہ مولانا کے حق میں دیا۔ الحمدللہ کہ اس مناظرہ کی تفصیلی روئیداد ایک موقع پر مولانا مرحوم نے راقم الحروف کو قلمبند کرائی جو محفوظ ہے اور کسی اور موقع پر شائع کی جائے گی''۔

اخلاص، جوشِ عمل اور سوزِ دروں :

''احرار نے جہادِ آزادی کے سلسلہ میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کی، تو نتیجۃً مولانا کو ۱۹۴۲ء کا سال ڈیرہ اسماعیل خان جیل میں گذارنا پڑا۔ احراری سرگرمیوں کے ساتھ جمعیۃ العلماءِ ہند کی رکنیت بھی قائم رکھی اور اس کے کاموں میں حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختم نبوت چلی تو اس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ علماءِ حق کا شیرازہ مجتمع کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی تو ۱۹۵۶ء میں حضرت شیخنا واستاذنا مولانا

Marfat.com

احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی وقیادت میں جمعیۃ علماء اسلام کو وسیع پیمانے پر از سر نو منظم کیا۔ مولانا مرحوم پہلے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور حضرت لاہوریؒ جمعیۃ کے پہلے امیر اور پھر جب علماء کے بچھڑے ہوئے قافلہ کی ترتیب اور نئی شیرازہ بندی میں منہمک ہو گئے تو اخلاص' جوشِ عمل اور سوز دروں کا زادِ راہ لے کر اس کام میں وہ وہ صعوبتیں اور مشقتیں اٹھائیں کہ الامان والحفیظ۔

بڑوں کے ناز اور ہم عصروں کے نخرے اٹھائے، چھوٹوں کی منتیں کیں بزرگوں کے بستر اور جوتے اٹھا اٹھا کر اور خوشامد کر کر کے انہیں مدرسہ و خانقاہ کے گوشہ ہائے عافیت سے نظم و جماعت اور جہاد و سیاست کی رزم گاہ میں کھینچنا چاہا۔ اسی اثنا روکھی سوکھی پر گذارا کرتے رہے، جو قوتِ لایموت ملی بھی اسے اس دور میں جمعیۃ کے آرگن ''ترجمانِ اسلام'' کے زندہ رکھنے میں خرچ کیا، یہاں تک کہ موٹا جوٹا کھدر قسم کا ایک جوڑا تھا، جمعیۃ کے دفتر دہلی دروازہ میں قیام کے دوران اس کی دھلائی بھی قیمتاً نہ کر سکے تو خود لنگی باندھ کر اسے دھو لیتے کہ بچے ہوئے پیسے اخبار کے اخراجات میں لگ جائیں گے۔

ہر صبح سفر ہر شام سفر :

یہ سارا عرصہ دین کی اشاعت، باطل کے تعاقب اور جماعتی تنظیموں کے سلسلہ میں ''ہر صبح سفر ہر شام سفر'' کا مصداق رہا، مگر سفر بھی کیسا کہ بغل میں چھوٹا سا بستہ' ایک جوڑا کپڑے اور حوالہ کے لئے فرقِ باطلہ کی دو چار کتابیں، روکھی سوکھی خشک روٹی، تھرڈ کلاس میں سوار ہوئے جگہ نہ ملی تو چپکے سے کسی کونہ میں چادر بچھا کر بیٹھ گئے۔ رات بھر پاؤں

Marfat.com

پھیلانے کی کوئی جگہ نہ ملی، تو بیٹھنے کی نشستوں میں کسی سیٹ کے نیچے چادر بچھا دی اور لیٹ گئے۔ منزلِ مقصود پر پہنچے، خرمنِ باطل پر یلغار کر دی۔ اگر کسی جگہ داخلہ پر پابندی ہے تو جُل دے کر یہ جا وہ جا اور اب کسی اور محاذ پر شبخون مارنے کے درپے ہیں۔ نہ صلہ کے طالب، نہ ستائش کی تمنا اور نہ میزبانوں کی میزبانی سے لطف اندوز ہونے کی فرصت و خواہش۔

مترفین اور صنادید پر یلغار :

''اسمبلی میں پہنچ کر ملک کا وہ سرکردہ طبقہ اب براہِ راست آپ کی زد میں آنے لگا، جو اب تک سٹیج اور منبر و محراب سے آپ کا نشانہ بنتا تھا اور جس کی اکثریت کو قرآنِ کریم نے ''اکابر مجرمیھا'' سے تعبیر کیا ہے۔ مترفین اور صنادید کا یہ طبقہ مولانا کی تیز و تلخ نشتروں سے تلملا اٹھا۔ اس اثناء میں عائلی قوانین جسے اس وقت کی حکومت نے اپنے وقار کا مسئلہ بنا دیا تھا، کے خلاف آوازیں اٹھ رہیں تھیں، جن میں کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اور تعامل صحابہؓ کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی تھی۔ تجدّد اور ترقی پسندی کا مقام تجدید و امامت حاصل کرنے کے شوق میں اس وقت کے صدر نے انہیں نافذ کر دیا جس کے محرکات میں صدر مرحوم کے گھریلو اور خانگی کچھ عوامل بھی کارفرما ہے، جس نے بچپن سے موصوف کو ''تعددِ ازدواج'' سے برگشتہ کر دیا تھا''۔

ایوانِ حکومت میں اعلانِ حق :

''اسمبلی میں اس کے خلاف قرارداد پیش ہوئی۔ فضا ناساز بلکہ مخالف

Marfat.com

تھی، مگر مولانا نے برجستہ ایسی عالمانہ اور پُر مغز اور مؤثر تقریر فرمائی کہ ایوان کی اکثریت نے اس قرارداد کی تائید کی اور وہ پاس ہوگئی۔ اس سے مغرب زدہ طبقہ عموماً اور آزادیٔ نسواں کی شوقین خواتین میں خصوصاً اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ مولانا کا جی بھر کو مذاق اڑایا گیا، مگر اظہارِ حق اور غلبۂ حق کی یہ سعادت مولانا کو حاصل ہوگئی۔ بعد میں جب وہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تب بھی ان قوانین کے خلاف مؤثر ترجمانی کی اور اسمبلی میں موجود تجدد پسند خواتین ان کے چبھتے ہوئے ظریفانہ نشتروں سے سٹپٹا کر رہ جاتیں۔ نشتر زنی اور حاضر جوابی سے مقابل کے وار کو اسی کی طرف پلٹا دینا مولانا کی پوری اجتماعی اور پارلیمانی زندگی کا ایک دلچسپ باب ہے"۔

ایک نادر و نایاب خوبی :

''مولانا کی ایک بڑی نایاب و نادر خوبی سیاست کے ہنگاموں، سٹیج کے شور و شر، بحث و مناظرہ کی گرما گرمی کے ساتھ ساتھ زہد و ریاضت اور اوراد و وظائف، شب بیداری اور اپنے رب سے سوز و گداز کے روابط کا برقرار رکھنا تھا جو اس دور میں عنقا سے کم نہیں، وہ بلا شبہ باالیل رھبانٌ و باالنھار فرسان۔ (رات کو راہب دن کو شہسوار) کا نمونہ تھے۔ جامِ شریعت کے ساتھ سندانِ عشق نباہنا تو سنتے ہیں۔ مگر خارزار سیاست میں شریعت و طریقت کے ساتھ ساتھ سوز و ساز رومی اور پیچ و تاب رازی کی قبائے افتخار کو بھی تار تار ہونے سے بچا کر چلنا اس ضیغمِ اسلام ہی کا کام تھا۔

کون کون سی ادا اور کون کون سی خوبی ہے جس سے

Marfat.com

ہمارے ان بزرگوں کا گلشنِ حیات مالا مال نہیں۔ وہ جب گذر جاتے ہیں تو ہمیں قدر آتی ہے، پھر ایک ایک کو لوگ لئے روتے ہیں کہ زمانہ نہایت بانجھ ہوتا جا رہا ہے، مہیب خلاؤں کا سماں ہے۔ مولانا مرحوم کا ذکر چلا تو عنانِ قلم روکنے سے بھی نہ روک سکا"۔

دیارِ لیلیٰ کی باتیں:

"مولانا کے جنازہ پر جا کر زیارت اور کاندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فقر و قناعت، زہد و تقویٰ، جہاد و سیاست، حمیت و شجاعت کا یہ گنج گرانمایہ سپردِ خاک کر دینے کے بعد جب ہم لوگ دیارِ لیلیٰ کی تنگ گلیوں سے گذرتے ہوئے واپس ہو رہے تھے، تو ایک ثقہ متدین قسم کے بزرگ نے مجھے ایک واقعہ سنایا اور اسی واقعہ پر ان سطور کو ختم کرتا ہوں"۔

اکلوتا بیٹا' ناموسِ رسالت پر قربان کر دیا:

"مولانا مرحوم کے جوش و جوانی کا دور تھا۔ اب جبکہ وہ نرینہ اولاد سے محروم دنیا سے کوچ کر گئے، مگر مولانا کی نرینہ اولاد پیدا ہوئی، ایسے ایک موقع پر مولانا کا صاحبزادہ اکلوتا بیٹا جو بڑھاپے کا سہارا بن سکتا تھا۔ شدید بیمار ہوا۔ بیماری سکراتِ موت کی حدود میں داخل ہوئی کہ اچانک بالاکوٹ سے اطلاع آئی کہ وہاں قادیانیوں نے پر پرزے نکال لئے ہیں اور فوراً پہنچنے کی ضرورت ہے۔ مولانا نے جاں بلب لختِ جگر کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ تقریر و مناظرہ کی کتابیں بغل میں اٹھائیں اور چل پڑے۔ لوگوں نے بے حد روکا کہ حالت مخدوش

Marfat.com

ہے۔ فرمایا تم لوگ موجود ہو اور وہاں ناموسِ ختم نبوت کے تحفظ کی بات ہے۔ روانہ ہوئے، ابھی بفہ کی ذیلی سڑک سے بالاکوٹ جانے والی سڑک پر پہنچے تھے کہ کسی نے نورِ نظر بیٹے کی وفات کی اطلاع دی۔ فرمایا تم لوگ دفن کر دینا، اللہ نے اپنی امانت واپس لے لی۔ مجھے بالاکوٹ پہنچ کر قادیانیوں کا تعاقب کرنا ہے۔ اللہ اور رسولؐ کی بات ہر چیز پر مقدم ہے۔

مولاناؒ نے بیٹے کے آخری دیدار اور پوری شفقت و محبت کو بھی ناموسِ دین پر قربان کر دیا اور اپنے روحانی مقتدا سیدنا ابراہیمؑ کی سنت کی پیروی کی ایک اور تابندہ مثال قائم کر دی۔ مجھے خیال آیا کہ کیا عجب آج کی شام بھی ملاءِ اعلیٰ ایک بار پھر ندائے ربانی سے گونج اٹھی ہو کہ :

وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّآ اِبْرَاهِيْمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَآ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ o (والصّٰفّٰت: ۱۰۴، ۱۰۵)

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً o فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ o وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ o

(فجر : ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰)

(الحق فروری ۱۹۸۱ء)

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی ایک تاریخی پیشکش

سوانح شیخ الاسلام

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

☆ سلسلۂ نسب' ابتدائی تعلیم' اساتذہ اور دلچسپ واقعات ☆ احترامِ اساتذہ' شیخ الہندؒ سے عشق و محبت اور دورانِ اسارت خدمت و مصاحبت ☆ شیخ الہندؒ کا جانشین ☆ سیرت و کردار' اخلاص وللہیت' جود و سخا' بے نیازی و استغناء اور جامعیت ☆ اندازِ تدریس' درسِ حدیث سے عشق و انہماک' طلبہ پر شفقت و محبت' مجد ثانہ جلالتِ قدر اور بعض درسی افادات ☆ خوفِ خدا' تقویٰ' ایثار و توکل' اعلیٰ اخلاقی اقدار' خدمت خلق اور مہمان نوازی ☆ انابت و عبادت' نماز سے محبت اور شوقِ تلاوت ☆ حضور اقدس ﷺ سے عشق و محبت' اطاعت' اتباع سنت اور استقامت ☆ سادگی و بے نفسی' صبر و تحمل' عفو و کرم اور تواضع و خاکساری ☆ احسان و تصوّف اور سلوک و معرفت میں عظمتِ مقام' مرجعیت' محبوبیت اور فنائیت ☆ وعظ و خطابت' ارشادات و ملفوظات اور ایمان افروز باتیں ☆ رویائے صالحہ اور کرامات ☆ ذوقِ شعر و ادب اور پسندیدہ اشعار ☆ مکتوبات ☆ لطائف و ظرائف ☆ حضرت مدنیؒ کا سفر آخرت ☆ خوانِ یغما ...... اور اس جیسے دیگر دلچسپ واقعات کا حسین مرقع ۔

صفحات : 272 .... قیمت : 120 روپے

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد' ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین پیش کش

اماں جی مرحومہ ومغفورہ

تحریر!

مولانا عبدالقیوم حقانی

مولانا عبدالقیوم حقانی کی سحر انگیز قلم سے ایک حیرت انگیز، روح پرور اور ایمان افروز داستانِ عبرت جسے پڑھ کر پتھر دل نرم اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایک ایسی داستان، جو سبق آموزی میں سب کے لئے یکساں ہے۔ چار رنگہ کمپیوٹرائزڈ خوبصورت ٹائٹل، شاندار طباعت، مضبوط جلد بندی اور نفیس کاغذ میں چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ خواہشمند حضرات القاسم اکیڈمی سے طلب کر سکتے ہیں۔

صفحات : 135 .... قیمت : 60روپے

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین عظیم علمی اور فقہی پیش کش

اِسلامی آدابِ زندگی

تحریر ! محمد منصور الزمان صدیقی

پیشِ لفظ ! مولانا عبدالقیوم حقانی

قرآنی تعلیمات' احادیث نبوی' عبادات' معاملات' اعمال کے فضائل' بلندیٔ اخلاق و خصائل' محبت و اطاعتِ رسول' محرمات سے اجتناب' منہیات کی نشان دہی' فرقِ باطلہ کا تعاقب' ردِّ بدعات' دعوتِ سنت و اتحادِ اُمّت' خدمتِ انسانیت ...... الغرض زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کے ہدایات سے معمور مہد سے لحد تک اہم ضروری مسائل و احکام' سلیس اور بامحاورہ زبان میں ایک مطالعاتی معلّم اور محسن کتاب' اپنے موضوعات کے تنوع' تفہیم و تسہیل' افادیت اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک لاجواب کتاب۔

صفحات : 938 .... قیمت : 320

القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد' نوشہرہ

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ، عظیم اور شاہکار علمی پیش کش

شرح شمائل ترمذی

(دو جلد مکمل)

ایک نادر تحفہ

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک عظیم خوشخبری

حدیث کی جلیل القدر کتاب شمائل ترمذی کی سہل و دلنشین تشریح، سلجھی ہوئی سلیس تحریر، اکابر علماءِ دیوبند کے طرز پر تفصیلی درسی شرح، لغوی تحقیق اور مستند حوالہ جات، متعلقہ موضوع پر ٹھوس دلائل و تفصیل، رواۃِ حدیث کا مستند تذکرہ، متنازعہ مسائل پر تحقیق اور قولِ فیصل، معرکۃ الآراء مباحث پر جامع کلام، علماءِ دیوبند کے مسلک و مزاج کے عین مطابق، جمالِ محمد ﷺ کا محدثانہ منظر، نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے، اردو زبان میں پہلی بار منصۂ شہود پر ......

صفحات : 1220 .... قیمت : 500 روپے

ناشر

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی مطبوعات

مطبوعات	قیمت	مطبوعات	قیمت
حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی	300	سوانح شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی	120
توضیح السنن شرح آثار السنن للامام النیمویؒ	500	ابوحنیفہ ہند مولانا مفتی کفایت اللہ نمبر	130
شرح شمائل ترمذی (دو جلد مکمل)	500	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نمبر	240
اسلامی انقلاب اور اس کا فکری لائحہ عمل	90	نقوشِ حقانی	75
دفاع امام ابوحنیفہؒ (اردو)	120	بزم منور (چھ جلد)	700
امام اعظم کے حیرت انگیز واقعات (اردو)	90	محرف قرآن	120
علماءِ احناف کے حیرت انگیز واقعات (اردو)	90	سیرت خاتم الانبیاء ﷺ	150
خطباتِ حقانی	100	میر کاروان مولانا فضل الرحمن	90
اربابِ علم وکمال اور پیشہ رزقِ حلال	90	دفاع امام ابوحنیفہؒ (پشتو)	60
صحبتے با اہل حق	120	ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ (پشتو)	33
ساعتے با اولیاء	90	الادب الجاری فی ابیات صحیح البخاری	75
مشاہیر کی علمی اور مطالعاتی زندگی	120	د امام اعظمؒ حیرت انگیز واقعات (پشتو)	66
کشکولِ معرفت (مکمل)		د ژوند آداب	15
ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ (اردو)	24	قرآنی اعداد وشمار	10
شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نمبر	750	عالمانہ مجاہدانہ تقریریں	15
سُراغِ زندگی	60	اقوالِ سلف	120
عبداللہ بن مبارک کے حیرت انگیز واقعات	60	فقہی جواہر	21
سوانح قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ	120	انمول موتی	21
سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ	120	زُبدۃ القرآن	120
میرے حضرت میرے شیخ	90	معجزاتِ سرورِ عالم ﷺ	30
جمالِ یوسفؒ	120	آدابُ المعلمین (پشتو)	16
آثارِ صالحہ	120	انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت	24
سوانح حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	90	امام اعظمؒ کے حیرت انگیز واقعات (فارسی)	50
مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	22	علماءِ احناف کے حیرت انگیز واقعات (پشتو)	75
ماہنامہ القاسم کا مولانا سید سلیمان ندویؒ نمبر	150	آداب المتعلمین (پشتو)۔	40
		روحانی سوغات (پشتو)	15

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، ضلع نوشہرہ، سرحد، پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی مطبوعات

☆ حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی
☆ توضیح السنن شرح آثار السنن للامام النیموی
☆ شرح شمائل ترمذی
☆ اسلامی انقلاب اور اس کا فکری لائحہ عمل
☆ دفاع امام ابوحنیفہ (اردو، پشتو)
☆ امامِ اعظم کے حیرت انگیز واقعات (اردو)
☆ علماءِ احناف کے حیرت انگیز واقعات (اردو)
☆ خطباتِ حقانی
☆ اربابِ علم وکمال اور پیشہ رزقِ حلال
☆ صحبتے با اہل حق
☆ ساعتے با اولیاء
☆ مشاہیر کی علمی اور مطالعاتی زندگی
☆ کشکولِ معرفت
☆ ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ (اردو، پشتو ر)
☆ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر
☆ سُراغِ زندگی
☆ عبداللہ بن مبارک کے حیرت انگیز واقعات
☆ سوانح قائد ملت مولانا مفتی محمود
☆ سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحق
☆ میرے حضرت میرے شیخ
☆ جمالِ یوسف
☆ آثارِ صالحہ
☆ سوانح حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی
☆ مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
☆ اسیر مالٹا مولانا عزیز گل
☆ ابوحنیفہ ہند مولانا مفتی کفایت اللہ نمبر
☆ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نمبر
☆ نقوشِ حقانی
☆ بزم منور (چھ جلد)
☆ محرفِ قرآن
☆ سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
☆ میر کاروان مولانا فضل الرحمٰن
☆ تحفۂ فکر وعمل
☆ حقانی کتابیں
☆ الادب الجاری فی ابیات صحیح البخاری
☆ روحانی سوغات
☆ دَ ژوند آداب
☆ قرآنی اعداد وشمار
☆ عالمانہ مجاہدانہ تقریریں
☆ اقوالِ سلف
☆ فقہی جواہر
☆ انمول موتی
☆ زُبدۃ القرآن
☆ معجزاتِ سرورِ عالم ﷺ
☆ مردِ مومن کا مقام اور ذمہ داریاں
☆ انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت
☆ امام اعظمؒ کے حیرت انگیز واقعات (فارسی، پشتو)
☆ علماءِ احناف کے حیرت انگیز واقعات (پشتو)

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، ضلع نوشہرہ، سرحد، پاکستان

Marfat.com